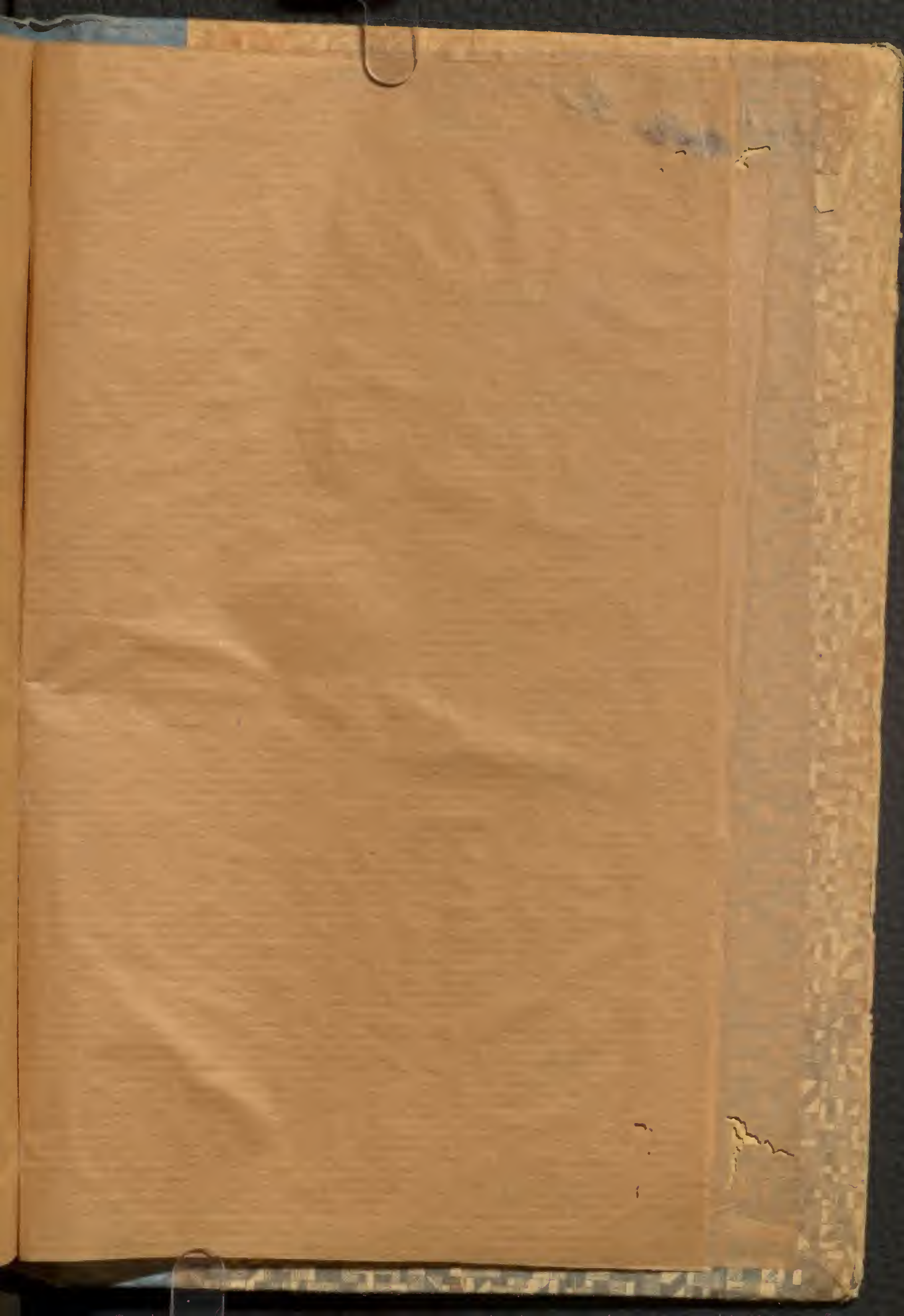
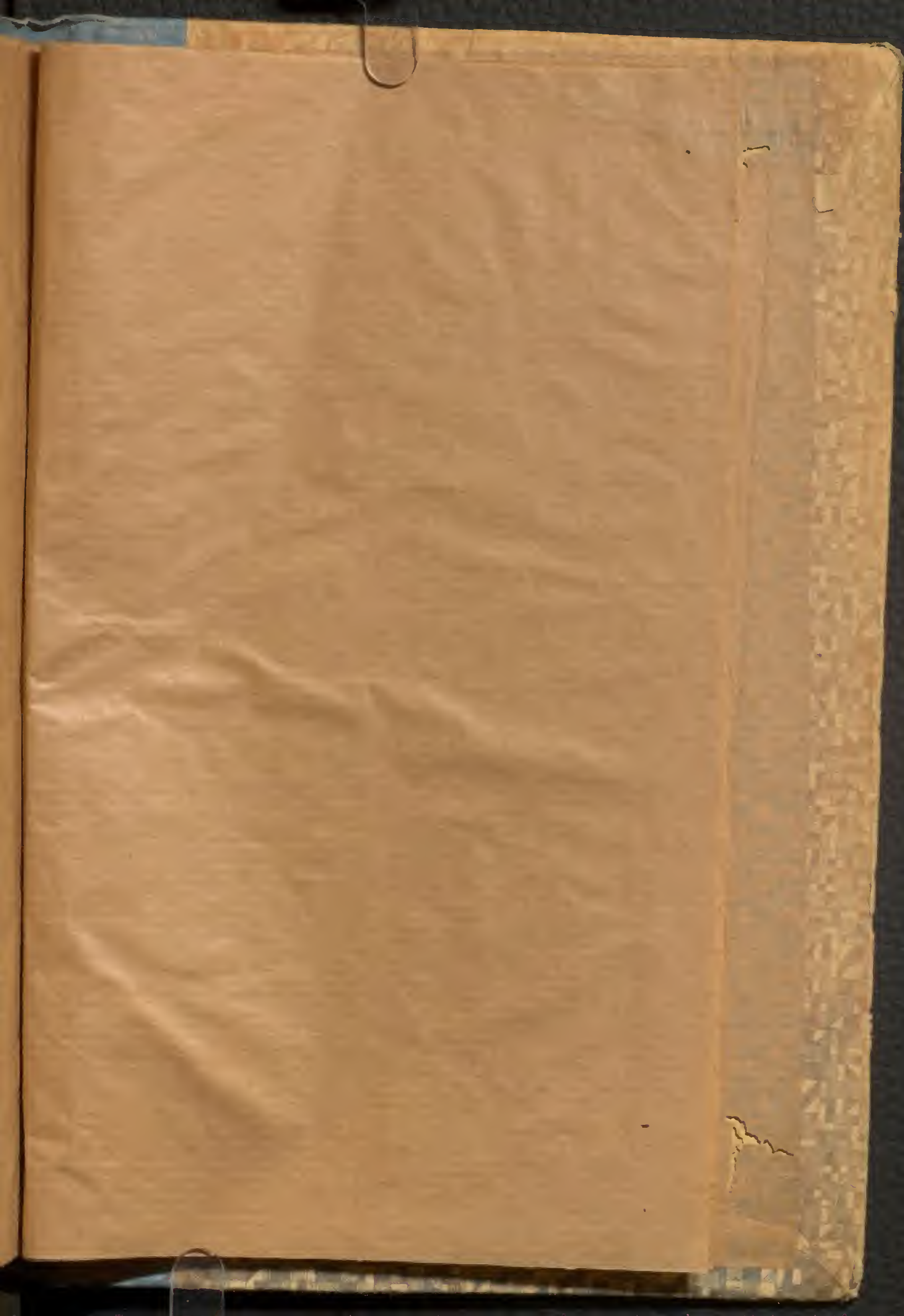
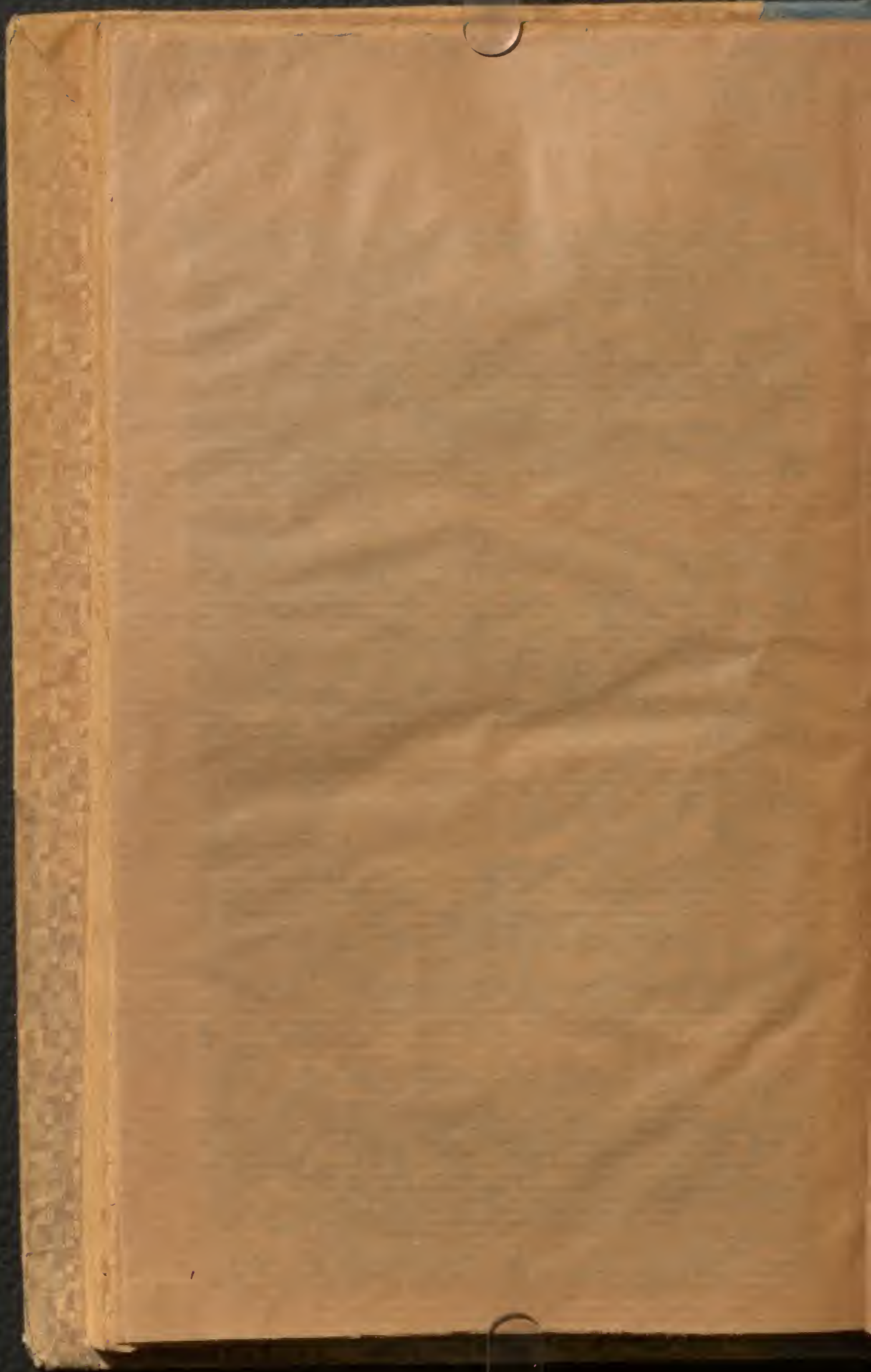
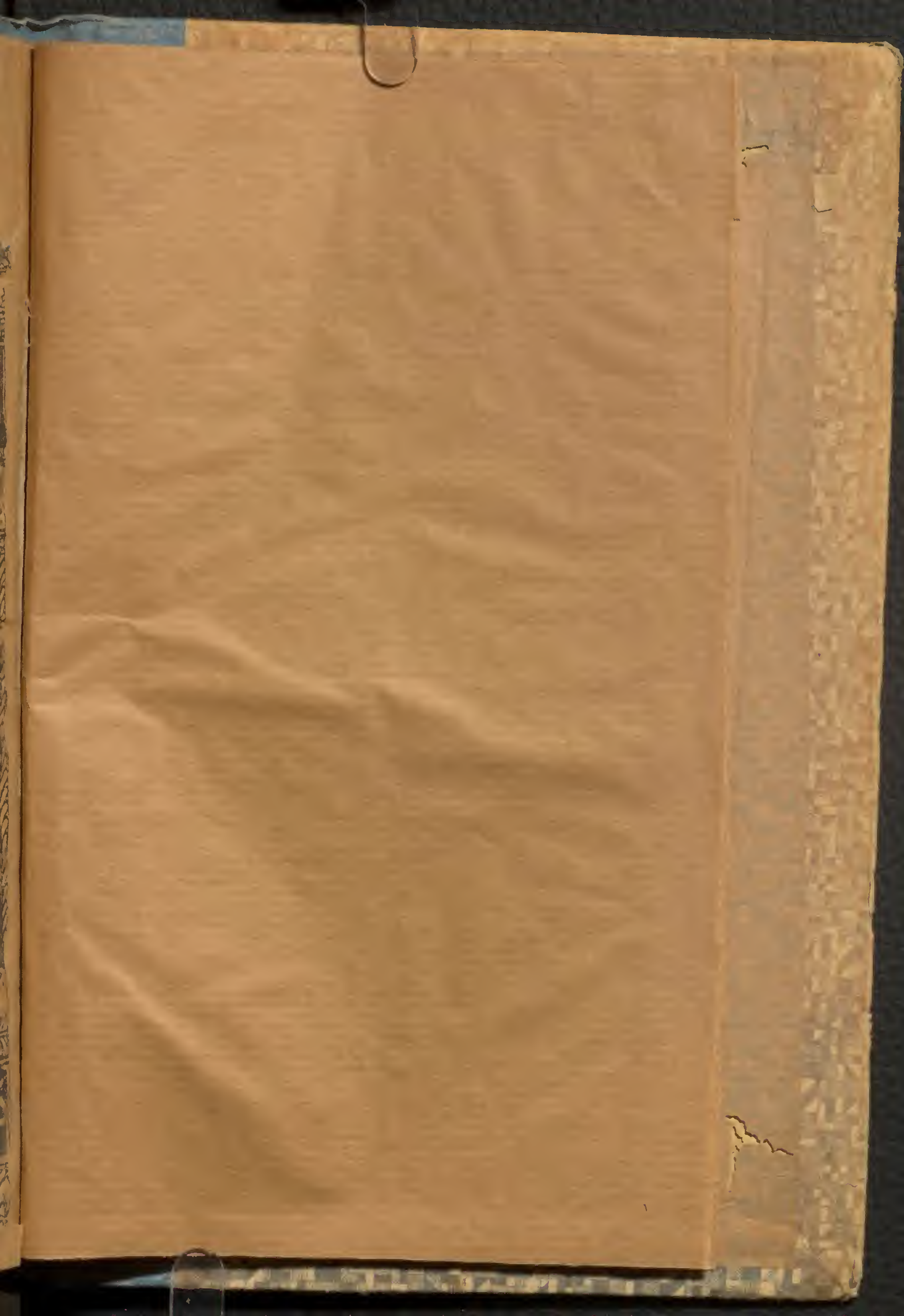
مرقعهٔ عبرت











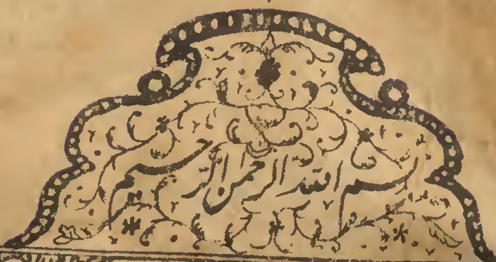
فاعتبروا یا اولی الابصار

سوانح عمری نواب سر سالار جنگ مرحوم مؤلفہ جناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی بی۔ اے۔ معتمد متفرقات سرکار عالی موسوم بہ



جسکو جناب مولوی محمد مہدی حسن صاحب ناظم دیوانی حیدرآباد نے انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کیا

در مطبع [illegible] بطبع گردید



ستایش کنم ایزد پاک را
که گویا و بینا کند خاک را

اس کتاب مین ہز ایکسلنسی نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ
شجاع الدولہ مختار الملک جی سی ایس آئی ڈی سی ایل فردوس
آرامگاہ کی سوانح عمری کا ذکر ہے ۔

یہہ مرحوم نواب میر محمد علیخان مرحوم ملقب بہ شجاع الدولہ کے فرزند ارجمند تھے
نواب میر محمد علی خان بہادر بڑے صاحبزادے نواب منیر الملک کے اور عقد
سے تھے جو نواب میر عالم مرحوم سید ابو القاسم کی دوسری دختر نیک اختر
کے ساتھہ سنہ ۱۸۱۰ء مین ہوا تھا ۔ میر محمد علیخان سر سالار جنگ
شجاع الدولہ کی شادی سید کاظم علیخان مرحوم مختار الدولہ کی صاحبزادی
ساتھہ ہوئی تھی یہہ صاحب آخر الذکر سید جعفر رضوی نیشاپوری ایرانی
اولاد مین تھے ۔ اس شادی ثمر نواب میر تراب علی خان …

سر سالار جنگ مرحوم تھے جو دوسری جنوری سنہ ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوے اور حالات کے بیان سے پیشتر مناسب ہے کہ میر عالم اور منیر الملک اور سراج الملک کے خاندان کی مفصل کیفیت لکھی جاے۔

اس خاندان کی ابتدا (حضرت شیخ اویس قرنی رحمۃ اللہ) سے ہے جو ایک نامی گرامی بزرگوار مدینہ منورہ کے تہے۔ شیخ موصوف سے نواب میر لایق علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ صاحبزادہ اکبر مرحوم تک چونتیس پشتین گذری ہین۔ شیخ اویس ثانی جو نوین پشت مین گزرے ہین وہ مدینہ منورہ مین اوقاف کے متعلق تہے۔ اونہون نے اپنے صاحبزادے شیخ محمد علی کو ساتہہ لیا اور ترک وطن کرکے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور آخر الامر زمانہ سلطنت علی عادل شاہ (سنہ ۱۶۵۶ع یا سنہ ۱۰۶۳ھ) مین بمقام بیجاپور سکونت گزین ہوے۔ شیخ محمد علی نے ملا احمد نائب کے خاندان مین شادی کی جو دربار عادل شاہیہ کے مدار المہام تہے۔ بادشاہ نے شیخ محمد علی مرحوم کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اورنگ زیب کی سلطنت کے آٹھوین سال مین مغلون نے بہ سرکردگی راجہ جے سنگ بیجاپور پر حملہ کیا۔ علی عادل شاہ نے ملا احمد کو راجہ کے پاس بہیجا کہ چند امور کا تصفیہ کرکے

صلح کرین۔ سنہ ۱۰۷۶ھ مطابق سنہ ۱۶۶۵ع مین ملّا احمد راجہ کے خیمہ گاہ مین جب
پہونچے تو اپنے فرایض منصبی کو بھول کر اپنے آقا کو چھوڑ دیا اور ملازمت
شاہنشاہی مین داخل ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ سے اونکو ایک فرمان کی بموجب
چھہ ہزار پیادہ اور چھہ ہزار سوار کی سرداری اور دو لاکھہ پچاس ہزار روپیہ نقد
مرحمت ہوا۔ راجہ کو یہہ بہی حکم ہوا کہ ملّا احمد کو امید دلائین کہ جب وہ باریاب
دربار شاہی ہون گے تو اونکو اور اعزاز مثل خطاب سعد اللہ خان یا امرکوی
عہدۂ جلیلہ مرحمت ہوگا۔ ملّا احمد نے آخر احمد نگر مین انتقال کیا اور اون کے
صاحبزادے محمد اسد دربار شاہنشاہی کی باریابی سے نوین سال جلوس
مین مشرف ہوے۔ اور خطاب بہرام خان کے ساتھہ پندرہ سو پیادہ اور سو
سوارون کی افسری پائی۔

ملّا احمد کی صاحبزادی سے شیخ محمد علی کے دو لڑکے ہوے ایک کا نام شیخ محمد باقر
اور دوسریکا نام شیخ حیدر تھا۔ علی عادل شاہ نے محمد باقر کو اپنا میر ساماں
اور شیخ حیدر کو مستوفی الممالک مقرر کیا۔ سلطنت بیجاپور مین ایک امیر باتوقیر
علی خان نام تہے اونکی دو بہنین تہین ایک کی شادی شیخ محمد باقر کے
ساتھہ ہوی اور دوسری کی ملا یحیی عرف مخلص خان عالمگیری کے ساتھہ ہوی

یہہ ملا احمد کے چہوٹے بہائی تھے۔ شیخ محمد باقر اور شیخ حیدر زمانہ اسکندر عادل
شاہ تک سلطنت بیجاپور مین رہے۔ اس بادشاہ کے وزیر کی بدسلوکیون سے
انہون نے سلطنت مغلیہ مین نوکری کی درخواست کی۔ وہان سے شیخ محمد باقر
کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری اور شاہجہان آباد اور کشمیر کی
دیوانی کا خلعت مرحمت ہوا۔ اور شیخ حیدر کو پندرہ سو پیادہ اور تین سو
سوار کی افسری اور شاہزادہ محمد اعظم کو فوج مین دیوانی فوج کا عہدہ عنایت
ہوا اسد خان وزیر اعظم اور اون کے صاحبزادے ذوالفقار خان مخاطب بہ
امیر الامرا اور دیگر بہت سے امرائے درباران دونون بہائیون کو دوست
رکہتے تھے۔ شیخ محمد باقر نے بوساطت اسد خان بادشاہ سے درخواست
کی کہ اونکا تبادلہ ملک دکن مین کیا جاوے۔ چنانچہ وہ دیوان تل کوکن
مقرر ہوے جو ابتدائے نظام شاہی اور عادل شاہی خاندان کے ماتحت
حکومت تھا۔ جب پیرانہ سالی کا زمانہ آیا تو اونہون نے نوکری چہوڑ کر اورنگ آباد
مین سکونت اختیار کی اور وہین سنہ ۱۷۱۵ع مین انتقال کیا۔ اون کی
تصانیف مین سے یہہ دو کتابین بہت مشہور ہین (۱) علامتہ الزمن جو علم
بلاغت مین ہے (۲) ہناتہ الاقران جس مین چند مشکل اصول فلاسفہ کی بحث ہے

ان بہائیون کی وفات کے بعد مولانا محمد فصیح تبریزی نے ان کتابون کا
نام بدلکر (روضۃ الانوار اور زبدۃ الافکار) رکھا۔

شیخ محمد تقی صاحبزادہ شیخ محمد باقر کو تین ہزار پیادون کی افسری زمانہ اورنگ زیب
مین اور پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوارونکی افسری زمانہ بہادر شاہ مین رہی
یہ اوس جزیہ کے منتظم تھے جو فرخ سیر نے ہنود پر اورنگ آباد مین لگایا
تھا۔ نظام الملک آصفجاہ نے اپنے زمانہ وزارت دکن مین انکو اپنے تمام
قلعہ جات کی فوج کا افسر اعلی بنایا تھا اونہون نے ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۲ء
مین انتقال فرمایا اونکے صاحبزادے شمس الدین محمد حیدر ۱۱۱۳ھ ہجری مطابق ۱۷۰۱ء
مین پیدا ہوے۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے اونکو نہایت کم عمری مین
سو پیادون کی افسری پر مامور کیا۔ جب یہ جوان ہوے تو آصفجاہ نظام الملک کے
حضور مین حاضر کئے گئے اونہون نے انکے منصب کی ترقی کر کے دو سو سوارون کا
افسر کر دیا اور فیل خانہ اونکے سپرد کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد یہ تین سو
پیادون کے افسر ہو گئے۔ جب نظام الملک دکن سے دہلی تشریف لیگئے تو یہ
عرض بیگی مقرر ہو کر ہمراہ گئے۔

نادر شاہ کے حملہ کے بعد انکی افسری پانسو فوج کی ہو گئی اور انکو خطاب حیدر یار خان عطا ہوا

آصفجاہ نظام الملک کو ان پر اسقدر اعتبار تہا کہ جب وہ شاہنشاہ کے حضور مین
حاضر ہوتے تو یہہ اور درگاہ قلی خان ہمیشہ موجود رہتے ۔ جب نظام الملک
دہلی سے واپس تشریف لائے اور بعد گرفتاری ناصر جنگ کے
جو فتح ترچناپلی کے بعد دوسری دفعہ اور وزارت مظفر جنگ مین تیسری
دفعہ ہوئی انکا منصب بڑہتے بڑہتے پندرہ سو پیادہ اور پانسو سوار ونکی افسری
تک ہوپہنچگیا ۔ آخرکار نظام صلابت جنگ کے عہد مین انکو پانچ ہزار پیادہ
اور چار ہزار سوارونکی افسری ہوگئی اور علاوہ اسکے خلعت پالکی اور نشان
دنوبت عنایت ہوا اور منیر الدولہ شیر جنگ کے خطاب سے ملقب ہوے
اور پہر انکو اسی عہد مین سات ہزار پیادہ اور سات ہزار سوار کی افسری
کے ساتہہ منیر الملک کا خطاب عنایت ہوا ۔ اور منتظم اعلی امور خانگی کے مقرر
ہوے اسکے بعد یہہ دیوان سلطنت اور آخرالامر صوبہ جات دکن کے دیوان
مقرر ہوے رکن الدولہ کے انتظام سے پہلی کل امور سلطنت بمشورہ منیر الملک
ہوتی تہے اور نظام علیخان بہادر کے عہد مین گو بہ سبب پیرانہ سالی کے نواب
موصوف نے امور سلطنت سے کنارہ کشی کی تہی تاہم امور اعظم سلطنت انہین کے
ہاتہہ مین تہی تمام نزاعین جو اور سلطنتون سے تہین در نظام دکن کے صاحبزادے محمد علی والاجاہ

کی بغاوت کا تصفیہ انہین کی حکمت عملی سے ہوا تہا - جب بوجہ پیرانہ سالی محنت کے کامون سے یہہ معذور ہو گئے تو گوشہ نشینی اختیار کر کے اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوے - لیکن نظام الملک کی خواہش کے بموجب انہون نے اُس شہر کی نظامت قبول کی اور پانچ سال تک بقیہ عمر اپنی وہان عدالت گستری اور غربا نوازی مین بسر کی - ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۱۷۷۵ء مین اٹہتر برس کے سن تک پہونچکر انتقال فرمایا — دربار نظام علیخان کے امرا انکی بڑی عزت کرتے تہے اور رکن الدولہ اونکو مثل اپنے بزرگ کے سمجہتے تھے اور بجاے خط کے اونکو عرضی لکھتے تھے - یہہ بہت فیاض رحیم بہادر اپنے دوستون پر مہربان اور غریبون کی پرورش کرنے والے تھے - اونکے دو صاحبزادے تھے بڑے کا نام صفدر خان غیور جنگ اور چہوٹے کا نام تقی یار خان بہادر ذوالفقار جنگ تھا - چہوٹے صاحبزادے اپنے والد کے انتقال کے ساتھ برس کے بعد راہی ملک بقا ہوے - بڑے صاحبزادے کی تاریخ ولادت چوبیسوین جمادی الآخر ۱۱۲۵ ہجری مطابق ۱۷۱۳ء تھی - نظام الملک اول کے عہد مین نواب محمد صفدر خان مرحوم کو دو سو کا منصب تھا اور نائب داروغہ فیلخانہ کا عہدہ رکہتے - جب مظفر جنگ صوبہ دار دکن ہوے تو

نواب موصوف کو تین ہزار پیادے اور چند سو سوار کی افسری ملی اور خطاب خان سے ملقب ہوے - عہد صلابت جنگ مین اولاً وہ کوتوال اورنگ آباد مقرر کیے گئے - بعد ازان اونہ مراتب اعلیٰ پر فایز ہوے یہانتک کہ تین ہزار پیادے اور دو ہزار سوارون کی افسری اور نشان و نوبت و خطاب بہادر سے مشرف ہوے - سنہ ۱۱۷۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۰ء مین خطاب غیور جنگ بہادر اشجع الدولہ اور خلعت و پالکی عنایت ہوا اور اونکی فوج کی تعداد چار ہزار پیادے تک بڑہادی گئی - تہوڑے دنون مین اونکو ایک ایسی فوج کی افسری ملی جسمین پانچ ہزار جوان پیادہ اور چار ہزار سوار تھے - سنہ ۱۱۹۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۳ء مین نواب موصوف کو اشجع الملک کا خطاب عنایت ہوا اور صوبہ جات دکن کے دیوان مقرر ہوے -

اٹھوین صفر سنہ ۱۲۰۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۰ء مین اونکو خطاب خان خانان عنایت ہوا اوسی سال کی چودہوین شعبان المعظم کو مقام ہنگال مین جہان نظام علیخان بہادر مع اپنی فوج کے خیمہ زن تھے انتقال فرمایا -

نواب موصوف الذکر نے اپنی اون بی بیون سے جو درگاہ قلی خان سالار جنگ کی صاحبزادی تہین چار لڑکے چھوڑے - اور اونکی تمام جایداد جسمین بہت

سے جاگیری مواضع تھے ان چارون صاحبزادون مین بالمساواۃ تقسیم ہوے

ان چارون کے نام اور انکے حالات ذیل مین بیان ہوتے ہین۔

محمد تقی خان اکرام الملک قوی جنگ یہہ نظام علیخان بہادر کی سرکار مین اعلے منتظم امور خانگی تھے۔ انہون نے چودہوین جمادی الثانی ۱۲۱۳؁ہجری مطابق ۱۷۹۸؁ع مین انتقال فرمایا۔

حسن رضا خان شوکت الدولہ منیر جنگ یہہ اولاً شاہی باورچیخانہ کے منتظم تھے اور پھر اورنگ آباد کے گورنر ہوگئے۔ انہون نے ۲۰ شعبان ۱۲۱۶؁ہجری مطابق ۱۸۰۱؁ع مین انتقال فرمایا۔

تیسرے صاحبزادے جن سے موجودہ نسل قایم ہوی علی زمان خان حیدر یار خان غیور جنگ منیر الدولہ منیر الملک ثانی تھے۔ یہہ پانچ ہزار پیادے اور تین سو سوارون کے افسر تھے۔ علاوہ اسکے انکو نشان و نوبت و پالکی کا خلعت تھا اور صوبجات دکن کے دیوان تھے۔ جب غلام سید خان ارسطوجاہ دربار پونا کو بھیجے گئے تو حضور نے اپنی دربار کا کاروبار اور نگرانی افواج انہین کے سپرد کی اونکی وفات کے بعد انکے بڑے صاحبزادے کو یہی خطاب دیے گئے اور وہ منیر الملک ثالث ہوے۔ انکے والد کی وفات کے بعد انکی شادی میر عالم

سید ابو القاسم (مرحوم) کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی۔ اس شادی
کے رسوم نہایت دہوم دہام اور عظم و شان کے ساتھ ہوئے۔
عین شادی میں حضور پر نور نظام علیخان بہادر ایک دمین دو دفعہ شریک ہوئے
اور دولہا اور دلہن کو بہت سے زیورات بیش بہا عنایت فرمائے۔
سنہ ۱۱۷۹ھ مین ان بیگم صاحبہ نے انتقال فرمایا اور منیر الملک نے اونکی دوسری
ہمشیر کے ساتھ عقد فرمایا جنسے کئی اولادین ہوین۔
رضا باز خان منیر الملک منیر الدولہ حسام جنگ ماتحتی مین سلیمان جاہ بہادر کے
داروغہ فیلخانہ جات تھے۔ اور پایگاہ غلام سعید خان مین ہی انکی ملازمت
تہی انہون نے لاولد انتقال فرمایا۔
میر عالم (نواب سالار جنگ) مرحوم کے پرنانا سادات شوستری ملک
ایران کی نسل مین تھے۔ اونکے والد سید رضا مرحوم بڑے عالم جید تھے
ونکی تصنیف سے اکثر کتابین علم ادب مین ہین جو مسلمانون کے مطبوع ہین
یہ اپنے شباب کے عالم مین ہندوستان آئے اور یہان کئی سال حیدرآباد مین
رہے جہان نظام علیخان مرحوم نے اونکو جاگیر عنایت فرمائی۔ مشہور ہے کہ ہر شنبہ
کو حضور پر نور کی ملازمت سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اور حضور اسقدر مہربان

تھے - کہ ہر دفعہ ایک شخص کی سفارش مین کامیاب ہوتے - اور اس
وجہ سے سہ شنبہ کے روز صدہا سفارش خواہون کا مجمع انکے ہان ہوتا تھا -
لوگ کہتے ہین کہ یہ صرف اوس شخص سے وعدہ سفارش کا کرتے جو سب
سے پہلے ان کے پاس پہونچتا - حیدرآباد مین ان کے بڑے صاحبزادے
سید ابوالقاسم میر عالم سنہ ۱۷۵۲ء مین پیدا ہوے - اون کے دوسرے
صاحبزادے سید زین العابدین نے ابتداے عمر مین حیدرآباد کو ترک کردیا
اور ہمیشہ سلطان ٹیپو کے دربار مین رہے - میر عالم مرحوم نے عمدہ تعلیم
پائی تہی اونکی لیاقت اور ذہانت جو آخر مین بہت مشہور ہوگئی ابتداے
سن سے ظاہر ہوتی تہی - جب اون کے والد کا انتقال ہوگیا تو انکو اعظم
الامرا نے اپنے ساتھ رکھا - جب مسٹر جانسن سنہ ۱۷۸۴ء مین حیدرآباد آئے
تو میر عالم مرحوم درمیان وزیر اور سفیر انگریزی کے وکیل تھے - سنہ ۱۷۸۶ء مین
انکو دولاکھ روپیہ خرچ سفر اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی اور نظام دکن
کی طرف سے کلکتہ بہیجے گئے - اس سفر سے معاودت کے بعد خطاب میر عالم
عطا ہوا - جب سلطان ٹیپو نے سنہ ۱۷۹۱ء مین صلح کی درخواست کی
تو میر عالم تجاویز پیش شدہ پر گفتگو کرنے کے لئے لارڈ کرانیول

کے خیمہ گاہ مین بہیجے گئے - ایک خط مین لارڈ موصوف نے حضور پر نور کو
لکہا کہ میر عالم کی سفارت سے وہ نہایت خوش ہوسے - اونہون نے
لکہا کہ چونکہ مجہے ملاقات سابق کے بسرت میر عالم سے حاصل تہی اور اوسوقت
انکی عمدہ لیاقتون اور صفات حمیدہ پر حضور پر نور کے ساتہہ انکی خیر خواہی اور
اونکی اوس سچی خواہش پر کہ سرکار کمپنی اور گورنمنٹ نظام کے مابین دوستی کی ترقی
ہو مجہے پورا یقین تہا لہذا مجہکو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ نے میر عالم کو معتبر
منتخب کرکے اونکو اختیارات دیے کہ آپکی طرف سے اوس مجلس عالیشان مین شریک
ہون جو ہر ایک فریق متعلق کے دعاوی کی تحقیقات کے لئے اور اون شرائط صلح
پر مشورہ کرنیکے لئے جو مفید ہون اور خلاف شان ہون جمع ہوگی -

جسوقت سے یہ آئے ہین انہون نے اپنی روش سے ثابت کردیا کہ آپنے
یہ انتخاب انکا نہایت عاقلانہ کیا - اور میرے خیال سابق کو کہ آپکی گورنمنٹ
کے نہایت خیر خواہ ہین اور انکی دلی خواہش ہے کہ ہم دونون مین استحکام و
ترقی محبت ہو مضبوط کردیا - اور اس وجہ سے مجہے انکے آنے سے نہایت اطمینان
ہوا دوسری جگہہ لارڈ کرانول لکہتے ہین (باستثناء اسکے کہ فوجی معاملات سے
ناواقفی ہے اور باتون مین یہ بہت قدر کے لایق ہین - انکی تمام سفارت پہلی

کرکے اور اس امر کو ملحوظ کرکے کہ انکو میرے یقین مین یہی دوستی ہماری گورنمنٹ سے ہے۔ اگر میری راے لیجاتی تو غالب ہے کہ مین دربار کے لوگون مین اُن سے بہتر کسی دوسرے کو منتخب نکر سکتا۔

فتح سرنگاپٹن کے بعد جو سنہ ۱۷۹۹ء مین ہوی - جب میر عالم جو اس فوج مین افسر اعلی فوج آصفیہ کے تھے حیدرآباد کو واپس آئے تو اونکی بڑی عزت ہوی حضور پرنور نے اپنا خاص ہاتھی میر عالم کے لیئے کو بھیجا اور تمام اراکین سلطنت اور امراے حیدرآباد کو حکم کیا کہ پانچ یا چھہ میل شہر پناہ سے باہر جاکر میر عالم کا استقبال کرین اور اونکو نہایت شان و شوکت سے شہر مین لائین۔

اونکی کامیابی کے وجہ سے اُنکے بہت دشمن ہوگئے اور تھوڑے ہی دنون کے بعد غلط اور خلاف واقع الزامات کے بابت ایک قلعہ مین جو حیدرآباد کے قریب ہے یہہ قید کئے گئے لیکن بہت جلد رہا ہوے اور اعظم الامراء کی وفات تک جو سنہ ۱۸۰۴ء مین ہوی یہہ خانہ نشین رہے اور اوسکے بعد پہر وزیر ہوے - انہون نے اپنی فارسی خطوط کو بطور کتاب جمع کیا اوسکا نام انشاء عالم رکھا - یہہ خطوط اعلی درجہ کی انشاء پردازی کا نمونہ ہین لیکن یہہ کتاب طبع نہین ہوی - ایک اور تاریخ کی کتاب مسمی بہ حدیقۃ العالم بہی انہین کی

مشہور ہے - یہ دکن کی تاریخ ہے اور مرزا عبد اللطیف خان شوستری نے
اوسکو اونکے نام سے تالیف کیا - یہہ نہایت خوش مزاج اور شگفتہ رو آدمی
تھے - صحت اونکی ہمیشہ خراب رہتی تہی - انگریزون کے ساتہہ جو انکا ربط
مشہور تھا تو اس وجہ سے اونکے دشمن اور بہی زیادہ تھے - اوس روپیہ سے
جو انعام فتح سرنگ پٹن کی بابت اونکے حصہ مین پڑا تہا اونہون نے قریب حیدرآباد
ایک تالاب بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے اور سواے پٹن اور
پونا اور اورنگ آباد کے سرکون وغیرہ پر مسافرون کیلئے قیام گاہین بنوائی
ہین - اونکے زمانہ وزارت مین جب قحط پڑا تو اونہون نے یہ انتظام کیا کہ غلہ
خرید کیا جاتا تہا اور ارزان نرخ پر غربا کے ہاتہہ فروخت ہوتا تہا -
اونکا قاعدہ تھا کہ دو سو فقرا کو اپنے ذاتی باورچیخانہ سے کہانا کہلواتے
تھے - میر عالم کے انتقال کے بعد انکے داماد منیر الملک وزیر ہوئے لیکن اونکی
وزارت ایسے شرایط کے ساتہہ ہوئی کہ درحقیقت انکو کچھہ اختیارات نہ تھے -
اوس زمانہ کے صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے اصل اختیارات سلطنت راجہ
چندو لعل پیشکار کے ہاتھ مین تھے - دوسرے عقد سے منیر الملک کے
کئی لڑکے تھے - بڑے کا نام محمد علی شجاع الدولہ تہا اور ادنے سے چہوٹے

نام غلام علیخان [illegible] راج الملک ۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ نواب محمد علیخان شجاع الدولہ کی شادی سید کاظم علیخان کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی۔ یہہ صاحب ایک معزز رئیس خاندان سادات [illegible] ملک ایران مین سے تھے ۔ اس عقد سے فخر خاندان و مسلمانان ہند نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ پیدا ہوئے۔

اونکی ابتدائی تعلیم کچھہ نہین ہوئی کا جسکی وجہ سے کہا جاتا کہ وہ ملک [illegible] اعلی عہدہ کے لایق ہوے جسکو اپنی عمر کے آخری ۳۰ سال تک اونہون نے انجام دیا ۔ انکے ایام طفولیت مین قلت سرمایہ اور دیگر خاندانی تکالیف اس قسم کی نہین کہ کچھہ آیندہ بہبودی کی امید نہین پائی جاتی تہی ۔ وہ خاندان جسکا آخر مین انہون نے ایسا نام روشن کیا انکی پیدایش سے پچاس سال پیشتر ایک بڑا با وقعت خاندان حیدرآباد مین تھا ۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ میر عالم نواب مرحوم کے پرنانا نے اپنی وزارت کی حالت مین انتقال فرمایا اور اون کے بعد نواب مرحوم کے دادا منیر الملک وزیر ہوے مگر اونکی وزارت صرف برائے نام تہی اصل اختیارات سلطنت راجہ چندو لعل کے ہاتھہ مین تھے اور نواب صاحب کی خاندانی دولت روز بروز

ہی جاتی تھی۔ نواب [illegible] کے اخراجات اونکی آمدنی سے بہت
زیادہ تھے۔ [illegible] میں چھبیس [illegible] روپیہ [illegible] چھوڑکر انتقال فرمایا۔
حضرت [illegible] ناصر الدولہ [illegible] نے [illegible] بطور کفالت انکی
[illegible] کرلی۔ [illegible] مرحوم کو رعیت
کے حالات [illegible] تھی مگر نیک دلی اور رحیمی کے ساتھ
[illegible] مشہور ہے جس سے انکی بے انتہا محبت اپنے پوتے کے ساتھ
ظاہر ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ جب (نواب میر تراب علیخان بہادر
چار سال کے تھے تو ایک دفعہ تپ شدید مین مبتلا ہوے اور بہت کم
امید انکی صحت کی رہگئی تو انکے دادا نے دعا کی کہ بار خدایا اگر اس بچے
کو موت آنے والی ہے تو اوسکے عوض مجھے اس دنیا سے اوٹھالے مگر
اسکو صحت دے۔ اوس مجیب الدعوات نے انکی دعا قبول فرمائی اور
نواب میر تراب علیخان بہادر صحیح ہوگئے اور اوسکے چند روز کے بعد
نواب منیر الملک نے انتقال فرمایا۔ انکے انتقال کے بعد نواب سراج الملک
نواب میر تراب علیخان بہادر کے چچا افسر خاندان ہوے۔ نواب
میر تراب علیخان بہادر) اس بخار سے صحیح ہوگئے تھے لیکن

بارہ یا تیرہ سال کی عمر تک نہایت ضعیف رہے - چھہ برس کی عمر مین
انکی تعلیم انکی دادی صاحبہ کی نگرانی مین شروع ہوی مگر تیرہ سال کی عمر تک زیادہ تر
بسبب علالت کی تعلیم و تدریس مین خلل پڑتا رہا - نواب سر سالار جنگ
کے والد نے انکو بہت کم سن چھوڑ کر انتقال فرمایا تھا اور اسوجہ سے انکی
پرورش اونکے عم بزرگوار نواب سراج الملک مرحوم کے متعلق رہی جنہون نے
لاولد ہونیکی وجہ سے انکو مثل اپنی اصلی اولاد کے رکھا - دس گیارہ سال کی عمر سے
نواب سر سالار جنگ کی تعلیم زیادہ تر توجہ کے لایق ہونے لگی
اور اس زمانہ کے موافق جو چیزین ایک ایسے امیرزادے کے لئے ضرور
تھین وہ سب سکھائی گئین - یعنی فارسی و عربی کا علم ادب و انشا
پردازی - نیزہ بازی شہسواری - اور دیگر ورزش کے کھیل نواب
صاحب مرحوم کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا - اکثر نہایت بے
خوف ہوکر وہ گھوڑے پر چڑھتے اور کئی بار خوفناک واقعات سے
بچ گئے -

انہون نے اپنے زمانہ شباب ہی مین اپنی ذہانت سے کسی قدر زبان
انگریزی کا بھی علم حاصل کرلیا - رزیڈنسی کی آمدورفت کی وجہ سے

حصول علم انگریزی مین اور بہی مدد ملی رفتہ رفتہ اسکی مشق بڑہتی گئی اور چند
سال اپنی وفات سے قبل نواب صاحب مرحوم بخوبی زبان انگریزی سے
واقف وماہر ہوگئے تھے۔

نواب ناصر الدولہ مرحوم نے کسیقدر جاگیر بعد ضبطی کے خاندان کی پرورش
کے لیے چہوڑ دی تہی نواب سر سالار جنگ مرحوم کو پہلا تعلق مال
کے کام سے یہہ ہوا کہ انکی دادی صاحبہ نے قلیل المقدار جاگیر کا حساب و
کتاب انہین سے متعلق کر دیا نواب صاحب مرحوم نے سرکاری کام سنہ ۱۸۴۷ع
مین شروع کیا۔ اس سنہ مین انکے عم بزرگوار نے انکو اون اقطاع ملک تلنگانہ
کا تعلقدار مقرر کیا جو مسٹر دائیٹن کے زیر انتظام تھے۔ مسٹر دائیٹن کی موقوفی
کی یہہ وجہ تہی کہ اوس زمانہ مین گورنمنٹ ہند نے ممانعت کی تہی کہ سلطنت حیدرآباد
مین کوئی یوروپین مقرر کیا جاے نواب صاحب مرحوم صرف آٹہ مہینے
تعلقدار رہے اور باوجودیکہ دورہ نہین کرسکے تاہم مسٹر ڈائیٹن کے
طرز انتظام کو بخوبی سمجہہ گئے اور مسٹر دائیٹن کی نیابت سے ان انتظامون
مین اور بہی مدد ملتی تہی۔

سنہ ۱۸۴۸ع مین حضور پرنور ناصر الدولہ نے تمام خاندانی جاہداد نواب سراج الملک مرحوم

کو واپس عنایت فرمائی - نواب سالار جنگ کو اون جاگیروں کا
انتظام سپرد ہوا - اسکے پانچ برس کے بعد نواب سراج الملک نے انتقال
فرمایا - نواب سراج الملک بہت تیز فہم اور مردم شناس تھے - انہون نے
نواب مختار الملک مرحوم کی ذکاوت ذہن دیکھکر انکو اپنا مشیر قرار دیا
اور اوس زمانہ پرشور و شغف کی پیچیدگیون کے سبب انسے اکثر صلاح لیتے تھے
نواب سالار جنگ کی دیانت اور راست بازی ابتدا سے عمر سے ظاہر
ہوتی تہی نواب صاحب مرحوم اپنے عم بزرگوار کی طرز انتظام اور اوس
طریقہ کو جس طریقہ سے سلطنت کیلیئے آمدنی بڑہائی جاتی ہے نہایت ناپسند فرماتے
اوس زمانہ مین یہہ رواج تھا کہ جب کنٹنجنٹ کی فوج کا خرچ یا اور سرکاری قرضہ
ادا کرنے کے لیئے ضرورت ہوتی تہی تو عربون اور پٹہانون سے بے انتہا سود
پر روپیہ قرض لیا جاتا تھا اور تعلقہ کے تعلقہ بطور کفالت اونکو دیدیئے جاتے
تھے اور وجہ یہہ تہی کہ ساہوکارون نے روپیہ قرض دینا بالکل بند کر دیا تھا -
نواب سالار جنگ مرحوم اس طریقہ سے ہمیشہ مخالف رہتے تھے جب
نواب مرحوم دیوان ہوئے تو پہلا انتظام انکا یہہ تہا کہ ساہوکارون کے
وثوق پر اونہون نے گورنمنٹ کا اعتماد پیدا کیا اور برا نا طریقہ عربون سے

قرض لینے کا بالکل مسدود کردیا۔

سراج الملک کے زمانہ مین ملک اور انتظام کی حالت نہایت خراب تھی مالگذاری کے ٹھیکہ پر دینے کے طریقہ نے ملک کو بالکل تباہ کردیا تھا اور آمدنی کے بہ نسبت کئی لاکھ روپیہ سالانہ خرچ زیادہ تھا۔ ۱۸۴۳ء جبکہ راجہ چندو لعل نے استعفا دیا اور نواب **مختار الملک** مرحوم دیوان ہوے تو ۱۸۵۳ء تک اسقدر خرابیان ملک مین رہین کہ کسی اور ریاست مین نہوئی ہونگین سلطنت پر بے انتہا قرضہ تہا۔ خزانہ سرکار بالکل خالی تہا۔ حضور پر نور کا ذاتی روپیہ تک قرضخواہون کو جاتا تھا۔ یہانتک کہ حضور پر نور کے زیورات تک اسی کام کے لئے رہن ہوگئے تھے۔

نواب سالار جنگ مرحوم کے عم بزرگوار کا اپنے دوبارہ وزارت کے ایام مین بروز شنبہ ۲۶ مئی ۱۸۵۳ء کو انتقال ہوا۔ اوسکے پانچوین روز ایک دربار عام مین جہان کہ صاحب رزیڈنٹ کرنیل لوبی موجود تھے حضور پر نور نے نواب مختار الملک مرحوم کو خلعت وزارت مرحمت فرمایا اپنے چچا کے انتقال اور اپنی وزارت جسکی کچھہ امید نہ تھی یکایک پائی۔

نواب صاحب مرحوم نے اس سب افسوسناک حادثہ کو ایسے حسرت انگیز

اثر دار مضمون مین لکھا ہی کہ جس سے بہتر مطلب ادا کرنیکا وسیلہ شاید ممکن نہو۔ یہہ خط
نواب صاحب مرحوم نے یکم جون ۱۸۵۳ء کو اونہین مسٹر وائیٹن کے نام لکھا ہے
جنکی جگہہ پر چہہ سال پیشتر اونھون نے کام کیا تھا۔ اس خط کا مضمون یہہ تھا۔" اس
ڈاک مین آپکو میرے چچا کے انتقال کی افسوسناک خبر (جو ۲۶ ماہ گذشتہ
کو ہوا) ہونچی گی چند روز سے اونکو بخار وغیرہ کی شکایت چلی جاتی تھی لیکن
۲۰ ماہ گذشتہ کو اونپر اسقدر مرض وضعف کا غلبہ ہوا کہ نشست و برخاست سے
بالکل معذور ہو گئے۔ باوجود شدت علالت کے جب اونکو قدرے افاقہ
ہوا تو بروز سہ شنبہ شریک دربار ہوے اور حضور کی طرف سے گورنمنٹ
انگریزی کے ساتھ معاہدۂ جدید کی تحریر و تکمیل کی۔ اسکے بعد اونکی حالت ابتر
ہو گئی مرض نے لمحہ لمحہ ترقی کرنی شروع کی۔ ۲۴ تاریخ بروز دوشنبہ حسب
صلاح ڈاکٹر سیکلین نقل مکان کیا گیا۔ اور لبستن جی کے مکان واقع چارکمان
پر اونکو لیگئے تو بھی اونکی حالت آناً فاناً ابتر ہوتی گئی۔ آخر کار ۲۶ مئی روز پنجشنبہ
۷ بجے شام کو انتقال فرمایا۔ نعش کو شہر مین لیگئے اور دوسرے روز تجہیز و
تکفین ہوئی۔ یہہ صدمہ کہ ہم لوگون کو خصوصاً دادیصاحبہ کو پہونچا اوسکا بیان غیر ممکن
ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپکو بھی بہت ملال ہوگا۔

اس سانحہ مین مجہے اوس جدید معاہدہ کی نقل بہیجنے کی مہلت نہوئی - لیکن جنرل فریزر کو ایک نقل بہیجی ہے یقین ہی کہ آپ کی نظر سے بہی گزریگی -

۳۰ وین مئی کو بروز دوشنبہ حضور پرنور نے دفعتہً یاد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ دوسرے پہر بہی حاضر رہین اور صاحب رزیڈنٹ بہادر بہی اسی وقت مدعو ہون چنانچہ ۳۱ مئی کو دربار ہوا اور بغیر میری یا دادی صاحب کے درخواست کے حضور پرنور نے مجہے خلعت دیوانی اور راجہ نرندر بہادر کو خلعت پیشکاری مرحمت فرمایا -

جی چاہتا تہا کہ عم مرحوم کی جاگیر پر قابض رہکر گوشہ نشینی مین بسر کرون اور اپنی عمر کو اون خدشات اور افکار مین نہ گزارون جو عہدۂ دیوانی کے ساتہ متعلق ہین خصوصاً اندنون مین کہ حوادث گوناگون سے ایک تلاطم پیدا ہے لیکن ممکن نہوا اور میرے یورپین اور ہندوستانی دوستون کی یہہ صلاح قابل تسلیم نظر آئی کہ اگر مین اس عہدے سے انکار کرونگا تو مین اور میرا خاندان تباہی مین پڑجائیگا اگر خدا نے چاہا تو حتی المقدور اس امر مین کوشش کرونگا کہ اس سلطنت کو انواع انواع پیچدگیون اور طرح طرح کی اولجہنون سے نکالون اور انتظام درست کرون -

مسٹر ہامی سن کے خط مین جو ایما جواہرات کے فروخت کا ہوا تہا مین امید کرتا ہون کہ آپ اوسمین ابہی تھوڑے دنون توقف کرینگے۔ آپ سچ سمجھئے کہ جہانتک مجہسے ممکن ہوگا مین روپیہ دیگر فکسٹ ہین مین کوشش کرونگا"
یہ جواہر جنکا اس خط مین ذکر ہے وہی ہے جنکو نواب ناصرالدولہ مرحوم نے قرض ادا کرنے کی غرض سے رہن کیا تھا۔

جن امور کا کہ نواب مختار الملک مرحوم نے وعدہ کیا تھا وہ امور اب صفحات تاریخ ہندوستان پر یادگار رہگئے۔ فی الواقع نہایت سچائی اور ایمانداری کے ذریعہ سے نواب مرحوم نے اس سلطنت کو دوبارہ زندہ کرکے نوجوان بنا دیا۔ جن لوگون نے حیدرآباد کو اوس زمانہ مین دیکھا تہا اونمین سے بہت ہی کم شاید دس پانچ آدمی یقین کرتے تھے کہ حیدرآباد کی یہ صورت ہوجائیگی جو اَب ہے۔ نواب مرحوم کی نوعمری ملک کی بے انتہا ابتر حالت سراج الملک مرحوم کی طرف حضور پرنور اور اون کے درباریون کا یہ گمان کہ ملک برار انگریزون کو اونکی طرفداری کیوجہ سے دیدیا اور اس سبب سے حضور پرنور اور اہل دربار کی ناراضی ان سب خرابیون کے علاوہ نواب صاحب مرحوم کے لڑکپن اور ناتجربہ کاری کی خلشس۔

اس جگہہ پر مین صیغہ مال کی اوس رپورٹ کے چند فقرات نقل کرتا ہون جو
نواب صاحب مرحوم کے زمانہ ۱۸۵۳ء مین سب سے پہلے شایع ہوئی۔

اہنون نے یعنی نواب مدار المہام سر سالار جنگ نے انتظام ملکی اور خزانہ
کی حالت نہایت ابتر پائی۔ اور سب سے بڑی خرابی یہ ہوی کہ عین
اوس زمانہ مین جبکہ اونہون نے یعنی سراج الملک نے انتظام دیوانی
اپنے ہاتھہ مین لیا اضلاع برار ورایچور دوآب و علارک جنکی آمدنی اس
زمانے مین ۳۳۹۷۴۳۴ روپیہ سالانہ کی تہی و نیز اضلاع بہام والپور وغیرہ
سرکار عظمت مدار ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کردیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے
ملک اور بہی ضعیف ہوگیا۔

گو کہ کنٹنجنٹ فوج کے اخراجات کی بابت جو قرض تہا اور نیز اوسکے سالانہ اخراجات
کے بارسے خزانہ سبکدوش ہوگیا تہا لیکن ایک کثیر التعداد جاگیرداروںکی جاگیرین
ان اضلاع مین تھین اور گورنمنٹ انگریزی نے اونکو بیدخل کردیا تھا۔ جاگیردار
راجہ پور وبہوم۔ سلطان نواز جنگ۔ دلاور نواز جنگ۔ بڈہن خان۔ عبد اللہ
بن علی۔ عمر بن عود۔ وغیرہ نے اپنی جاگیرون کے معاوضہ کا یا اوس روپیہ کا جو
گورنمنٹ کی ذمہ تہا دعوی کیا۔ انمین ہر ایک کے دعوی کی مقدار پانچ لاکہہ سے

تیس لاکھ روپیہ تک تہی اور کوئی آمدنی باقی نہ تہی جس سے حضور پرنور کے قرابتداران
اور منصبدارون کو کچہ دیا جاے۔ حضور پرنور کو خود اپنے رہن شدہ جواہرات کے
چہوڑانیکی بڑی فکر تہی جنکو مسٹر ڈائیٹن اپنے ہمراہ لیگئی تہے۔
اوس قرضہ کی مقدار جو اس ملک کے ساہوکارون کا دو کرور ستر لاکھ تہی۔
یہہ بہی اس جگہہ پر ذکر کرنا چاہیے کہ نواب مرحوم کی وزارت کے چند سال بعد جب
ان ساہوکارون کے قرضہ کا تصفیہ ہوا تو نہایت ہی انصاف اور ایمانداری اور
بڑی غور و تفتیش کے بعد اسّی لاکہہ روپیہ اس قرضہ کی مقدار رہگئی۔ اوس وقت
حضور پرنور کے گرد جسقدر مجمع خود غرض خوشامدخورون اور سرکاری آمدنی
کے لوٹنے والونکا تھا اوس سے تعجب آتا ہے کہ نواب مرحوم سے چندہی ہفتونکے
بعد وزارت کیون نہ لیلی گئی۔ اصل یہہ ہے کہ جن لوگون کے انکے اس عہدہ
پر مقرر ہونے کیلئے تائید کی تہی تو صرف یہہ سمجہکر کہ یہہ نوجوان انتظام سلطنت سے
محض لاعلم ہین ہمارے ہاتھون مین کھلونے کیطرح رہینگے اور ہم اون کے ذریعہ
سے اپنی اغراض فاسدہ حاصل کرتے رہینگے۔ مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد
اونکو یہہ معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھے۔ اسوجہ سے وہ بہی ان سے جدا ہوگئے
وہ لوگ جو تیس سال تک حیدرآباد کے دربار کی خراب باتون مین اپنی زندگی بسر

کرتے رہے نواب مرحوم کی سخت دیانت داری کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔
لیکن سر سالار جنگ مرحوم نے کبھی اپنے طریقہ کی بہتری مین کچھ شبہ نہین
کیا اور باوجود تمام مخالف کوششون کے انکا انتظام بدستور قایم رہا بلکہ
ہر سال قوی ہوتا گیا۔ انکی راست بازی اور اپنے وعدہ کی ایفا مین مضبوطی نے
دو بہت بڑے گروہون کو انکا طرفدار بنا دیا یعنی ساہوکار اور عرب جمعدار
سب اونکی طرف ہو گئے۔

عربون کے ہاتھ مین اوسوقت نصف آمدنی سرکاری اور کل اقتدارات تھے۔
اور ساہوکارون کے پاس روپیہ تھا ساہوکار بلا تردد نواب مرحوم کو
روپیہ قرض دیتے تھے کیونکہ بغیر قرض لئے ملک کی ابتر حالت کو درست کرنا ممکن نہ تھا
اس عہدہ پر مقرر ہونیکے بعد نواب مرحوم نے حضور پرنور سے ایک درخواست
کی جسکا مضمون یہہ تھا ”خانہ زاد کیطرف سے اس امر کی درخواست کیجاتی ہے
کہ حضور پرنور کے اخراجات و ملازمین ذاتی اور فوج صرف خاص کی تنخواہ ہا
کی نسبت اور نیز موقوفی و بحالی تعلقہ داران اور حساب کی جانچ اور نئی فوج
کی بھرتی کے بارہمین جو تدابیر کمترین اختیار کرے حضور پرنور اوسکو منظور
فرمائین اور یہہ کہ کمترین کو اجازت دیجاے کہ ملازمین فوج و دیوانی کو

جو حکم عدولی سرکار عالی کرین سزا دیجاے - اور نیز یہہ کہ اگر سرکاری امور مین
حضور پر نور سے کوی شخص کمترین کی شکایت کرے تو بغیر کمترین سے تحقیق فرمائے
اوسکی طرف توجہ مبذول نفرمای جاے ۔" حضور پر نور ایسے امور سے عادی
نتہے اولاً بہت تامل فرمایا لیکن آخرکار ایک شخص برہان الدین نامی کے کہنے
سے جنکو حضور کے مزاج مین بہت دخل تہا حکم منظوری تحریر فرماکر درخواست واپس کی
اس درخواست مین کچہہ بہت خوفناک مطالب نتھے ۔ منظوری کے چند روز بعد جب
نواب صاحب مرحوم نے اس درخواست کا ترجمہ رزیڈنٹ کو بہیجا
تو اوسکے ساتھہ یہ تحریر فرمایا - اس قسم کی درخواست بادی النظر
مین شاید فضول سمجہی جاے کیونکہ یہہ تمام اختیارات اوس عہدے کے ساتھہ ملحق
ہین جس عہدہ پر مین ہون - لیکن آپ موجودہ حالت سے خوب واقف ہین
اس قسم کے دستاویز جسپر حضور پر نور کے دستخط موجود ہین آیندہ
بہت سی عام غلط فہمیون کے حملون کو سپر بنکر رہیگی - یہہ درخواست ایک
عمدہ ابتدا ہر تمام اون ترقیون اور اصلاحون کی تہی جو نواب صاحب مرحوم نے
اپنی تیس برس کی وزارت مین کین - اب مین اس امر کا ذکر کیا چاہتا ہون کہ
نواب صاحب مرحوم نے کیونکر اون علاقہ جات کو جو قرض مین رہن سے

چھوڑآیا۔ اورکیونکرعربون اورپٹھانون کی قوت کو توڑا اورکس طرح رفتہ رفتہ
اون اعلیٰ انتظامات کی نوبت آئی جہمین نواب صاحب کی آخری عمر کے پندرہ
برس صرف ہونے مین مشہور ہین۔
اس وزیر باتدبیر کی پہلی کوشش اصلاح ملک کی نسبت یہ تہی کہ عربون کی قوت
(جو تمام ملک پر حاوی ہتے) توڑدیجاے۔ اس امر کی بہی تجویزین ہوی تہین
کہ فوج جسکی تنخواہ کا بڑا بار آمدنی پر پڑتا ہے کم کی جاے۔ عام احکام تعلقدارون
اور جاگیردارون کے نام اس مضمون کے جاری ہوے تہے کہ عربون اور روہیلون
اور پٹھانون کی تنخواہ ادا کرکے یہہ لوگ موتوف کردیے جائین۔ لیکن ابتداءً
ان احکام کی تعمیل بہت کم ہوی۔ اوس زمانے مین عرب اور دیگر قوت دار مہاجن
ہر قسم کی تدبیر اپنا روپیہ وصول کرنے کے لئے مدیونونکی نسبت عمل مین لاتے
تھے۔ مدیون اکثر جمعدارون کے مکان مین قید رہتے تھے اور جب تک وہ روپیہ
بے باق نہین کرتے تھے نان خشک اور پانی ملتا تہا اور بعضون کو فاقے
دئے جاتے تھے مدیون کے مکان پر عربون کا پہرہ ہوجاتا تہا آمد و رفت بند
کردیجاتی تہی۔ ان عربون کے دعوے کے فیصلے اور اونکی زیادتیون کی
روک کے لئے وزیر مرحوم نے ایک خاص عدالت قایم کی جسکا اجلاس نواب صاحب کے

مکان پر ہوتا تہا۔ ابتدا ہی سے یہہ عدالت نہایت مفید ہوی۔ اوس زمانے
کے دو نامی عرب جمعدارون نے جنکے نام عبد اللہ بن علی اور عمر بن عوض تھے
عدالتی ڈگریون کی بڑی اعانت کی۔ ان سرداروں کے نام حکم نافذ تھا کہ
جو شخص انکی قوم مین سے سرتابی کرے اوسکو فوراً گرفتار کرکے سزا دین۔
اور اس مقصد کے حاصل کرنے مین جو تدبیر مناسب جانین عمل مین لائین۔
ان تمام مقاصد مین وزیر مرحوم کو عرب جمعدارون سے مدد ملتی تہی اور یہہ مدد
اوسوقت بہت بکار آمد ہوئی کیونکہ ان سردارون کو اپنی قوم پر بڑے اختیارات
تھے۔ ان اصلاحون کے ساتھ بڑی بات یہہ تہی کہ نواب صاحب مرحوم نے گورنمنٹ
نظام کا اعتبار قایم کر دیا تہا۔ نواب صاحب کی وزارت کے قبل یہہ
اعتبار اسقدر گہٹ گیا تہا کوئی ساہوکار سرکار کو روپیہ قرض نہ دیتا تہا لیکن
۱۸۵۳ء کے اختتام سے پہلے اس گروہ کے خاص خاص لوگون سے ایسی
خوش معاملگی کے ساتھ انتظام کیا گیا کہ سرکار کو روپیہ قرض دینے لگے۔
ایک اور بہت بڑی تجویز نواب مرحوم نے کی تہی جسمین آخر الامر اون کو کامل
کامیابی حاصل ہوی یعنی اوس زمانہ مین بہت سے زمینین اور جاگیرین
عربون اور پٹھانون کے قبضہ مین تہین یہہ زمین اور جاگیرین یا نواب صاحب کے

بزرگون نے سرکاری قرضہ مین رہن کردی تہین یا اور ذی اختیار لوگون نے
دفعتاً فوقتاً گروکین۔ نواب صاحب مرحوم نے ان تمام اراضی اور جاگیرون کو
بڑی کوشش سے واپس لیا۔ سنہ ۱۸۵۰ع مین انکا جب تخمینہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ۶۵
لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی تھے۔ ان کے علاوہ اور ونکی بہی ذاتی جاگیرون
پر یہہ لوگ قابض تھے جنکی آمدنی پندرہ یا اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ کی تہی اور تیس
لاکھ روپیہ آمدنی کے اضلاع انہین عرب اور پٹھانونکی حفاظت مین تھے۔ یعنی
اون اضلاع کے ٹہیکہ دارون نے گورنمنٹ کو زرپیشگی دیدیا تہا اور ان
عربون اور پٹھانون کی ضمانت تہی کہ جب تک وہ روپیہ وصول نہو جاے
یہہ لوگ اون اضلاع سے بیدخل نہ کئے جائین۔ اور اوس زمانہ مین یہہ عام
رسم تہی کہ ایک شخص کے ہاتھ ایک ضلع کی آمدنی فروخت کردی جاتی
تہی اور پہر تہوڑے دنون مین دوسرے کے ہاتھ فروخت ہوتی تہی مقصد
یہ تہا کہ زرنقد ہاتھ لگے کیونکہ گورنمنٹ کو روپیہ کی بہت ضرورت رہتی تہی
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۰ع مین ایک کرور سے زیادہ آمدنی پر عربون
اور پٹھانون کا قبضہ تہا۔ اضلاع برار وغیرہ جب سرکار انگریزی کو دئے گئے
ہین تو بہت سے یہہ لوگ بے دخل کردیے گئے اور انہون نے مقدار کثیر

کے دعوے سرکار عالی پر کئے - جنکو نواب صاحب نے رفتہ رفتہ ادا کیا -
بڑی تدبیر جو نوابصاحب مرحوم نے ان عربون کے ہاتھ سے اوس بڑی
سرکاری آمدنی کے واپس لینے کے لئے کی وہ یہہ تہی کہ عربون اور پٹہانون
کا روپیہ جہانتک ممکن تہا سرکاری آمدنی سے ادا کیا اور باقی کے لئے ساہوکارون
سے ضمانت دلوادی -

اسی تدبیر سے متعلق آخر ستمبر ۱۸۵۳ء مین اونہون نے یہہ مضمون کرنل لو
کو لکہا (کہ وہ اوسوقت حیدرآباد سے جاکر سپریم کونسل کے ممبر ہوگئے تھے)
وہ یہہ ہے "مین نے تعلقہ دارون سے جو بالکل لالہ بہادر کے خدمتگارون
سے تھے وہ اضلاع جنکی آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب تھی مسترد
کرلئے - میری خواہش ہے کہ عربون کے قبضہ مین جو چبیس لاکھ روپیہ
کی آمدنی کے ہین وہ بہی واپس لون لیکن لالہ بہادر وغیرہ اپنے اغراض
فاسدہ کے لئے اسمین مشکلین ڈالتے ہین - مین قبل اسکے کسی نہ کسی قدر
ان امور کا فیصلہ کرچکا ہتا - مگر برہان الدین کی علالت نے مجہے روکدیا
آپ جانتے ہین کہ میرے اور حضور پرنور کے درمیان یہی وکیل ہین اور
یہی ایک شخص ہین جنکو حضور پرنور کے مزاج مین بہت دخل ہے اور

اور انہین کی وجہہ سے میرے تدابیر منظور کئے جاتے ہین۔ مجہے امید ہی کہ لالہ بہادر سازشون اور خود غرضیونکا مجہپر کچہہ اثر نہوگا اور مین ان اضلاع کو عربون کے واپس لیلونگا۔ لیکن ایسے حالات مین جیسا کہ مین نے بیان کیا جب تک گورنمنٹ انگریزی کی اجازت نہو میرے لئے ان تدابیر کا عمل مین لانا بہت مشکل ہے۔ مین چاہتا ہون کہ کسی تحریر مین نواب گورنر جنرل اس دربار مین بہیجین یہان کے اعلیٰ افسران مال کی بددیانتی اور بداعمالیون کیطرف کچہہ اشارہ کردیا جاے۔ اس قسم کے اشارہ کی وجہہ سے ان افسرونکو ایک خوف پیدا ہوگا اور میری قوت بڑہ جائیگی۔ اس خط سے معلوم ہوسکتا ہے کہ **نواب مرحوم** کو اسے انتظام مین کن کن مشکلون کا سابقہ پڑتا تہا اونہون نے ان مشکلون کا مقابلہ بڑی جوانمردی اور نہایت صبر و بردباری سے کیا۔ ان صفات مین **نواب** سر سالار جنگ اپنا مثل نہین رکہتے تہے۔ انہین صفات کی بدولت نواب صاحب ہمیشہ ان دقتون پر غالب آگئے جنسے ہر ایک معمولی قسم کا انسان گہبرا جاتا ہی یہی صفات نواب صاحب کی تمام کامیابیونکا باعث ہین جو اونکو اپنی ابتدائ عمر اور آخر عمر کی پیچیدگیون مین حاصل ہوئین۔ خوشی کی بات یہہ ہے

کرا اونکا شروع ہی سے گورنمنٹ انگریزی نے مدد دی جسکی اونہون نے اس خط
مین خواہش کی تہی۔ اور اس اعانت حاصل کرنے مین اونکی کوشش آخر
عمر تک ضایع نہین گئی۔ بجز چندروز کے جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔ لیکن ساتہہی
اس کے نواب مرحوم نے اس اعانت کو کبہی غیر واجبی طور پر استعمال
نہین کیا۔

اپنی وزارت کے چندروز بعد نواب صاحب مغفور نے اپنی شادی ان عفیفہ
کے ساتھ کی جو اب بیوہ ہوگئین۔ یہہ شادی چپ چاپ بغیر اون رسوم
اور فضول اخراجات کے ہوی جو اوس زمانہ مین فرض سمجہے جاتے
تہے بلکہ آجتک مروج ہین۔

جس شخص کو اون کے انتظام سلطنت کا تہوڑا بہی تجربہ ہوا ہے وہ قائل ہے
کہ اونکا دل معمولی دل نتہا۔ ایک شخص نے جو اونکا رازدار اور بخوبی واقف
کار رہتا کہا کہ "مین نواب صاحب کو ہر طرح اور ہر معنون مین پکا ایماندار سچا
شخص یقین کرتا ہون۔ معاملات اور طرز معاشرت مین پورے راست باز
ہین سخاوت سے اونکو غرور نہین پیدا ہوتا (جو اکثر امرا مین ہوتا ہے) یہہ
صفتین کچہہ ایک شخص ہی نہین بلکہ جو اونسے ملا ہے جانتا ہے۔

سنہ ۱۸۵۴ء کے شروع مین باوجود اون مخالفتون کے جنکا ذکر کرنیل لو کے
خط مین کیا گیا نواب صاحب مرحوم سنے ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ کا علاقہ ایک
بڑے سردار عرب عمر ابن عود سے مسترد لیا۔ نو لاکھ روپیہ کا علاقہ تاہم
اوسکے پاس رکھا جسمین سے پانچ لاکھ کا پھر واپس لیا اور چار لاکھ کا
علاقہ جمعدار مذکور کے پاس اونکی فوجی خدمات کی تنخواہ کی بابت رہنے دیا
لیکن اونکے چارسو عرب موقوف کر دیے۔ وسط مئی سنہ ۱۸۵۴ء تک
نواب مرحوم سنے چالیس لاکھ روپیہ کی مرہونہ مالگزاری چھوڑالی اور
دو ہزار عرب اور پٹھان فوج کے موقوف کر دیے۔ اوسی سال
کے آخر تک ایک اور بڑے سردار عرب عبداللہ بن علی سنے بھی کئی بڑے
بڑے اضلاع واپس دیئے اور اپنی فوج کا ایک حصہ موقوف کرنے پر راضی
ہوا اس سال مین وزیر مرحوم کو ایک دقت یہہ پیش آئی کہ اضلاع گلبرگہ۔ شوراپور
رائچور۔ ناگر کرنول۔ اندور اور حیدرآباد مین بارش کے نہونے سے
قحط پڑگیا۔ کرنیل میڈ ٹیلر سنے اپنی کتاب (اسٹوری آف مائی لائف)
مین اس قحط سنہ ۱۸۵۴ء کا یون ذکر کیا ہے " نلدرگ مین ہمنے بڑی
تباہی دیکھی میرے ضلع کے لوگون کی حالت ایسی نہ تھی جیسے کہ اور اضلاع

سی آئینو نکی حالت تھی - ان بیچارے فاقون کے مارے ہو دان کا صرف
پوست و استخوان رہگیا تھا - اونکی صورت دیکھکر خوف معلوم ہوتا تھا -
صبح کو جب مین گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلتا تھا تو جا بجا سڑکون کے کنارے
بھوکونکی لاشین نظر آتی تھین - یہہ لوگ گانون تک نہ پہونچ سکے اور فاقہ کی
تکلیف سے مرگئے - بجز بنگولی کے اور کبھی مین نے اس شدت کا قحط جسکو
دیکھکر خوف معلوم ہو نہین دیکھا - جہانتک مجھسے اور ساکنان بلدرک سے
ممکن ہوا بندگان خدا کی مدد کی - مین نے خود کئی ہزار روپیہ صرف کیا -
اور ایک درخواست سرکار مین کی کہ موافق ضرورت کے مجھے روپیہ
صرف کرنے کی اجازت ملے تاکہ مین اون فاقون کو مزدوری مین
لگاؤن جو کام کر سکتے ہین آخر الامر یہہ درخواست منظور ہوئی اور چار ہزار
محتاجون کو یہہ کام دیا گیا کہ قلعہ کا جنگل کاٹ کر صاف کرین - تھوڑے دنون
کے بعد پروردگار عالم نے کرم کیا بارش ہوئی اور لوگ اپنے اپنے گھرون
کو واپس جانے لگے - اگر یہہ قحط عام ہوتا تو ہم نہین جانتے کہ سکنا و بلدرک کا
کیا حال ہوتا - کیونکہ جو نتایج ہم لوگون نے اوٹھائے وہ کافی خوفناک تھے -
اس ملک کے اور اضلاع مین بھی سخت قحط تھا اور خزانہ کی حالت ایسی نہی کہ

زیادہ مدد دیجاتی - اوس زمانے مین اضلاع کی مالگزاری کا انتظام
تعلقدارون یا ٹھیکہ دارون کے ہاتھہ مین تھا جو سررشتہ دارون اور نایبون
کو ذریعہ انتظام سمجھتے تھے اور یہہ لوگ دیشمکھہ اور دیشپانڈیون سے
مل کر کاشتکارون سے سالانہ لگان کا قول لیتے تھے - اسکے علاوہ تعلقدار
اور گدی دار بہت کچھہ پاتے تھے نایبون کو اجازت عام دیدیتے تھے کہ جو
چاہین رعایا سے وصول کرین - غرضکہ رشوت ستانی کا بازار خوب گرم
تہا - کوئی قاعدہ بیچارے کاشتکارونکی حفاظت کا نتھا یہہ غریب انہین
چھوٹے چھوٹے افسرون کے دست تظلم سے پہنا دیے گئے تھے - تشخیص جمع
کے لئے کچھہ قواعد تھے مگر تعلقدارون قواعد کی بہی رعایت نکرتے تھے -
اونمین سے بعض قواعد کا ذکر مناسب ہوگا -

سررشتہ دارون کو حکم تھا کہ کاشتکار کی فصل خریف پر اوسکے بیل اور ہل کی
تعداد کے موافق جمع تشخیص کیجاتی یعنے ایک کوئی کے ہل پر پانچ سے دس روپیہ
تک اور دو کوئی کے ہل پر دس سے پچیس روپیہ تک ہو - اس تشخیص کرنے
مین مقدار اراضی پر کچھہ لحاظ ہوتا تھا - جب بٹائی کی رسم جاری ہوی خصوصاً
ملک تلنگانہ مین تو قاعدہ مقررہ کے بموجب کوئی کاشتکار اپنی فصل

کے درو کا مجاز نہتا جب تک کہ تعلقہ دار کا کارندہ اوسکی مقدار کا تخمینہ نکرے
جب یہہ تخمینہ ہو جاتا تو رعیت سے ایک قبولیت پر دستخط کرا لیے جاتے ہتے
اوسوقت تعلقدار کے کارندے اور سپاہی کے سامنے فصل کاٹی جاتی تہی
صاف کئے جانے اور بٹنے تک غلہ قرق رہتا تھا - اسی موازنہ اور تقسیم
غلہ مین ان چہوٹے افسرون کو رقوم ناجایز کی تحصیل کا خوب موقع ملتا تھا
نقدی لگان کی صورت مین بہی رعیت پر کچہہ کم ظلم نہین ہوا -
سررشتہ دار اور تعلقہ دار رعیت کو پوری مشخصہ جمع کی ادا اور دیگر
رقوم ناجایز کے دینے پر مجبور کرتے تھے عام اس سے کہ فصل اچہی ہو
یا خراب اگر وہ روپیہ یا کسی ساہوکار کی ضمانت نہین دیتا تو تمام اوس کا
مال و اسباب و مواشی قرق کر لئے جاتے اور اوس پر اور اوسکے
بال بچون پر بے انتہا ظلم کئے جاتے تھے تاکہ اگر اوس نے کچہہ روپیہ
یا مال کہین پوشیدہ رکھا ہو تو بتا دے -
نوابصاحب نے سب سے پہلے گدی داری کا طریقہ بالکل موقوف کردیا
اور معتبر اشخاص تشخیص جمع اور وصول مالگزاری کے لئے اضلاع مین مقرر کئے
تعلقہ دار جو اوسوقت اضلاع کے مالک تھے جنمین سے بہت سے لوگ اس عہدہ کو

گویا حصول دولت کے واسطے ایک بڑی تجارت سمجہتے تہے طلب کرلئے گئے اور جب اون اضلاع کا حساب شایع ہوا جو ۱۸۵۳ع مین سرکار کمپنی کو سپرد کردیے گئے تھے تو ثابت ہوا کہ اون اضلاع کے تعلقہ دار سرکاری مالگزاری کا بہت کم حصہ گورنمنٹ نظام مین داخل کرتے تہے عموماً ایک ربع آمدنی سے لیکر نصف آمدنی تک خورد کھاجاتے تھے۔ مثلاً ضلع بیکپور ملک برار کی آمدنی تعلقہ دار کے حساب مین ایک لاکھ پندرہ ہزار مندرج تھے حالانکہ اصلی آمدنی ایک لاکھ نوتے ہزار تہی اسیطرح بہت سے اراضی ملک برار مین قابل تردد ایسی تہی جو نقشجات مین غیر مزروعہ دیکہلائے جاتے تھے یا اوسکا مطلق ذکر ہی نہوتا تھا۔ جب ملک برار گورنمنٹ کمپنی کو دے دیا گیا تو اسکے شمالی قسمت مین مزروعہ زمین کی مقدار چار لاکھ پچیس ہزار بیگہ ظاہر کیجاتی تہی حالانکہ پیمایش مین سترہ لاکھ بیگہ سے زیادہ معلوم ہوی جب ملک برار ۱۸۵۳ع مین انگریزونکو دیا گیا تو کرنیل ہڈویلر ضلع بلدرک کے افسر مقرر کئے گئے اونہون نے اس بارہ مین حسب ذیل تحریر کیا۔

گورنمنٹ نظام کے تعلقہ دارون کو بے انتہا فائدہ تہا۔ یہہ لوگ بڑا حصہ مالگزاری کا مقامی سکہ کے حساب سے وصول کرتے تہے جو بحساب بازار کمپنی

کے روپیہ سے کچھہ کم تہا - لیکن بجاے اسکے کہ ہنڈاون کا فائدہ وہ گورنمنٹ کو دین حیدرآباد بذریعہ ہنڈوی کے بہیجتے تہے جو وہان شہر کے کم قیمت روپیہ سے بدلی جاتے تھے -

اب غور کرنا چاہیئے کہ جب حیدرآباد کے ایک صوبہ مین اندھیر تہا تو اور اضلاع مین کیا اندہا دہند ہوگی -

نلدرگ کا ضلع جب سرکار انگریزی کو سپرد کیا گیا تو پہلے ہی سال اوسکی آمدنی ایک لاکھ تینتیس ہزار زیادہ ہوگئی - ان مثالون سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد مین اوسوقت کیسی لوٹ مچی ہوئی تہی جسکی برسون کسی نے خبر بھی نہ لی - پس ایسی حالت مین نواب مرحوم کا یہہ انتظام کہ اونہون نے تمام تعلقہ داران اضلاع کو اونکی جگہہ سے (جنکو وہ موروثی سمجھے ہوے تھے) ہٹا دیا کیا مفید ہوا اس انتظام کی بدولت آمدنی کی زیادتی کے آثار فوراً نمایان ہونے لگے - لیکن اسکی انجام دہی مین بڑی مشکلین پیش آئین کیونکہ یہہ لوگ یعنی تعلقہ دار بہت ذی قوت ہو گئے تھے - اون کے پاس فوج بھی رہتی تھی - ابتدائً تو نواب صاحب مرحوم کو نوجوان سمجھکر تعلقہ دارون نے مقابلہ کیا مگر آخر الامر اکتوبر ۱۸۵۳ع تک اٹھارہ لاکھہ روپیہ کی آمدنی

کے اضلاع پر نواب صاحب مرحوم نے قبضہ کر لیا اور ان اضلاع مین معتبر لوگ مقرر کئے۔ ۱۸۵۶ء تک اسی انتظام سے ملک مین ایک نمایان ترقی دکہائی دینے لگی اور گورنمنٹ نظام کا اعتبار بھی بڑہ گیا۔ اضلاع مین افسران سرکاری کے ظلم مسدود ہوگئے۔ اوسیوقت بہت جلد حیدرآباد مین ایک ایک خزانہ شاہی قایم کیا گیا اور اضلاع سے روپیہ اس خزانہ مین داخل ہونے لگا۔ آمدنی مین روزافزون ترقی ہونے لگی۔ بہت سے محصول جو ظالمانہ لئے جاتے تہے جنکی آمدنی قریب بیس لاکہہ روپیہ کے تہی موقوف کردی گئی

۱۸۵۷ء تک وزیر مرحوم ان اصلاحون مین مشغول رہے۔ اسی سال غدر ہوا جسکی وجہ سے انگریزون کے پانون ہندوستان سے اوکہڑ چکے تہے جیسے انسان کے تمام بدن مین زہریلے مادیکا اثر رگون کے ذریعہ سے سرایت کرتا ہی اسیطرح مفسدون کے باعث یہہ غدر ایک ضلع سے دوسرے ضلع اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہیلتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام بنگال اور ممالک مغربی وشمالی و اودہ و وسط ہند مین یہہ آگ بخوبی مشتعل ہوگئی اور حیدرآباد دکن پر لوگونکی آنکہین پڑنے لگین۔ اگر یہہ ملک بہی اوسی عام غدر

مین شامل ہو جاتا تو خدا جانے کیا نتیجہ ہوتا۔ گورنر بمبئی نے اوس پر آشوب و نازک وقت مین رزیڈنٹ حیدر آباد (کرنیل ڈیوڈسن کو) تار دیا کہ اگر نظام نے بہی اسوقت بیوفائی کی تو گویا تمام ملک اپنے قبضہ سے نکلگیا اس امر کو رزیڈنٹ اور سر سالار جنگ کے سوا اور کوئی نہین جانتا تھا کہ انگریز اسوقت کس اضطرار مین ہین اور اس ریاست مین باغیونکو مدد دینے کی کسقدر قوت ہے۔

فی الحقیقت نواب مرحوم اوسوقت ایک نہایت سخت امتحان کی حالت مین تھے جسکی سختی کو کوئی یوروپین یا عیسائی نہین سمجھہ سکتا۔

عین غدر مین حضور پر نور ناصر الدولہ نے انتقال فرمایا۔ حضور موصوف نے حالت نزع مین اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ گورنمنٹ انگریزی کا برتاؤ ہمیشہ دوستانہ رہا ہے اسلئے چاہئے کہ تم بہی وفاداری کے ساتھہ تعلق رکھو۔ اس انتقال کے بعد فوراً نواب افضل الدولہ مرحوم مسند نشین ہوے۔ اس جلسہ مسند نشینی مین رزیڈنٹ بہی شریک تھے یہان سے واپس جانے کے بعد رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل کا ایک تار ملا جسمین یہہ خبر وحشت اثر لکہی تہی کہ دہلی کو باغیون نے فتح کرلیا اور

وہانکی حکام انگریزی اور یورپ مین بہت سے لقمۂ نہنگ اجل ہوے اور بہت
کم جانبر ہو کر گرداب آوارگی مین پہنسے۔
رزیڈنٹ نے نواب سالارجنگ مرحوم کو بلا کر اونسے یہہ خبر بیان کی نواب مرحوم نے
فرمایا کہ شہر مین تین روز پہلے ہی سے یہہ خبر مشہور ہے عموماً لوگ شکست دہلی کو انگریزون
کی کامل تباہی سمجہتے تہے تہوڑی سی سمجہہ کا آدمی بہی بخوبی نوابصاحب کی وفاداری
سرکار انگریزی اور اپنی گورنمنٹ کے ساتہ سمجہہ سکتا ہے کہ کس دانشمندی سے ساتہ
اس وفاداری کو کام مین لائے۔ اور اونکو کامل یقین تہا کہ آخرالامر سرکار انگریزی
فتحیاب ہوگی۔ حیدرآباد مین عموماً ایک جوش ناراضی کا ہورہا تہا اور چونکہ اورنگ آباد
کے چند غدر کرنے والے جو حیدرآباد مین چہپے تہے گرفتار کر لئے گئے تہے اسلئے لوگون
کی ناراضی زیادہ تر پہیلتی جاتی تہی۔ یہہ اورنگ آباد کے مفسد جو نہین حیدرآباد مین
آئے اور نوابصاحب کو اطلاع ہوئی فوراً گرفتار کرکے رزیڈنٹ کے پاس
بہیجدیا ان غدارون کے دوستون کو بہت برا معلوم ہوا اور تجویز ہوئی کہ
چند اشخاص حضور پرنور مین حاضر ہو کر ان لوگون کے چہوڑ دیئے جانے پر
اصرار کرین۔ نواب مرحوم اور حضور پرنور دونون کو یہہ دہمکی دیگئی کہ اگر
سرکار انگریزی سے جنگ ہوگی تو حیدرآباد کے لوگ دونون کو مار ڈالینگے

کیون منصفو کیا اس مقام پر تہین یہہ حجۂ حیرت آور نہ معلوم ہوگا کہ حضور پرنور
اور اون کے وفادار وزیر نے ان دہمکیون کا مطلق خوف نکر کے استقلال
کی راہ کو نچہوڑا۔ چند نمک حلال عرب اور حضور پرنور کی ہمراہی کی فوج کے کچہہ
لوگون کی اعانت سے حیدرآباد مین کسیقدر انتظام قایم رہا۔ شہر کے خاص خاص
دروازون پر عربون کے پہرے تہے اور اونکو حکم تہا کہ جب کسی کو گورنمنٹ انگریزی
کے مخالف غدر کرنیکی ترغیب دیتے ہوے پائین فوراً گولی ماردین۔
عموماً وہ لوگ جو غدر انگیز وعظ کہتے پہرتے تہے گرفتار ہوتے تہے۔ اس آفت کے
چند ہی روز کے بعد میجر جنرل ہل نے کہ اوسوقت اوس تمام فوج کے افسر تہے
جو اس سلطنت مین متعین تہے حسب ذیل تحریر کیا۔
ان مستحکم انتظامون نے تمام جنوبی ہندوستان کو اس زلزلے سے بچا لیا اگر حیدرآباد
بہی بیمار انخالف ہو جاتا تو لامحالہ تمام مدراس کے مسلمان حیدرآباد کی پیروی
کرتے۔ مدراس پریزیڈنسی مین یہہ امر مشہور تہا۔ کہ تمام انگلستان کو جاننا
چاہیئے کہ انگریزون کی سلطنت جنوبی ہندوستان مین صرف سر سالار جنگ
کے سبب سے قایم رہی جنہون نے نہایت دانشمندی اور
ہوشیاری کے ساتھہ وفاداری سے ایسے نازک وقت مین اس حشر انگیز

آفت کو اپنی خوبی انتظام سے بآسانی روکا اور غدر نہونے دیا۔

باوجود اس تمام پیش بینی اور احتیاط کے نواب صاحب مرحوم اوس حملہ کو نہ روک سکے جو رزیڈنسی پر ہوا۔ مگر چونکہ مرحوم کو ان باغیون کے ارادہ سے اطلاع ہو گئی تہی لہذا اونہون نے کرنیل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کو پہلے ہی سے آگاہ کر دیا تہا اسیوجہ سے مقابلہ اچہی طرح ہوا اور باغی کامیاب نہوے یہہ حملہ پانسو رہیلون نے بہ افسری علاوالدینخان وطرہ باز خان کیا تہا۔ ۱۷ جولائی ۱۸۵۷ء کی شام کو یہہ لوگ شہر سے رزیڈنسی کیطرف روانہ ہوے راہ مین اور بہت سے ناعاقبت اندیش شامل ہو گئے رزیڈنسی پہونچنے تک کئی ہزار آدمیون کا مجمع ہو گیا۔ رزیڈنسی کی مغربی دیوار کے متصل دو ادنچے کوٹہے کے مکان تھے اونپر روہیلون نے قبضہ کر کے وہان سے رزیڈنسی کی فوج کو مارنا شروع کیا اور کوشش کی کہ رزیڈنسی کی دیوار کو توڑ کر اندر جانے کا رستہ بنائین مگر ممکن نہوا کیونکہ انگریزی توپخانہ نے بہی خوب گولہ اندازی کی یہہ غدری لوگ شام تک بندوقون سے حملہ کرتے رہے یہانتک کہ اندہیرا ہو گیا شب کو سکوت ہوا صبح کو آخری فیر رزیڈنسی پر داغکر واپس آئے اور بتیس مجروحین کو وہین بسمل چہوڑا۔

اس حملہ کے پہلے کرنیل ڈیوڈسن کے ہندوستانی دوستون نے صلاح دی کہ رزیڈنسی کو بالفعل چھوڑ دینا مناسب ہے۔ مشہور ہے کہ اسکا جواب اونہونے یہہ دیا "میرا جی چاہتا ہے کہ میری ہڈیان بہی حیدرآباد مین رہین۔ اگر کہل کر لڑائی ہو اوسوقت بہی مین آخر تک لڑونگا"

اس حملہ کے بعد پہر رزیڈنسی کی حفاظت کثیر المقدار فوج سے کیگئی گو کہ سکندرآباد کی فوج کے افسر اعلی کی راے نہ تہی کہ اسقدر فوج یہان رہے لیکن رزیڈنٹ اور اونکے فرسٹ اسسٹنٹ میجر تہارن ہل اور فوجی سکرٹری میجر برکس کی یہہ راے ہوی کہ فوج کے چلے جانے سے نواب صاحب اور خود حضور پرنور کی قوت ضعیف ہوجائیگی۔

کرنیل ڈیوڈسن کے اس استقلال کی بڑی تعریف ہوی کہ اونہون نے رزیڈنسی نہین چہوڑی اور کنٹنجنٹ کی فوج بافسری سرہیو روز گورنمنٹ انگریزی کی اعانت کو بہیجدی۔

واقعی یہہ استقلال قابل توصیف تہا اگر رزیڈنسی چہوڑ دیتے تو علاوہ ڈرپوک مشہور ہونیکے بڑی مشکل یہہ پیش آتی کہ نواب مرحوم بالکل اکیلے رہجاتے اس وجہہ سے اوس وفادار کی تدبیرین ناقص رہجاتین۔

ان باغیون سے افسر آخر الامر گرفتار ہوے ۔ طرہ باز خان نے جب قید سے بہاگنے کا قصد کیا تو اوسکو گولی ماردی گئی ۔ مولوی علاء الدینخان کو حبس دوام بعبور دریاے شور کی سزا دیگئی چنانچہ وہ ابتک جزیرۂ انڈمن مین قید ہے چند سال بعد اوسکی درخواست آئی تہی کہ گورنمنٹ حیدرآباد اوسکو رہا کرا دے لیکن نواب مرحوم نے ایسے مفسد کا پہر اس ملک مین آنا پسند نہین کیا ۔

کرنیل ڈیوڈسن نے اپنی رپورٹ انتظامی ۱۸۵۸ و ۱۸۵۹ء مین جو واقعات حیدرآباد کے ایام غدر لکہے ہین اوسمین ایک وجہہ یہان امن قایم رہنے کی یہہ بہی لکہی ہے کہ سالہ کنٹنجنٹ کے ملازمون نے جو خطوط اپنے احباب و اعزا کے پاس بہیجے تہے اونمین بڑی بڑی لڑائیون اور دشمنون کی شکست اور فوج انگریزی کی فتحیابی کے حالات درج کئے تہے اس سبب سے یہان کے مفسدون کے دلمین سرکار انگریزی کی دہشت سما گئی اور زیادہ جرارت نہوی ۔

اس تہلکہ کے کئی سال بعد وزیر مرحوم نے جو اپنے ایک دوست کو ولایت لکہا تہا اوسکا خلاصہ یہہ ہے "میری نسبت اکثر کہا گیا کہ مین ہندوستانکا بچانے والا ہون لیکن فی الحقیقت اگر مین اپنے حضور پرنور اور سرکار عظمت مدار کے کچہہ کام آسنے کے لایق ہوا تو جنرل

تہارن ہل کی تعریف کرنا چاہیئے - اگر جنرل موصوف حیدر آباد مین نہوتا
تو نہ معلوم حضور پرنور اور رزیڈنسی اور میرا کیا حال ہوتا -
کرنیل ڈیوڈسن اپنے عہد کی پوری لیاقت اور اعلی درجہ کی مستقل دانش
رکہتے تہے - لیکن اگر جنرل تہارن جیسا مضبوط اور مستقل مزاج آدمی
موجود نہوتا تو میری راے مین کرنیل ڈیوڈسن ان مصیبتون کو
نہ جہیل سکتے - اپنی نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ جنرل تہارن ہل کی صلاح اور
مدد نے میری جرأت کو قایم رکھا اور مین اوس عام ناراضی کا مقابلہ
کرسکا جو تمام ملک مین پہیلی ہوئی تہی اور جسکو پوری طرح کوئی
انگریز سمجہہ بہی نہین سکتا -"
اسکے بعد جنرل برکس کی خدمات قابل تعریف ہین ان کی قوت اور
اونکی جرأت اوسوقت بہت کام آئی جبکہ باغیون نے رزیڈنسی پر
حملہ کیا تہا - مجکو اس امر کے معلوم ہونے سے سخت بد دلی ہوئی کہ
ان دونون افسرون کے خدمات پر کچہہ لحاظ نہین کیا گیا -"
زمانہ غدر مین جو نیک روش حضور پرنور اور اونکے دیوان سر سالار جنگ
مرحوم نے اختیار کی تہی اسکو سرکار عظمت مدار ہند نے تسلیم کیا ہے شتہ امن

کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ نے سفارش کی کہ گورنمنٹ انگریزی کو وزیر دکن اور بعض دیگر امراء دکن کی وفاداری کی نسبت اظہار خوشنودی کرنا چاہیئے مسٹر سالار جنگ مرحوم کے ذکر مین رزیڈنٹ موصوف نے یون لکہا۔ "جو اعانت کہ بلا تامل وزیر دکن نے گورنمنٹ انگریزی کو دی اوسکی تعریف کسی اندازہ کے ساتہہ حیطۂ امکان سے خارج ہے۔ سابقاً کسی وزیر دکن نے ایسی محنت کے ساتہہ اپکو گورنمنٹ انگریزی کا دوست ثابت نہین کیا تہا۔ اونہون نے بغیر کسی پوشیدہ مصلحت کے اپنی جان پر کہیکر مدد دینے کا قصد کر لیا تہا اسوجہ سے تمام مسلمانان دکن اون سے ناراض ہوگئے تہی مگر کسی دہمکی کسی خوف کسی خوشامد نے اونکو اوس سچی وفاداری کی راہ سے نہین ہٹایا جسکو وہ اختیار کر چکے تہے۔ کئی مرتبہ اون کے قتل کی تدبیر کی گئی اور یقیناً اونکو اسکی خبر تہی لیکن نہ اس خوف نے اور نہ اون خبرون نے جنسے ممالک مغربی و شمالی مین ہماری شکست ظاہر ہوتی تہی نواب کو ایک منٹ کیلئے ڈرایا جس خواہش یا ضرورت کو مین اونسے بیان کرتا تہا اوسکو اوسی استقلال اور مضبوطی کے ساتہہ وہ قبول کرتے تہے اور گورنمنٹ نظام کے جتنے سپاہی پر اونکا قبضہ تہا وہ سب میری اختیار مین دیدئے تہے۔"

اسکے علاوہ ایک اور انگریزی ذی اقتدار افسر ہندوستان نے اوسی وقت
مین یہ فقرہ لکہا کہ "نواب صاحب کی خدمات نہایت بیش بہا اور غیر ممکن المعاوضہ
ہین"

ابتدائے ۱۸۵۹ء مین لارڈ کیننگ نے حضور پرنور نواب افضل الدولہ مرحوم
کو ایک چٹہی لکہی جسمین لکہا کہ "اپنے نازک وقت مین جو وفاداری اور ثابت
قدمی آپ سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اوسکی نہایت شکرگزار ہے"
اور گورنر جنرل نے یہ بہی وعدہ کیا کہ آیندہ ان خدمات کی نسبت خوشنودی
اور طریقہ سے بہی ظاہر کیجائیگی۔

فبروری ۱۸۵۹ء مین ایک یہ قضیہ الفاقیہ ظہور مین آیا کہ کرنیل ڈیوڈسن
رزیڈنٹ اور نواب صاحب حضور کے دربار سے واپس آتے تہے کہ یکایک ایک
متعصب شخص نے حملہ کیا جسکا ذکر کرنیل ہسٹنگ فریزر نے جو اوسوقت
موجود تہے یون لکہا ہے "دربار سے مراجعت کے وقت اوس ملاقات
کے کمرہ کے متصل ایک شخص نے جسکو ہندوستان کے رہنے سے نسبت کیا
جاتا ہے۔ رزیڈنٹ اور نواب مرحوم پر قرابین سے حملہ کیا اوسوقت
یہہ دونون صاحب ایک دوسرے کے ہاتہہ مین ہاتہہ ڈالے ہوئے

سے ٹہلتے تہے اتفاقاً یہ دونوان محفوظ رہے لیکن نواب صاحب کے دو ایک ہمراہی زخمی ہوئے پہر اوس نے تلوار کہینچی مین بہی کرچ نکالکر رزیڈنٹ کی سپر ہو گیا اس عرصہ مین نواب صاحب کے ہمراہیون کی تلوارون سے اوسکے ٹکڑے اوڑ گئے لیکن زندہ رہا۔ نواب صاحب کے کوکا میر تہور علی صاحب اس معرکہ مین زخمی ہو گئے تہے۔

لوگ بیان کرتے ہین کہ حملہ کرنیوالا قبر ابین دلسغنے کے وقت رزیڈنٹ اور نواب مرحوم سے ۷ ۸ فیٹ کے فاصلہ پر تہا نواب صاحب کے ایک ہمراہی نے قبل اسکے کہ قرابین فیر ہو اوسکا مونہہ بہر دیا اور اسیوجہ سے یہہ دونون صاحب محفوظ رہے۔ اوس شخص کا نام جہانگیر خان تہا۔ یہ ایک نامی بدمعاش تہا۔ ایک مرتبہ ایک مقدمہ کو جسمین یہ مدعی تہا جج نے خارج کر دیا۔ اس نے حملہ کیا اور چاہا کہ جج کو چہری سے مار ڈالے جج تو بچگئے لیکن مدعا علیہ زخمی ہوا۔

یہ شخص اون پٹہانون کے بہی مجمع مین شریک تہا جنہنے ناصر الدولہ بہادر کے محل مین جبرا گہس کر اپنا وہ قرضہ وصول کرنا چاہا جسکو وہ تسلیم نہین کرتے تہے یہہ لوگ سب ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دئے گئے۔

یہہ بہی سمجہا جاتا تہا کہ جہانگیر خان اون سوار ونکا بہی شریک ہوا تہا جنہون نے جنرل مکنزی پر حملہ کرکے اونکو زخمی کیا تہا - یہ شخص ہمیشہ پورا مسلح رہتا تہا - جس روز اوس نے رزیڈنٹ اور نواب مرحوم پر حملہ کیا تہا وہ ایک موٹا ردئی کا کوٹ پہنے ہوئے تہا جسکے وجہ سے بڑی دیر مین تلوار نے اوسپر اثر کیا - اس واقعہ کے بعد ایک مہینے تک زندہ رہا مگر کسیطرح نہ بتایا کہ کسکی ترغیب سے اوسنے حملہ کیا تہا -

حضور پرنور کو بہی سخت رنج ہوا کہ ایسا نامعقول واقعہ خاص اونکے سامنے ہوا - اس خبر کے سُننے سے ہزارہا آدمی محل مین گہس آئے - حضور پرنور نے حکم دیا کہ یہہ لوگ نکال دئے جائین اور نواب مرحوم اور رزیڈنٹ کو بہر ملاقات کے کمرہ مین بلاکر بہمراہی فوج خود رزیڈنسی تک تشریف لیگئے - ایسی ایسی خطرناکیوں میں بہی وزیر مرحوم سرکار عظمت مدار سے دوستی مین نہایت مستقل رہے ہر ایک ساعت انکو اپنی جان کا خوف تہا - غدر کے بعد نواب مرحوم نے بارہا فرمایا کہ اوسی پرآشوب زمانہ مین اونکو پورا یقین اپنے ہلاک ہونیکا تہا - بجز چند خیرخواہونکے جو اونسے خاص متعلق تہے اور کسی پر اونکو اعتبار نتہا - باوجود ایسے شوروشغب کے اس امر کے یقین سے

کہ پہر سلطنت انگریزی ہوگی نوابصاحب کو اوس زمانہ مین بہی مایوسی ہوئی
جبکہ انگریزونپر مصیبت وادبار کا آسمان ٹوٹ پڑا تہا۔ نواب مرحوم کی
دانش و دور اندیشی کا اندازہ اون نتیجون کے پیمانے سے ہوسکتا ہے جو
آخر مین ظاہر ہوئے۔ جسوقت دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا اوسوقت
حیدرآباد والونکو یقین ہوا کہ ہان انگریز ہندوستان مین باقی ہین ورنہ پہلی تو
سب یہہ سمجہ چکے تہے کہ انگریزونکا نام و نشان بہی ہندوستان مین اب
باقی نہین رہا سب مار ڈالے گئے۔ اس واقعہ یعنی فتح دہلی کے سبب
نواب مرحوم کو بہت مدد ملی اور یہہ سبب قوی تہا دکن مین غدر نہونیکا
لیکن بجز نواب مرحوم کے بہت کم لوگ جانتے تہے کہ کسقدر خوف اوسوقت
تک تہا جب تک غدر کا زور و شور کم نہین ہوا اونکا دل کبہی متزلزل
نہوا کہ سرکار انگریزی ہندوستان پر مثل سابق قابض ہوگی یا نہین۔
۵ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو سرکار ہند نے ایک لاکہہ روپیہ کی قیمت کے تحفہ جات
حضور کے لئے بہیجے۔ یہہ سب چیزین رزیڈنٹ نے دربار عام مین حضور
کے سامنے پیش کین۔ علاوہ اسکے پچاس لاکہہ روپیہ حضور کے
ذمہ قرض تہے سرکار ہند نے چہوڑ دئے اور اضلاع رائچور۔ نلدرگ

اور وہ اسیون معہ شوراپور کے گورنمنٹ حیدراباد کو مسترد کر دے
شوراپور کا راجہ عذر مین باغی ہوگیا تہا۔ اور تیس ہزار کے قیمتی تحفہ جات
نواب مرحوم اور نواب شمس الامرا کے لئے گورنمنٹ ہند نے بہیجے۔
زمینداران بیکاپلی وغیرہ کو بہی مناسب تحفے دے گئے۔ اور حضور پرنور کو
(نائٹ کمنڈر اف دی اسٹار اف انڈیا) کا خطاب عنایت ہوا
اس امن وامان کے ہوجانے سے نواب صاحب مرحوم کو پہر اپنی
مجوزہ اصلاحونکے شروع کرنیکا موقع ملا۔ اگرچہ نواب ناصر الدولہ مرحوم
اور نواب افضل الدولہ مرحوم دونون انکے طریقہ انتظام کو پسند کرتے
تہے تاہم اس امر کا انکو یقین تہا کہ سوائے نواب مرحوم کے اور کوئی
شخص اس ملک کو اچہی حالت مین نہین لاسکتا اور گو کہ کئی بار انکے
موقوف کرنے کا ارادہ ہوا مگر بجز ایک دفعہ کے جسکا ذکر آئیگا کبہی عمل در آمد
نہین کیا گیا۔
۱۸۵۹ء کے آخر مین انتظام ملک کے چار حصے کر دئے گئے تہے۔ حضور
پرنور اور نواب شمس الامرا چند اضلاع کا انتظام کرتے تہے جنکی آمدنی
بیس لاکہہ روپیہ کی تہی۔ نواب مرحوم ساٹہہ لاکہہ کی آمدنی کے اضلاع

کا بندوبست کرتے تھے علاوہ ان اضلاع کی باقی فوجی و ذاتی جاگیرات وغیرہ کا بھی انتظام انہین سے متعلق تھا۔ ان متفرق اضلاع و جاگیرات، کی آمدنی بیس لاکھہ سے تیس لاکھہ تک تھی۔ کاشتکارونپر مناسب لگان باندھا جاتا تھا اور حتی الوسع افسران مال کے دست تظلم سے اونکو محفوظ رکھا جاتا تھا لیکن جب تک ضلع بندی کا طریقہ عمل مین نہین آیا انتظام کی شکل عملاً اچھی نہین رہی۔ جن اصلاحون کا اوپر ذکر ہوا علاوہ اون کے اور تدبیرین بھی ہوئین مثل عرب اور پٹھانون اور روہیلونکی فوج اور دیگر افواج مقاعدہ کی تخفیف اور بہت سے مفید عام و خاص انتظام جنمین نواب مرحوم کے کئی سال صرف ہوئے جنوری ۱۸۶۳ء مین ایک اور بھی تدبیر وقوع مین آئی جسکا اوپر ذکر نہین ہوا یعنی ہندو اور مسلمان اطفال کی بیع و شرا کی ممانعت قطعی طور پر اشتہار کے ذریعہ سے کی گئی۔

یہہ بھی واضح رہے کہ ان تمام اصلاحونکی تکمیل مین نواب مرحوم کو بڑی بڑی مشکلون اور مخالفتون کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جیسی جیسی دقتین اوسوقت پیش آئین اونکا استقلال کے ساتھہ سامنا کرنا نوابصاحب ہی کا کام تھا وہ فوجین جو اضلاع و شہر مین متعین تھین افعال ناجائز کی خوگر تھین اونکو

ادن افعال سے باز رکہنا ہزارون خطرات کا باعث تہا بلکہ یون سمجہنا چاہئے
کہ خوف جان بہی نکرنے سے ناممکن تہا - اوسوقت مین خانہ جنگیان لڑائی جہگڑا
عام - چوریان ڈاکہ ہر روز حادثہ پذیر ہوتے تہے - ۱۸۵۴ء مین ایک
برٹش افسر معہ اپنے اہل وعیال کے بڈن خان کی جاگیر مین سے ہوکر گزرا اوس
بیچارے کو چورون نے پالکی سے نکالکر تمام مال و اسباب لوٹ لیا - گاؤن
کے گاؤن روہیلون کے ہاتہ سے تباہ ہوگئے تہے - ضلع الگنڈل مین ایک
گاؤن تہا جسمین برہمن رہتے تہے تعلقہ دار نے ایک گروہ روہیلونکا اوسکے
وہان بہیجا کہ گورنمنٹ اوسپر قبضہ نکرنے پائے اونہون نے جنوری ۱۸۵۴ء
مین اوس تمام گاؤنکو لوٹ لیا اور اسقدر ظلم کئے کہ نواب مرحوم نے حضور پرنور
سے اس امر کی اجازت چاہی کہ انکی سزادہی کے لئے گورنمنٹ انگریزی سے اعانت
مانگی جائے - مگر حضور نے ابتداً اس درخواست کو نامنظور کیا - کوتوال
شہر جو موقوف کردیا گیا تہا اوسنے ایک لشکر جمع کرلیا اور کہا کہ مین اپنی دفتر
کی مہر ندونگا جب تک کہ اتنا روپیہ مجہے نہ ملیگا - اضلاع مین روہیلون
نے اسقدر ظلم و تعدی پر کمر باندہ لی تہی کہ بمجبوری کنٹنجنٹ کی فوج بہ ماتحتی جنرل
فریزر اونکی سرکوبی کو بہیجی گئی - آخرالامر ان غدارون کے گروہ گروہ گرفتار

ہو کر سزا کے لئے حیدرآباد بہیجے گئے - اونکو مختلف میعاد کی سزائین ہوئین

کچہہ دنون کے بعد اوس قلعہ مین سے جسمین وہ قید تہے ڈیڑہ سو سے زیادہ

مفرور ہوگئے نواب صاحب نے ہر مفرور کی گرفتاری کے واسطے پچیس عـــہ ۲۵

روپیہ انعام کا اشتہار دیا - بڈن خان کی جاگیر جنہون نے ان روہیلون

کو اپنے ہان امن دیا تہا اور جنکے مقابلہ مین جنرل مکتری بہیجے گئے تہے

ضبط کرلی - ان چند پٹہانون نے جو ناراض تہے کئی ہزار آدمیونکو شہر مین

جمع کیا اور نواب صاحب سے کہا کہ ایک مقدار کثیر روپئے کی گورنمنٹ کے

ذمہ باقی ہے وہ ادا کردو - یہ تقاضا ایسی سختی اور درشتی کے ساتہہ ہوا

کہ صاف سرکشی پائی جاتی تہی اور بالکل بوئے فساد آتی تہی - نواب صاحب

نے سکہون اور عربون کی فوج کو روہیلونکا جواب دینے کو بہیجا آخرکار

بغیر کشت و خون کے ہتیار رکہوا لئے - کچہہ زمیندارون نے بہی روہیلون

کی حمایت سے سرکشی کی اونکی سرکوبی کو فوج کنٹنجنٹ بہیجی گئی - اپریل

۱۸۵۸ع مین ایک ہزار فوج اور چار توپین ایک اور ضلع کو دبال کی سرکشی

کا طوفان فرو کرنیکے لئے بہیجی گئی تہین - اوسی سال ماہ اگست مین

ایک عرب بالاسد نے شہر مین ہنگامہ برپا کیا اور کچہہ مکانات قبضہ مین کرکے

اوسمین اٹھہ ساتہہ سو عرب مسلح جمع کئے نواب مرحوم نے فوراً فوج بہیجی اور
اونکو حکم دیا کہ شہر چہوڑ دے اوس دن دونون طرف سے بندوقین چلین
طرفین کے کچھہ آدمی ہلاک ہوے دوسرے دن اور فوج معہ دو توپون کے
بہیجی گئی بالاخر یہہ عرب چنچل گوڑہ کو بہاگ گئے نواب مرحوم نے جب اوس جمعدار
کے دعوونکی تحقیقات کی تو وہ بالکل بے اصل پائے گئے اوسوقت اوسکی
گرفتاری کا حکم ہوا مگر وہ معہ اپنے نایب کے خود حاضر ہو گیا یہہ دونون
خارج البلد کردئے گئے۔ پہر کوئی فتنہ و فساد نہین ہوا اور رفتہ رفتہ
امن و امان قایم ہوتا گیا۔

خونی و دیگر اقسام کے مجرمین بغیر سزا پائے نہین رہنے پاتے تہے نہ یہہ ممکن
تہا کہ وہ اپنی مجرمانہ ازآدی کو کام مین لا سکتے۔ ایک خاص عدالت روہیلون
اور لٹیرون کی کئی سال تک تحقیقات کرتی رہی اور جن لوگونپر جرم ثابت
ہوا وہ جزیرہ انڈمن کو بہیجدئے گئے۔

سنہ ۱۸۶۰ع مین اضلاع مستردہ دہراسیور رائچور و ملدرک کو نواب مرحوم
نے اپنے ذاتی اقتدار مین لیا اور اونکی انتظامون کو انگریزی گورنمنٹ
کے قوانین کے مطابق جاری رکھا کیونکہ وہ اوسوقت اونہین اصول پر

بنی تہے اور ایک عرصہ سے برٹش عملداری کے خوگر ہو چکے تہے۔ یہ امر رزیڈنٹ
کی خواہش کے موافق تہا۔ اسکے منظور کرنے مین چند سازشون کی وجہ سے حضور پر نور
نواب افضل الدولہ بہادر نے تعویق کی تہی۔ چند معاندون نے آپسمین
سازش کرکے نواب مرحوم کے موقوف ہونے پر بڑا زور لگایا اور حضور
کو اس امر کا یقین دلایا کہ صاحب رزیڈنٹ کی خواہش ہے کہ نواب صاحب
سے دیوانی کا کام نکال لیا جائے۔ لیکن جب حضور پر نور
نے انکو موقوف کرنا چاہا تو کرنیل ڈیوڈسن نے صاف مخالفت رائے
ظاہر کرکے حضور کو تعجب مین ڈالدیا آخر معلوم ہوا کہ بعض اہل سازش کی
فریب دہی و غلط بیانی سے حضور پر نور نواب صاحب کی موقوفی پر آمادہ
ہوئے تہے اور جب رزیڈنٹ صاحب نے اس بارہ مین اپنی رائے
مخالفانہ ظاہر کی تو حضور کو بہی اس سازش کا حال مفصل معلوم
ہوگیا اور سازش کرنے والے کا نام بہی کہل گیا۔ بالآخر حضور پر نور نے
بیش قیمت خلعت نواب مرحوم کو عطا فرمایا اور باہمی صفائی ہوگئی
اس جگہہ یہہ بہی بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی چند روزہ ناچاقی
مین جو حضور اور نواب صاحب مین ہوگئی تہی) اور لوگون اور محلات حضوری

کا کیا خیال تہا۔ محلات حضوری دل سے نواب صاحب کی طرفدار تہین اور
فساد پر آمادہ ہوگئین تہین وہ کہتی تہین کہ عہد نواب مختار الملک مین جسطرح
تنخواہ ہمکو ٹہیک وقت پر ملی ہے اس سے پہلے کبہی نہین ملی۔ اسوجہ
سے سخت مخالفت ظاہر کی۔ حیدرآباد مین اس سے پہلے بہی بارہا ایسا
ہوا ہے کہ محلات حضوری نے انتظام سلطنت مین داخل دیا ہے۔
۱۸۶۱ء مین مسٹر ٹمپل (جو آخر مین سر رچرڈ ٹمپل ہوگئے تہے) کچہہ اخراجات
کے متعلق تحقیقات کے لئے حیدرآباد آئے۔ انکو فوج انگریزی متعینہ
سکندرآباد کے اخراجات کی تفتیش کرنی تہی۔ انہون نے ادراد کے
ساتہی کرنیل بردن نے معلوم کیا کہ گورنمنٹ اوس مقدار سے زیادہ یہان
فوج رکہتی ہے جس کا ذکر معاہدہ مین مندرج ہے۔ پہر یہہ امر تجویز ہوا
کہ زاید فوج کے اخراجات (جو سکندرآباد مین رہتی ہے) گورنمنٹ
انگریزی دیا کرے اور کسیقدر ہندوستانی فوج بہی کم کری جائے۔
مسٹر ٹمپل نے لکہا کہ "مین نے سر سالار جنگ سے ملاقات کی (جو ایک بڑی
لایق مدبر مشہور ہین اور جنکے ہاتہہ مین گورنمنٹ نظام ہے) فی الحقیقت
یہہ شخص پولیٹکل دانش مین ضرب المثل ہونیکے قابل ہے۔"

سنہ ۱۸۶۲ء مین نواب مرحوم کے مخالف ایک اور سازش کی اطلاع ہوئی اور اوسکی روک فوراً کی گئی۔ اوس سال کمی بارش کے سبب بہت گرانی ہوئی اسوجہ سے غریبون پر سخت مصیبت آگئی۔ گورنمنٹ نظام نے اضلاع اور کلکتہ سے ۱۱۵۲۹۹۱ روپیے کا غلہ منگایا اور کم نرخ پر فروخت کرنا شروع کیا۔ کلکتہ سے زیادہ تر چانول آتے تھے لیکن ذرایع آمدورفت کے نقصان کی وجہ سے کلکتہ کا غلہ اسقدر دیر مین پہونچا کہ یہان زیادہ مفید نہوسکا علاوہ ازین یہان کے لوگون کو وہ پسند نہین آیا جس جس قیمت پر غلہ منگایا گیا حسب تفصیل ذیل ہے۔

نام غلہ	مقدار	قیمت
برنج	۹۸۷۰ پلہ	۱۹۰۳۹۷
گندم	۶۷۳۲ پلہ	۱۲۲۵۹۹
جوار	۶۵۱۸ پلہ	۸۶۷۱۱
مونگ	۷۷۰ پلہ	۱۱۲۹۸
نمک و مصالحہ	۔	۳۱۶۰
متفرقات اشیار	۔	۱۹۱۹۴
جملہ		۴۲۳۳۵۹

د واضح رہے کہ ایک پلہ تین من کا ہوتا ہے -

اوسی سال ڈسمبر مین نوابصاحب مرحوم گہوڑے سے گر پڑے حضور پرنور کو سخت تشویش ہوئی اور ساعت بساعت استفسار حال فرماتے تہے - اور جب معلوم ہوا کہ نواب صاحب صحیح وسالم ہین تو پانچ ہزار روپے اس خوشی مین خیرات کرنیکے واسطے نواب صاحب مرحوم کو بہیجے -

اگست ۱۸۶۳ع مین مجلس مال حیدرآباد مین قایم ہوئی تاکہ مالی انتظام ملک کی نگرانی کرے - اور پولیس کا بہی عمدہ اصول پر اضلاع مین انتظام کیا گیا - مجلس مالگذاری نے درخواست کی کہ گذشتہ چہبیس برس کے اندر جسقدر انعام وجاگیر واوقاف دیئے گئے ہین وہ سب منسوخ کئے جائین جب تک یہ مجلس قایم رہی اچہا کام کرتی رہی مگر چند سال کے بعد وہ توڑدی گئی اور صدر المہام مالگذاری کا محکمہ قایم ہوا -

۱۸۶۶ع مین پہر حیدرآباد اور اوسکے نواح مین قحط کی تکلیف نے جلوہ گری کی - کئی مہینے تک گورنمنٹ نظام کی طرف سے کہانا یعنی روٹی اور کہچڑی محتاجین کو تقسیم ہوتی رہی - اس خیرات مین ۲۵۹۰۳۴ روپیہ صرف ہوا کم تنخواہ دارون کی تنخواہونمین اضافہ کردیا گیا تہا - سوارونکو پانچ روپیہ

اور پیادون کو دو روپیہ ماہوار علاوہ اونکی تنخواہ کے ملتا تھا۔

۱۸۶۷ء کے شروع مین نواب مرحوم نے بمجبوری استعفا دیا اسکی وجہ یہہ تھی کہ حضور پر نور نے انکے ایک کھلے ہوئے دشمن کو اپنے اور نواب مرحوم کے درمیان وکیل مقرر کیا تھا۔

حیدرآباد کا قدیم سے یہ دستور رہا کہ حضور پر نور کیطرف سے ایک وکیل رہتا تھا جو روزانہ حضور کے پیغامات وزیر کے پاس لاتا اور اونکے جواب لیجاتا تھا وزیر کو ہفتہ مین صرف ایکبار حضور مین حاضر ہونا چاہیئے تھا بجز اون درباروں کے جنمین طلبی ہوتی تھی۔

محی الدولہ کئی سال سے وکالت کا کام کرتے تھے جب اونکا انتقال ہوگیا تو ایک دشمن لشکر جنگ نامی اوس عہدہ پر مامور ہوئے۔ یہ مشہور دشمن نواب صاحب کے تھے۔

وہ جو اسباب کہ حضور کی ناراضی کا باعث ہوئے یہہ تھے۔

کچھہ دن پیشتر سر جارج پول کو گورنمنٹ اف انڈیا کا یہ حکم ہوا تھا کہ خاص قسم کے مجرم سپرد کئے جانیکے نسبت گورنمنٹ نظام سے بطور معاہدہ کے ایک گفتگو کیجائے۔ اس گفتگو کا ہنوز نتیجہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ

حضور پرنور نے نواب مرحوم سے اپنی ناراضی ظاہر کی - رزیڈنٹ
کا یہ قول تہا کہ حضور کو یہ باور دلایا گیا تہا کہ اس معاہدہ کی گفتگو شروع
کرنیکی بنا نواب صاحب نے ڈالی ہے اور اونہین پر اسکا الزام ہوا اسوجہ
سے اپنی ناراضی ظاہر کرکے لشکر جنگ کو اپنا وکیل مقرر کیا -
لشکر جنگ ایک بدچلن شخص تہا - اور دو مرتبہ انکی بدچلنی گورنمنٹ پر بخوبی
ظاہر ہو چکی تہی - ایک توجب اونہون نے ان اضلاع کو ویران کردیا
جو بموجب صلحنامہ ۱۸۶۰ء کے گورنمنٹ انگریزی کو ملنے والے تہے -
دوسری جب اونہون نے خاص حضور پرنور کے ایک موضع دہاراسیو
مین ظلم و تعدی کی کارروائی کی - اسی دوسرے جرم مین وہ موقوف
کردئیے گئے اور یہ موضع نوابصاحب مرحوم کے سپرد ہوگیا - اونکے
بچانیکے لئے نواب صاحب سے بہت کچہہ سفارشیں کیگئی لیکن نواب مرحوم
کسیطرح قبول نہین کیا - اسیوجہ سے نواب مرحوم کے ساتہہ لشکر جنگ کو
ایک ذاتی عداوت ہوگئی تہی -
یہہ بات ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ جب حضور کے وکیل کے یہ چال چلن ہون
مختار الملک جیسا مدبر ایسے شخص کے ساتہہ انتظامی امور مین کیونکر تعلق

رکھہ سکتے تہے لہذا نواب صاحب مرحوم نے حضور پرنور سے استعفا پیش
کرنے کی اجازت چاہی۔ چند روز کے بعد حکم ہوا کہ تحریری استعفا پیش
کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تحریری استعفا پیش ہوا۔ صاحب رزیڈنٹ
اچھی طرح اس امر کو جانتے تہے کہ ایسے وقت مین نواب صاحب کا ملکی انتظام سے
جدا ہونا ملک کے لئے آفت کا سامنا ہے نظر برآن حضور مین عرض کرا بہیجا کہ
اس بارہ مین حاضر ہو کر کچہہ عرض کیا چاہتا ہون" سر جارج یول نے پہلے
اپنی خواہش نواب صاحب کے بحال رہنے مین صاف صاف اسلئے نہ
ظاہر کی تہی کہ شاید حضور پرنور خود ترحم فرمائین لیکن جب قضیہ برعکس
پایا اور یہ خیال کیا کہ بغیر دخل دئے یہہ گلجہڑی نہ سلجہیگی تو انہون نے
ایک خط حضور کو لکہا جسمین خاص ملاقات کی اجازت طلبی تہی۔ اسکے بعد
جو کچہہ ہوا وہ صاحب رزیڈنٹ نے خود تحریر کیا ہے جسکی ذیل مین نقل
کی جاتی ہے۔

"یہہ خط بسبب اسکے کہ بسنت کی تعطیل ہو گئی اور بسنت کے
دنون مین حضور کسی تکلیف وہی کو پسند نہین کرتے تہے ۱۶ فروری کو
پیش کیا گیا۔ دوسرے دن حضور نے سر سالار جنگ کو اسی مضمون کی

اطلاع دی کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر کبیر کو قبل دربار رزیڈنٹ کے پاس بہیجون کیونکہ رزیڈنٹ کا استقبال وہی کرینگے۔ ان الفاظ سے گویا حضور نے سر سالار جنگ کو اس بات کا ایما فرمایا کہ دربار مین نہ حاضر ہون۔ الغرض امیر کبیر میرے پاس آئے اور بجز اسکے اور کچھہ نہین کہا کہ حضور پرنور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رہنے کی خواہش کرتے ہین اوسکے جواب مین مین نے کہا کہ یہی خواہش سرکار انگریزی کی بہی ہے اور امید ہے کہ حضور پرنور بہت جلد مجہے حاضر ہونے کی اجازت مرحمت فرمائینگے۔

حضور نے یہانتک ٹالا کہ اخرالامر مجہے پہر یاددہانی کی ضرورت ہوئی تو اوس وقت ۸ افروری ملاقات کے لیئے مقرر ہوئی۔ مین نے ملٹری سکرٹری کرنیل برگ اور کنٹونمنٹ مجسٹریٹ سکندرآباد کپتان ٹویڈی کو اپنے ہمراہ لیا اور حسب معمول حضور مین گیا۔

یہی دونون افسر کرنیل ڈیوڈسن کے بہی ہمراہ تہے جب وہ ایسی ہی مطلب کے واسطے حضور پرنور کی ملاقات کو گئے تہے۔

دہانکا جیسا اونہی سکوت اور انتظام کی حالت مین تہا جیسا کہ ہمیشہ دیکھا

میرا استقبال نواب صاحب نے (کہ بغیر حضور کی طلب کے دربار مین آ
سکتے) اور امیر کبیر نے کیا اور یہی دونون مجھے ایک چھوٹے کمرے
مین لے گئے وہان سے یہ دونون تو واپس آئے اور مین ملاقات کے
کمرہ مین گیا۔ اس کمرہ مین جون ہی مین اپنا جوتا اوتار کر چڑہا دون ہی حضور
آگے آئے اور بیچ مین مجھے گلے ملے۔ وہ ایک مسند پر بیٹھے اور مین ایک
صاف کپڑے پر جو اوسکے متصل بچھا ہوا تھا اونکے پہلو مین بیٹھ گیا
اور میرے قریب وہ دونون میرے ساتھ کے افسر بھی۔ حاضرین دربار
مقابل کے دوسرے کمرے مین چلے گئے جہان باتون کی آواز نہ جا سکتی تھی
مین نے اپنی گفتگو یون شروع کی کہ مین چار سال سے اپنی حتی الامکان اسی
کی کوشش کر رہا ہون کہ حضور کے ملک مین روز افزون بہتری و خوشحالی
کی ترقی ہو اور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رہے۔ اسوقت صرف
دو کامون کے واسطے حاضر ہوا ہون اول تو یہہ کہ تمغہ اسٹار آف انڈیا
کی عطا کا جو معمولی طریقہ ہے اوسکے خلاف جناب ملکہ معظمہ نے اجازت دی
کہ نواب سر سالار جنگ بہادر کو اور مجھے آپ اپنے دست مبارک سے یہ
تمغہ جات عنایت فرمائین۔

یہہ سنتے ہی حضور پر نور نے دیوان سے اپنی ناراضی ظاہر فرمادی - مین نے
عرض کرنا شروع کیا کہ نواب صاحب نے حضور کے ملک کا کیا عمدہ انتظام کیا ہے
اور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رکہنے کی کیسی کوشش کی ہے اور کہتے ہین
سپہ سالار جنگ حضور پر نور سے ڈرتے ہین - غرضکہ اسیطرح کے اور دس پانچ
جملے عرض کیے مگر ہر جملہ پر حضور اپنی ناراضی ظاہر کرتے رہے اور میرے
جواب میں کہا کہ سالار جنگ بہت مغرور ہے یہانتک اوسکو اپنی کارگزاری پر
گہمنڈ ہے کہ جب کوئی خواہش اوسکی پوری نہین ہونے پاتی تو استعفا
دینے کی دہمکی دیتا ہے نوکر کو ہمیشہ اپنے آقا کی فرمانبرداری چاہیے - یہہ کہکر
حضور کسیقدر خوشمزاج ہوے اور اثنا تقریر مین کبہی کبہی اپنے قول پر
ہنستے جاتے تہے آخر مین فرمایا کہ آپ واقف نہین ہین چند سال سے مین نے
اپنے معاملات کا کیسا عمدہ انتظام کیا ہے یہہ ہر بادشاہ کا فرض ہے - کہ
ملک کے کاروبار مین ہمیشہ عمدگی سوچتا رہے اور اسیطرح چند کلمات فرمائے
مین نے کہا کہ نواب صاحب کے استعفا دینے کا باعث یہہ ہے کہ حضور نے
لشکر جنگ کو اپنے اور نواب صاحب کے درمیان وکیل مقرر فرمایا ہے
لشکر جنگ اس کار سترگ و بزرگ کے لایق نہین ہے علاوہ ازین وہ

ایک مشہور دشمن نواب صاحب کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اوسکی توسط سے
کام اچھی طرح نہین چل سکتا - حضور نے فرمایا کہ لشکر جنگ میر فرمانہو دآرہے
یہہ کہکر پہر اوسی استعفا کا ذکر شروع کیا اور فرمایا کہ شہر کی عدالتین نہایت
خراب حالت مین ہین - مین نے عرض کیا کہ سالار جنگ کے پہلے تو کوئی
بہی عدالت نہتی اور ہر چیز کی تکمیل دفعتہً ممکن نہین جہانتک بن پڑا تو آنجناب
نے اچھے آدمی منتخب کئے اور ضوابط و قوانین بہی منضبط کئے - اور یہ
استعفا جو دیا ہے تو مین یقین دلاتا ہون کہ اگر حضور پورا اعتبار اونپر
رکہینگے تو وہ کبہی آئندہ استعفا نہ پیش کرینگے پہر مین نے عطای تمغہ کا
ذکر کیا - حضور نے فرمایا کہ مین آپکو بخوشی تمغہ دونگا اور باوجود ناراضی
اپنے وزیر کو بہی تمغہ دینے مین کچہہ عذر نہ کرونگا اسکے بعد فرمایا کہ پندرہ
روز کے عرصہ مین مین آپ سے پہر ملنا چاہتا ہون اس عرصہ مین جو کچہہ مجہے
کہنا ہے مین لکہکر بہیجدونگا اور امیر کبیر کو بہی بہیجونگا آپ اون سے ضرور
ملئے - مین نے کہا کہ پندرہ روز کا عرصہ بہت ہے دو تین دن کے
عرصہ مین پہر ملاقات کا ہونا زیادہ مفید ہوگا - اسپر فرمایا کہ میری
طبیعت اچہی نہین - یہہ کہکر قریب تہا کہ عطر و پان طلب فرمائین کہ

پہر مجہسے پوچہا "کیا حقیقت مین آپکی بدلی ہو گی اور آپ کونسل جاتے ہین" مین نے کہا ہان یہہ خبر صحیح ہے - فرمایا یہان صاحبان رزیڈنٹ عرصہ تک نہین رہتے آپکا جانا اسوقت ایک افسوس کا مقام ہے کیون جانتے ہین آپ یہان کے تمام معاملات سے واقف ہوچکے ہین - اور دس بارہ برس مین اور بہی واقف ہو جاتے - اس عرصہ مین عطر و پان آگیا اور مین رخصت ہوا -

یہہ ایک مختصر بیس منٹ کی ملاقات کا ذکر تہا - اس قلیل عرصہ مین حضور پرنور کے متواتر قطع کلام کرنے عاجز کر دیا کہ ایک ہی مطلب دو دو تین تین مرتبہ کہنا اور سننا پڑتا تہا -

جب چار روز اس ملاقات کو گذر گئے اور حضور پرنور میرے مطلب کچہہ خبر نہوئے تو مین نے نوابصاحب کو لکہا کہ آپ حضور کو وہ ذکر یاد دلائے جو دربار مین ہوا تہا - چار روز گذر چکے ایسے امور عظیمہ کے طی کرنے مین جسقدر دیر ہوتی ہے حضور کے ملک کی بہبودی کو مضر ہے اور گورنمنٹ انگریزی (جو قایم دوست اس دولت کی ہی) تہہ دل سے ہر وقت یہان کی بہتری مد نظر رکہتی ہے - ۲۳ دین تاریخ حضور نے

امیر کبیر کو میرے پاس بہیجا- مین سنے یہہ امراونکے مگہون خاطر کر دیا کہ گورنمنٹ انگریزی سر سالار جنگ کی صرف اسوجہ سے طرفدار ہی کہ اونہون نے حضور کے ملک کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور اسوجہ سے دونون سلطنتون مین دوستی قایم رکہی اگر اسس ملک کا انتظام عمدہ نہوتا تو اس دوستی کا قایم رہنا ممکن تہا- یہہ بہی مین سنے امیر کبیر سے کہا کہ خوب یاد رکہئے اسوقت کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اس لیاقت اور ایمانداری سے انتظام کر سکے جیسا کہ نواب صاحب سے ظہور مین آیا اور اگر کوئی شخص ایسا ہو بہی تو اوسکا ابہی تجربہ نہین سر سالار جنگ سنے بارہ سال کام کرنے سے اپنی لیاقت بخوبی ثابت کر دی- اکو یہہ بہی معلوم ہے کہ اس سے پیشتر کسقدر بد انتظامی تہی اور اونہین بد انتظامیونکی وجہ سے سرکار انگریزیکو کنٹنجنٹ قایم کرنی پڑی اور اوسکے خرچ کے لئی ملک برار لینا لازم ہوا- اگر انتظام عمدہ ہوتا تو یہہ امور کبہی واقع نہوتے اب کسیطرح اوس پرانے طریقہ پر انتظام کا خراب حالت مین رہنا ممکن نہین- جون جون سرحدی ملکون مین ترقی ہوتی جائیگی یہان بہی ترقی کا قایم رہنا لازم ہوگا اور ان اصلاحون اور ترقیون سے کئے جو فواید قرار پائین حضور کو ہرگز اونسے عذر

کرنا منجا ہیئے - امیر کبیر نے اسکے جواب مین کہا کہ حضور پرنور سالار جنگ کے
انتظامون سے کچھہ ناراض نہین ہین بلکہ اونکا تکبر ناپسند ہے اور اوسکی
برداشت نہین کر سکتے مین تو نہین جانتا مگر حضور فرماتے ہین کہ سالار جنگ
ہمیشہ استعفا دینے کی دہمکی دیا کرتے ہین اسباب کو حضور جانتے ہونگے
مگر ظاہرا یہی وجہ حضور کی ناراضی کی ہے - مین نے کہا کہ - ہان شاید سالار جنگ
نے عجلت کی ہو مگر حضور نے اپنے اور سالار جنگ کے درمیان لشکر جنگ
کو وکیل مقرر کرنے مین بڑی غلطی کی - اب بحث یہ ہے کہ اس امر کی صفائی
کیونکر ہو - سر سالار جنگ کا اپنے عہدہ سے جدا ہونا کسطرح گورنمنٹ انگریزی
نہین پسند کریگی کیونکہ اونکے علیحدہ ہونے سے یقینی خرابیان پیدا ہونگے
جس سے ان دونون سلطنتون کی باہمی اتفاق مین فرق پڑجائیگا -
پہلے بد انتظامیون سے جو خرابیان ہوئین وہ صرف حضور ہی کی سلطنت
مین اثر بخش رہین ہمارا کچھہ نقصان نہوا لیکن اب معاملہ کی صورت اور
ہی کچھہ ہے اسوقت مین ہم بہ آنکی بدنظمیون سے چشم پوشی نہین کر سکتے
کیونکہ ان خرابیون کے اثر کی توسیع ہمارے سلطنت تک لامحالہ پہنچیگی
اسلئے ہم اس بات پر مجبور ہونگے کہ مقبوضی کے ساتھہ اون خرابیونکو دفع کرین

حضور پرنور کے لیئے بہتر ہے کہ وہ سالار جنگ کے ہاتہہ مین عنان حکومت
رکہین کہ وہ بہت اچہی طرح ملک کا انتظام کر سکتے ہین اون کے موقوف
کرنے سے جو بدنظمیان ظہور پزیر ہونگے حضور کو اونکے نتایج اوٹہانے
پڑینگے" میری گفتگو کا امیر کبیر کے دلپر بڑا اثر ہوا اون کے سوالات سے
ظاہر ہوا کہ اونکو یہہ معلوم نہ تہا کہ گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ نظام
کی بدنظمیون کو بہ نسبت زمانہ سابق کے بہت سخت نظر سے دیکہیگی۔ پہر
مین نے کہا کہ سر سالار جنگ حضور پرنور سے بہت ڈرتے ہین اور ہمیشہ
اونکی خوشی کرنے کی فکر مین رہتے ہین۔ یہہ کہکر مین نے اپنا خط
اوہنین سنایا اور کہا کہ یہہ خط مین نے حضور کو لکہا تہا لیکن نواب صاحب
نے صرف حضور کی ناراضی کے خوف سے مجہکو اس خط کے بہیجنے سے
باز رکہا۔ الغرض بڑی گفتگو کے بعد امیر کبیر نے کہا کہ جو کچہہ آپ کرسکتے
تہے وہ آپ نے کیا اور جو کچہہ مین کرسکتا تہا وہ مین نے کیا اب
سالار جنگ کو دیکہنے دیجئے کہ وہ کیا کرسکتے ہین۔ اوہنون نے اپنے
قصور کی معافی ہندوستانی طریقہ سے کیون نہ چاہی۔ مین نے
جواب دیا کہ اگر سر سالار جنگ کو اون اصلاحون اور تدبیرون کی

اختیاری کارروائی پر مجبور کیا جاوے جسکو وہ ملک کی بہتری سمجھتے ہین یقیناً اونکو عفو قصور چاہنے مین کچھہ عذر نہوگا - امیر کبیر نے کہاکہ بیشک سنتے قواعد و ضوابط ملک کے لیئے ضروری ہین - اور حضور پرنور بہی کبہی اون سے مزاحمت نہین کرتے اور اونکو ہر طرح کا اختیار ہے لیکن بروقت عذرخواہی حضور کے سامنے سالار جنگ کو اس قسم کا کوئی عذر پیش کرنا نچاہیئے شاید حضور پرنور پہر آشفتہ ہوجائین صاف صاف معذرت کرنی چاہیئے - مین نے کہا کہ بہتر ہے مین اسی بات کی سالار جنگ کو صلاح دونگا مگر ابہی بہت سے کام مثل عطائے تمغہ اسٹار آف انڈیا وغیرہ کے باقی ہین لہذا آپ حضور سے عرض کیجیئے کہ اس بکہیڑے کو بہت جلد طے کردین - جب امیر کبیر رخصت ہوئے تو مین نے فوراً نواب صاحب کو امیر کبیر کی تجاویز جو بہ نسبت عذرخواہی کے تہین لکھہ بہیجین اونکے خطوط سے یہہ بات ٹپکتی تہی کہ سر سالار جنگ نے بہی یہی خیال کیا تہا کہ عذرخواہی اور معافی چاہنے کی ضرورت ہے - اور حضور پرنور کے بیان سے جسکی تصدیق پہر امیر کبیر کی گفتگو سے ہوی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ حضور کو

حضور

نوابصاحب کے استعفا دینے سے دلی ملال ہو گیا ہے اور جب تک وہ ملال دفع نہو صفائی کی کچھہ امید نہین ہے - لہذا مین نے بہی نوابصاحب کو یہی صلاح دی کہ عفو قصور چاہین - چنانچہ نواب صاحب نے درخواست طلب عفو وکیل کی معرفت حضور مین بہیجدی - حضور پرنور نے اوس درخواست کو سنکر اور چند شرائط بتائے اور فرمایا کہ جب تک یہہ امور مندرج نہونگے میرا غصہ رفع نہوگا - وکیل اوس درخواست کو نوابصاحب کے پاس واپس لائے نواب صاحب نے کوئی چارہ بجز اسکے ندیکہا کہ وہ شرائط بہی مندرج کردئے جائین -

جب یہہ درخواست جس مین وہ شرائط لکہے جاچکے تہے حضور کی ملاحظہ مین پہر گزری تو فرمایا کہ "مین چار پانچ روز مین اسپر کوئی حکم دونگا - چونکہ مجہپر یہہ عرصہ بہت شاق تہا لہذا مین نے فوراً ایک طویل العبارت خط حضور کے نام لکہا جسمین تمام گزشتہ حالات کا از سر نو ذکر کیا اور سخت عبارت مین حضور کی کارروائیون کے خراب نتایج ظاہر کئے" لیکن قبل اسکے کہ یہہ خط ترجمہ ہوکر حضور مین بہیجا جائے مختار الملک مرحوم نے امیر کبیر مرحوم سے کچہہ ایسی خط وکتابت کی جس سے مقصود اصلی

حاصل ہوگیا۔ یعنی امیر کبیر مرحوم نے حضور کو یہہ صلاح دی کہ اب
دو چار روز کا تامل مناسب نہین ہے کیونکہ جو شرائط درخواست معافی مین
حضور نے بڑہائے گو وہ بالکل خلاف اون شرائط کے تہے جو مین نے
رزیڈنٹ سے کہی تہے تاہم مختار الملک نے اونکو منظور کیا لہذا اب کوئی وجہ
حکم مین تامل کرنیکی معلوم نہین ہوتی۔

اسکے بعد ہی پہر وکیل نوابصاحب کے پاس بہیجے گئے اور حکم ہوا کہ ایک
اور شرط بڑہائی جائے کہ (نواب صاحب آیندہ ہمیشہ خیرخواہ رہینگے)
اس فقرہ نے نوابصاحب کو سخت صدمہ پہونچایا مگر یہہ شرط بہی بڑہادی
گئی۔ آخرالامر ۲ تاریخ دربار مین طلب ہوئے اور نذر قبول ہوئی
اور جواب سلام دیا گیا۔

اسکے بعد حضور پرنور نے نوابصاحب اور صاحب رزیڈنٹ کو تمغہ جات
اسٹار آف انڈیا عطا فرمائے اور دو ہفتہ کے بعد عید الفطر کے
دربار مین حضور پرنور نے نوابصاحب کی بڑی عزت افزائی فرمائی
اور پانچ پارچہ کا خلعت قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا دربار عام مین مرحمت
فرمایا اور اسوقت گویا یہہ ثابت ہوگیا کہ حضور پرنور کے دل مین

نواب صاحب کی طرف سے کوئی ملال نہین ہی اور اسی طرح نواب صاحب کی دلشکستگی بہی جاتی رہی۔

سر جارج یول کے بعد سر رچرڈ ٹمپل رزیڈنٹ حیدرآباد مقرر ہوے اونہون نے ایک کتاب لکہی ہے جسکا نام ہے (مین اینڈ اوینٹس آف مای ٹایم اِن انڈیا) اس کتاب کا ایک فقرہ یہہ ہی "جب مین حیدرآباد پہونچا تو سر جارج یول نے مجہے مفصل اوس نا چاقی سی اطلاع دی جو حضور اور نواب صاحب مین ہوگئی تہی میرا پہلا یہہ سرکاری کام تہا کہ اس باب مین حضور کو ایک مضبوط دوستانہ صلاح دون"

گورنمنٹ آف انڈیا نے سر جارج یول کی اوس حکمت عملی کو پسند کیا جو اس بارہ مین اونہون نے اختیار کی تہی۔ بلکہ اسی حکمت کی تائید مین ایک خط جو حضور کے نام آیا تہا یہہ ظاہر کیا کہ سرکار عظمت مدار ایسے وزیر کی موقوفی کو ناپسند کرتی ہے جس نے سلطنت کے بیشمار فوائد کے لئے بہت کچہہ محنت کی اور ہر طرح ثابت کر دیا کہ وہ ایسا لایق ہے کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ نظام دونون اوسپر پورا بہروسا کرین "حضور پرنور نے اسکے جواب مین جو خط ۲۹ اپریل ۱۸۶۷ء کو لکہا۔

اوسمین یہہ مضمون تھی القاب و آداب کے بعد عبارت یہہ تھی "اپکا عنایت نامہ
جسکی ہر سطر محبت و وداد شاہ جاپان کو مظہر کرتی ہے پہونچا کمال
مسرت و شادمانی ہوئی۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ
کے خط سے آپکو معلوم ہوا کہ مین اپنے دیوان سے ناراض ہو گیا تھا
اور اسوجہ سے آپکو بہت ملال ہوا اور آپکی خواہش ہے کہ یہہ باہمی
ناچاقی دور ہو جاے۔ آپ یہہ بھی مجھے یقین دلاتے ہین کہ میرا
دیوان میرے ساتھہ ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری و ادب سے پیش
آتا ہے بیشمار تابعدار ہے۔ یہہ سب آپ نے بلحاظ اوس دوستی
اتحاد کے تحریر فرمایا جو قدیم سے باہم ان دونون سلطنتون مین ہے
جب مین نے اس خط کے محبتانہ مضامین کو پڑھا تو بے تکلف مجھے یقین ہوا
کہ جو کچھہ آپ نے لکھا وہ محض باہمی وداد و اتحاد مبنی تھا۔ اسکے
جواب مین مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ دیوان موصوف میری گورنمنٹ کا
ایک قدیم ملازم ہے جسپر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکھی جاتی ہے۔ آپکے
عنایت نامہ آنے سے پہلے اوسکی عزت افزائی بکمال عنایت والطاف کیگئی
(جو اپنے ملازمون پر مین مبذول رکھتا ہون) آپ نے یہہ بھی نوکر بدقلم

محبت رقم فرمایا ہے کہ مجھے اپنے وفادار وزیر پر پورا بہروسا
رکہنا چاہیئے اور اوسکی پولیٹکل معاملات مین تائید چاہیئے - مین
آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین وزیر موصوفکو ہمیشہ فرمانبردار اور وفادار
پاتا ہون اور میرا تعلق اوس سے ہمیشہ مہربانی محبت - اعتبار اور
تائید کا رہیگا -

پس اسطرح وہ مشکل رفع ہوئی جسکے طرح طرح کی پیچیدگیون سے یہہ اندیشہ
ہوتا تہا کہ سلطنت نظام ایسے خیرخواہ اور لایق وزیر کو ہاتہ سے دہو بیٹہیگی
اوسوقت سے تا وقت انتقال جو ۱۲۸۴ھ مین ہوا حضور پرنور پہر کبہی
نواب صاحب مرحوم سے ناراض نہین ہوئے - اکتوبر ۱۸۶۷ء
مین نواب صاحب مرحوم نے ایک بڑی اصلاح یہہ کی کہ تمام ملک کی
ضلع بندی کردی - اس سے پہلے نوابصاحب نے طریقہ اجرار قانون
زمینداری کا خیال کیا تہا مگر پہر معلوم ہوا کہ وہ طریقہ ضلع بندی کی کارروائی
سے زیادہ تر مفید نہوگا - لہذا ملک کی پانچ قسمتین جنکو یہان سمت
کہتے ہین اور سترہ اضلاع جنکو علاقہ کہتے ہین مقرر ہوے -
اونکی تفصیل یہہ ہے -

نمبر	سمت	اضلاع	رقبہ	تعداد تعلقہ ہر ایک ضلع
۱	شمالی	سیدک	۱۶۸۲	۵
		اندور معہ سرپور تانڈور	۸۸۸۳	۱۲
		ایلگندل	۷۴۸۱	۹
		کھمم	۹۷۷۹	۹
۲	شرقی	نلگندہ	۴۱۳۱	۵
		ناگر کرنول	۶۹۳۲	۸
		شرقی رائچور	۲۳۳۷	۵
۳	جنوبی	غربی رائچور	۳۳۷۲	۴
		شورا پور	۲۹۰۲	۴
		گلبرگہ	۳۱۲۱	۶
۴	غربی	بیدر	۶۲۸۸	۷
		ناندیڑ	۴۱۳۴	۹
		بلدرک	۳۶۲۳	۹
		اورنگ آباد	۶۱۵۹	۱۰
۵	غربی و شمالی	پربھنی	۴۳۳۵	۶
		بیڑ	۳۸۷۸	۶
		اطراف بلدہ خاص	۳۶۶۳	۵
		مجموعہ	۸۲۷۰۰	۱۱۹

اس رقبہ مین سے قریب ایک ثلث کے صرف خاص اور پایگاہ اور
تنخواہ محلات وغیرہ مین شامل تہا۔ باقی اضلاع دیوانی کہلاتی تہے اور ان مین
خاص گورنمنٹ کا انتظام تہا۔ ہر ایک سمت مین ایک صدر تعلقدار
(یعنی کمشنر) مقرر کیا گیا اور ہر ضلع مین ایک تعلقدار (یعنی کلکٹر) نیز دو
ماتحت تعلقدارون کے اور علاوہ انکے تحصیلدار وغیرہ۔

اوسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات اور صیغہ طبابت میونسپل
یعنی (صفائی) اور صیغہ تعلیم قایم ہوے۔

ان بے انتہا فائدہ بخش اصلاحون کے بعد کوئی انتظامی انقلاب
نہین ہوا۔ البتہ وقتاً فوقتاً ان اصلاحونمین ترقی ہوتی گئی۔ لیکن
ضلعبندی کا اصول جسکو قایم ہوے پندرہ سال ہوے اوسیطرح
رہا اور کل انتظام اوسی پر مبنی ہوتے گئے۔

اسباب قحط دریافت کرنیکے لئے چند سال ادہر گورنمنٹ انگریزی
سے ایک مجلس مقرر ہوی تہی اوس مجلس کے سوالاتکے معتمد مال گورنمنٹ
حیدرآباد نے جو جواب دئے ہین وہ ذیل مین مندرج ہین۔

اس جدید طریقہ کے جاری کرنے مین جو جو مشکلات ملک تلنگانہ مین واقع

ہوئین اس طریقہ کے جاری ہونے مین تنگ راہ نہین - اس ملک مین بٹائی کی رسم جاری تہی مرہٹواڑی مین نقدی لگان وصول ہوتا تہا وہان یہہ دقتین واقع نہ ہوئین - مرہٹواڑی کے بہت سے تعلقات کی پیمایش قدیم زمانہ مین صحت اور قاعدہ سے ہو چکی تہی - مرہٹونکے عہد مین اونکی دوبارہ جانچ ہوئی بدانتظامی کے زمانہ مین مقدار رقبہ کی بحساب بیگہ کچہہ خیال نہین کی گئی لیکن چونکہ پرانے کاغذات مین نام ورقبہ اور کہیتونکی جمع مندرج تہی لہذا تحقیق اون کاغذات سے صرف اسقدر کرنی پڑی کہ ہر ایک مقبوضہ مین نکاسے کے لایق کسیقدر زمین ہے - مجہکو بہروسا ہے کہ اس کام کو اکثر افسران متعینہ نے نہایت ہوشیاری سے کیا کیونکہ اسکے جانچ مین نے خود کی ہے -

پرانے کاغذات کی تحقیقات بخوبی عمل مین آئی اور جہانتک دریافت ہوسکا صحیح رقبہ جدید کاغذات مین درج کیا گیا - ایسی ایسی مختلف کارروائیون اور تحقیقات سے رقبہ متحقق ہوا -

دوسرا امر یعنی اسکی تحقیقات کہ ہر ایک مقبوضہ کا سالانہ لگان گذشتہ دس سال مین کیا رہا بہ نسبت امر اول کے نہایت مشکل تہا -

تلنگانہ مین کاغذات دیہی سررشتہ دارون کے ہاتہہ مین تہے ۔
یا اونکے نائب پٹواریون کے قبضہ مین تہے ۔ سررشتہ دار کاغذات
کے دینے مین نہایت تکث کرتے تہے ۔ اور جہان جہان پٹواری سررشتہ دارون
کے ماتحت تہے وہان ہی وہ لوگ سررشتہ دارون کے مخالف
کسی کام کی جرأت نکر سکتے تہے ۔ بعض اوقات ان لوگون نے
کاغذات دئے مگر فرضی اور اصلی کاغذات پوشیدہ رکہے ۔
اصل یہہ ہے کہ ان کاغذات مین سے کسی کاغذ پر اعتبار نہین ہوسکتا
ہر ایک کہیت اور ہر ایک کاشتکار کی صحیح جمع کئی برس کی نہین معلوم
ہوسکتی ۔ لیکن دو تین کاغذون کے اعتبار پر موضع کی جمع تشخیص
کر دی گئی اور تعلقہ دارون اور ہوشیار تحصیلدارون نے پٹیل
اور پٹواریون کی مدد سے اس جمع کو کاشتکارون پر پہیلا دیا یہہ
نہین کہا جاسکتا کہ یہہ سب جدید انتظام ایک سال مین ختم ہوا ۔
اس معاملہ مین وقتاً فوقتاً تحقیقات ہوتی رہی جو جو غلطیان سامنے
آتی جاتی تہین اونکی اصلاح ہوتی جاتی تہی ۔ مفید اور مناسب وقت مین
قواعد و ضوابطہ جاری کئے جاتے تہے اور تشخیص و تحصیل جمع کیلئے

قسمتین بنائے جاتے تھے - ہر سال تعلقدارون اور تحصیلدارون کو
وہ مواضع کا دورہ کرتے تھے رعایا کی شکایتین سنی پڑتی تھین - جب
تحقیق سے پٹیل کی کوئی شکایت بدرجہ صحت و یقین پہونچ جاتی تو جمع مین
تخفیف کیجاتی اور اگر پٹیل اور پٹواریونکی کچھہ شرارت اشتعال پائی
جاتی تو اونکو سزا دیجاتی - ہر ایک کاشتکار کے پاس ایک کتاب
رہتی جسمین اونکی مقبوضہ زمین اور جمع کی مقدار مندرج ہوتی اور اوسی
پر بوقت وصول جمع رسید لکھدی جاتی - اس طریقے سے پٹیل و پٹواریونکی
زیادہ ستانے اور تصرف بیجا کی اچھی طرح روک ہوی اوسی
انتظام کی روسے نمبر و رقبہ اور جمع ہر کھیت کی بخوبی معلوم ہوتی
ہے - سالانہ نقشہ جات جو پٹواری گورنمنٹ مین روانہ کرتے ہین
وہ انہین تفصیلات پر مبنی ہین -

پٹواری کی مشخصہ جمع مین تغیر و تبدل بہت زیادہ نہین ہوتا -
سالانہ تحقیقات اس ملک مین صرف اسکی رہتی ہے کہ کس کاشتکار نے
زمین چھوڑدی اور کس نے اوسکو اوٹھایا اور آیا مشخصہ جمع سے زیادہ
لگان تو نہین لیا جاتا - اس ملک مین سالانہ جمعبندی سے

صرف اسیقدر مطلب ہے۔

اسطرح جب کاشتکارونکو اطمینان ہوا تو بہت سی افتادہ زمین مزروعہ
ہوگئی اور ترقی زراعت کے ساتھہ آمدنی مین ترقی ہوتی گئی اب اگر
ایک کاشتکار زمین چھوڑ دیتا ہے تو دوسرا فوراً اوسکو لے لیتا ہے اسوجہ
زمین افتادہ نہین ہونے پاتی۔ برخلاف مرہٹواڑی کے ملک تلنگانہ
مین زراعت کی حالت ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہے یہان ایکسال کی
کثیر اور موقع کی بارش سے تمام ملک سرسبز ہوجاتا ہے اور دوسرے
سال اگر بارش نہو تو سرسبزی کا نام و نشان بھی نہین رہتا۔ اسوجہ سے
ایک سال تو تمام رقبہ مین کاشت ہوتی ہے اور دوسرے سال صرف قلیل
مقدار کا رقبہ مزروعہ ہوتا ہے باقی زمین جوت کر چھوڑ دی جاتی ہے یا
وہ غلہ بویا جاتا ہے جسمین پانی کی ضرورت کم ہوتی ہے۔

پس ایسی صورت مین ظاہر ہے کہ اس حصہ ملک کی جمع مستقل نہین ہوسکتی
اور ہو بھی تو یہہ امید نہین کی جا سکتی کہ کاشتکار ہر سال پوری جمع ادا
کرسکینگے ان وجوہ سے یہہ امر مقرر کیا گیا کہ ہر سال اور ہر فصل کی
مقدار کمی و زیادتی اراضی مزروعہ کی تحقیقات کیجایا کرے اور جو

مرہٹواری مین اون تمام کہیتونکی جنکی کاشت مین کمی یا زیادتی ہوئی ہے
پیمائش کرکے ایک نقشہ بنایا جاوے اور ان کہیتونمین سے فیصدی دس
کی تحصیلدار اور اونکے ماتحت خود جانچ کیا کرین اور پہر ناظم جمعبندی
انکی صحت پیمائش کی نسبت اپنا اطمینان کرلیا کرین۔ اس طریقہ سے
رقبہ کے اندراج مین جو غلطیان ہوجاتی تہین اور بہت سا رقبہ مزروعہ جو
بغیر تشخیص جمع کے رہ جاتا تہا ان سب امور کا انسداد ہوگیا۔ جو کہیت
کہ سالانہ کاشت مین رہتے ہین اونکی پیمائش اسوجہ سے نہین ہوئی کہ کاشتکارونکو
اپنی بے اعتمادی کا خوف نہو۔ اسوجہ سے بڑے بڑے حصہ زمین کا
رقبہ آجتک وہی مندرج چلا آتا ہے جو پہلے ہوا تہا اور تشخیص جمع کی
غلطی بہی بدستور ہے۔
سالانہ جمعبندی کچہہ اسواسطے نہین ہوتی کہ ہر موضع کی کشتواری آمدنی
مین تبدل یا اصلاح کیجائے بلکہ جیسا اوپر بیان ہوا صرف یہہ علم بہم پہونچانے
کے واسطے ہوتی ہے کہ کون کون سا کہیت بسبب عدم بارش یا اور کسی
سبب سے غیر مزروعہ رہا تاکہ اوسکی جمع چہوڑ دیجاوے۔ اور جب
فصل اچہی ہوتی ہے اور پیداوار معمول سے زیادہ ہوجاتی ہے تو اوسوقت

معمول سے زیادہ ایک پیسا بہی نہین لیا جاتا اور اس سببسے کاشتکارونکو
بہت فائدہ ہوتا ہے - جمع مین بجز کسی خاص سبب کے کبہی اضافہ نہین ہوتا
جب ضلعبندی کا طریقہ جاری کیا گیا تو ملک تلنگانہ مین جو مالگذاری غلہ سے
لیجاتی تہی اوسکے عوض نقدی کر دیگئی - نوابصاحب مرحوم کی یادداشت
اس مضمون پر جو کمیشن قحط کے لئے لکہی گئی تہی وہ یہہ ہے -
بٹائی یعنی غلئی کا طریقہ کئی طرح سے ملک اور کاشتکار دونون کے لئے
برا اور مضر ہے اسکے دلایل حسب تفصیل ذیل ہین -
(۱) اوس کاشتکار کو جسکی مالگذاری بحساب غلہ مشخص ہو کچہہ ترغیب پیداوار
کے بڑہانیکی نہین ہوتی کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ اوسکی محنت سے جسقدر پیداوار
بڑہیگی سرکار ایک حصہ اوسمین سے بہی لیگی تو اوسکی محنت کا کافی معاوضہ
اوسے نہ ملیگا - اور گورنمنٹ کو بہی اسکی فکر پڑ جاتی ہے اور وہ اسکی ذمہ دار
ہوتی ہے کہ کہیت کی کاشت ہو تا کہ اوسکے حقوق کو نقصان نہ پہونچے
یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ کو اکثر تقاوے دینی پڑتی ہے -
(۲) اس غلہ کے طریقہ مین زراعت مین بہی بہت سی مزاحمتین ہو جاتی
ہین جنسے کاشتکارونکی ہمت ٹوٹ جاتی ہے مثلاً اوسوقت تک گورنمنٹ

غلہ نہ کاٹنے دیگی جب تک گورنمنٹ کے حصہ کی بابت ضمانت نہ داخل کیجائے اور نقدی مالگذاری کی صورت مین یہہ ضرورتین پیش نہین آتین اور کاشتکار کو اپنے کہیت کی پیداوار کی نسبت پوری آزادی حاصل رہتی ہے۔

(۳) چونکہ فصل کا تخمینہ اس عملی انتظام مین صرف تجربہ کار ہی لوگونکی راے پر منحصر ہے تو ممکن ہے کہ غلہ کٹنے کے بعد اوسکی مقدار تخمینہ سے کم ہوا اور چونکہ گورنمنٹ کا حصہ اوسی تخمینہ سابق پر تشخص ہوا ہے تو کاشتکار پر اسی صورت مین جبر ہوتا ہے اور اوسکو اوسقدر حصہ نہین ملتا جو انصافاً ملنا چاہئے۔

(۴) اس مقدار حصہ گورنمنٹ کی تشخیص سے ایک اور نقصان کاشتکارونکا یہہ ہوتا تہا کہ حسب دستور ایک یا آدہی فی کہنڈی حصہ واجب الادا پر اضافہ کر لیا جاتا تہا اسوجہ سے سرکار کی رقم بڑہ جاتی تہی اور کاشتکار کا نقصان ہوتا تہا۔

(۵) اس امر کی ضرورت تہی کہ حصہ گورنمنٹ کا تخمینہ چہوٹے چہوٹے افسرون کے ذریعہ سے ہو جنکی تنخواہ دس روپیہ یا بارہ روپیہ ماہوار

ہوتی ہتی اور یہہ لوگ پٹیل اور پٹواریون سمیت بحیثیت خدمات اکثر مزارعین کے امور مین دخل دیا کرتے تہے اس سبب سے بدمعاملگی کا دروازہ ہمیشہ کہلا رہتا سرکار کو یا مزارعین کو فریب دیکرا نیا بہلا کرنا ان افسرون کی اختیار مین تہا۔

(۶) جب فصل تیار ہوتی ہتی تو اوسوقت اوس مقررہ حصہ سرکاری کی جو بعوض مالگذاری کے متعین ہوتا تہا بڑی حفاظت کیجاتی تہی بلکہ اوس حصہ کی وجہ سے کل فصل کی نگرانی کرنی پڑتی تہی۔

(۷) نرخ کی کمی جب ہوتی ہتی تو بٹائی مین سرکار کا نقصان ہوتا تہا۔ اور اگر اوسوقت گرانی کے انتظار مین غلہ کو ذخیرہ کیا جاتا تہا تو بہت دنون رکہنے سے بہی نقصان کا اندیشہ متصور تہا۔

(۸) جب دوسری فصل کاٹنے کا وقت آتا تو گودام کے طریقہ پر لامحالہ عمل کرنا پڑتا تہا یعنی موجودہ غلہ کو بنیون یا آسودہ مزارعین کو مجبور کر کی نفع پر اونکے ہاتہہ فروخت کیا جاتا تہا تو اکثر اوقات جبر سے اونکو نقصان پہونچتا تہا۔

(۹) جب بٹائی کا طریقہ جاری ہوا تو ایک بڑے حصہ کی سرکار مالک

ہوتی تہی اور مزارع کو آیندہ فصل کیلئے بہت کم گنجایش باقی رہتی
اسواسطے زراعت قایم رکہنے کیلئے سرکار مزارعین کو ہمیشہ کچہہ روپیہ
بطور تقاوی دیتی تہی اور اس روپیہ کا کچہہ حصہ حوالدار اور پٹیل اور
پٹواری کے ہاتہہ لگجاتا تہا کہ انہیں لوگون کے ذریعہ سے روپیہ تقسیم
ہوتا تہا۔

۱۸۶۸ء کے شروع مین مدارالمہام مرحوم کے قتل کرنیکے لیئے ایک
ناامیدانہ قصد کیا گیا لیکن نوابصاحب کی خوش نصیبی سے اس قصد
مین ناکامی حاصل ہوی۔ اس سے پہلے جو ۱۸۶۰ء مین ایسی ہی
صورت پیش آئی اوسکا ذکر ہوچکا۔ اگلی مرتبہ ۲۷ جنوری ۱۸۶۸ء
کو ماہ مبارک رمضان کی عید تہی۔ بوجہ کے چارونطرف سپاہی تہے
جب سواری دارالامارہ کے قریب ایک تنگ کوچہ مین پہونچی تو
اسی بہیڑ بہاڑ مین ایک قسی القلب سپاہی نے نوابصاحب پر یکے
بعد دیگرے بلا فاصلہ دو گولیان سر کین۔ پہلی گولی سے ایک جوان
ہمراہی سخت گہایل ہوا اور دوسری گولی نوابصاحب کی دستار مبارک
کو بوسہ دیتی ہوئی بوچہ کے تختہ کو توڑ کر نکلگئی اور ایک اور جوان کو

زخمی کیا۔ مجرم اوسیوقت گرفتار ہو گیا اور یقین تہا کہ ایسے برافروختہ مجمع مین ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دیا جاوے مگر سالار جنگ مرحوم نے منع فرمایا اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے اپنے دولتسرا پر بہجدینے کا حکم کیا اور اس شور و غوغا فرو ہو جانیکے بعد دربار مین پہونچکر اپنی معمولی جگہہ پر جا کہڑے ہوے۔ چونکہ نوابصاحب کے پہونچنے سے پہلے ہی دربار مین اس ہنگامہ کی خبر پہونچگئی تہی لہذا حضور پر نور نے بڑے الطاف و شفقت سے نوابصاحب کی جانبر ہونے پر شکر خدا ادا کیا۔ مجرم تحقیقات کے لئے کوتوالی بلدہ کے سپرد کیا گیا اور اظہار مین وہ ثابت قدم رہا اخرکار اوسکی گردن ماری گئی۔

حیدرآباد مین سب سے بڑی سزا یہی ہے مگر جب مجرم قوم عرب سے ہوتا ہے تو اوسی قوم کا ایک گروہ گولیونکی باڑ سے اوسے ہلاک کر دیتا ہے۔

سر سالار جنگ مرحوم نے اپنے اس مجرم کی سزا تخفیف کرنی بہت چاہی اور صرف قید پر اکتفا کرنی لیکن حضور پر نور نے اونکی اس رحم آلود سفارش کو بالکل نامنظور فرمایا اور ۱۲ تاریخ کو مجرم قتل کیا گیا۔

اس ہنگامہ کے بعد حضور پر نور نے ایک اعلان اس مضمونکا مشتہر فرمایا
کہ جو لوگ ملازم نہین ہین وہ ہتیار نہ لگانے پائین اسکی وجہ یہہ ہہی کہ
مختار الملک مرحوم پر جس شخص نے حملہ کیا تہا وہ کسی رئیس کا ملازم
نہین تہا۔ اور یہہ بہی ظاہر کر دیا گیا کہ جو امرا مسلح ملازم رکہتے ہین وہ
اون ملازمون کے افعال کے خود ہی ذمہ دار ہین اور ملازمین جب
اپنے آقاؤنکی سواری کے ہمراہ ہون اوسیوقت ہتیار لگائین۔
یہہ پہلے ہی ذکر ہو چکا کہ نوابصاحب مرحوم کو بدمعاملگی سے کمال درجہ کی
نفرت ہتی اور وہ ہمیشہ اس بات مین بڑی کوشش کرتے تہے کہ ریاست
کے ملازمون سے بدمعاملگی دفع ہو اور ہر بدمعاملہ شخص چاہے وہ
کیسا ہی اعلی عہدہ دار ہو اپنی پاداش عمل کو پہونچے۔ چنانچہ ایک جلیل القدر
بعلت رشوت ستانی ۱۸۶۹ء ماہ نومبر مین دو برس قید کیا گیا۔
اور دو اور رکن عدالت کسی جرم سے چشم پوشی کرنیکے گمان مین اپنی عہدہ
سے چہوڑا دئے گئے۔ ہنومنت راؤ خزانہ دار بہت تغلب و تصرف
کی علت مین برطرف ہوا۔ اسی سال چار صدر المہام یعنے وزرا ایے
عدالت و مال و کوتوالی و متفرقات مقرر کئے گئے۔ اور چونکہ اس تقرر

یہہ غرض تہی کہ یہہ جلیل القدر عہدہ دار ریاست کے مہمات مین آیندہ نہایت بکار آمد ہون اسلئے حیدر آباد کے جوان اور ہونہار امرا مین سے اس خدمت کے واسطے چن لئے گئے۔ ان برگزیدہ امرا کے نام یہہ ہین نواب بشیر الدولہ بہادر۔ نواب مکرم الدولہ بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر۔ نواب میر بہادر علیخان بہادر۔

۱۸۶۹ء کے ماہ فروری مین اعلی حضرت حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر اپنے کم سن صاحبزادے حضور پر نور اعلی حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر ابقاہ اللہ الی یوم القیام کو چہوڑکر راہی ملک بقا ہوئے تہوڑے ہی دنون کے بعد اعلی حضرت میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کو نظام الملک کا خطاب ملا۔ چونکہ اوسوقت بہت کم سن تہے یعنی سن شریف صرف تین سال کا تہا لہذا ملکی بند و بست کرنیکو نواب صاحب مرحوم اور نواب شمس الامرا مرحوم کو ریجنٹ مقرر ہوئے اور ملک کا تمام انتظام انکے سپرد ہوا۔ ریاست کے سنگین امور بہبودی مین صاحب رزیڈنٹ سے بہی رائے لیجاتی تہی۔ اوسوقت کے صاحب رزیڈنٹ مسٹر سانڈرس اس طرح زیب قلم فرماتے ہین "جب درخواست امرا شہر

حضور نظام کے محافظت ملک کی جوابدہی کا عہدہ حضور نظام کے سن تمیز
تک سر سالار جنگ کے۔ سی۔ ایس آئی۔ اور نواب شمس الامرا امیر کبیر
بہادر کو سپرد کیا گیا۔ بوجہ لیاقت و تجربہ قدیم ملک کے حکومت کا عملی اقتدار
نواب سر سالار جنگ بہادر کو دیا گیا اور جس لحاظ سے سر سالار جنگ
اس عہدے کے سزاوار ہین اوسکا ذکر کرنا فضول ہے۔ جو شخص اس ملک کی
پہلی اور حال کی تاریخ سے باخبر ہے وہ اونکی لیاقت اور کارروائی
کا لوہا مان لیتا ہے۔
جب بوجہ احسن یہہ انتظام ہوگیا تو حضور پرنور کی تعلیم و تربیت کا اہتمام
کیا گیا اور اسکا گورنمنٹ ہند کو بڑا خیال تہا۔ مسٹر سانڈرس کی
۱۸۶۹ء سے ۱۸۸۱ء کی رپورٹ ملک کی اوس ترقی کا آئینہ ہے جو گذشتہ
پچیس برس مین ہوئی تہی۔ وہ اس رپورٹ مین لکہتے ہین "فی الحقیقت
اس بیان مین ذرا بہی مبالغہ نہین ہے کہ جس حیدرآباد سے مین نے ۱۸۶۰ء
مین واقفیت حاصل کی ہے اوسکو اوس زمانہ کے حیدرآباد سے
جسکا بیان پہلے کیا جاتا تہا اور جسکا ذکر سر چارلیس اور لارڈ مٹکاف کے مراسلات
مین ہے) ایسی نسبت ہے جیسے حال کے انگلستان کو اوس انگلستان کی ساتہ

جوشاہان اسٹورلس کے عہد مین تہا - اور یہہ صرف وزیر حال سر سالارجنگ
کے سود مند فرمانروائی و عمدہ مالی بندوبست و بیدار مغزی کا نتیجہ ہی اور نیز
وہ تائید جو وزیر موصوف کو سابق کے رزیڈنٹون نے دی موید ہوی -
صرف خزانہ ہی معمور نہین بلکہ ملک کی سالانہ آمدنی سالانہ اخراجات سے
قریب آٹہہ لاکہہ روپیہ کے زیادہ ہے اور ریاست کا اعتبار بہی بہت
بڑہگیا ہے - اور حاصکر اس طریقہ کے موقوف ہونیسے جو ٹہیکہ دارون
کو اجارہ پر دیہات دیگر محاصل وصول کیا جاتا تہا ملک مین شاذ و نادر
قصہ و فساد ہوتا ہے -

پہر اپنی انتظامی رپورٹ کے باب چہارم مین امور متعلقہ مال کے بارہ مین
صاحب موصوف لکہتے ہین " حضور نظام کی ممالک محروسہ کا ملکی انتظام
حال گذشتہ بیس برس کے انتظام سے اتنا بڑا مفید فرق نہین رکہتا جیسا کہ
صیغہ مال کے عمدہ انتظام مین نظر آتا ہے - وصول زرلگان کے پرانے
طریقہ کا اب کوئی ذکر تک بہی نہین کرتا - پہلے ملازمان مقرر کردہ کے
ذریعہ سے زرلگان وصول نہین کیا جاتا تہا بلکہ اضلاع کو ٹہیکہ دار اجارہ پر
لیتے تہے اور ٹہیکہ دارونمین سے اکثر فوجی افسر اور مہاجن اور غیر ملازم

ہوا کرتے تہے یہہ لوگ روپیہ اپنے طور پر وصول کر کے سرکار مین داخل کرتے تہے - اسمین کچہہ شک نہین کہ ٹہیکہ دار رعایا سے کچہہ زاید روپیہ وصول کر لیتے تہے - کچہہ یہی صرف خرابی کی صورت نہین بلکہ اور بہت سے خرابیان ہمیشہ ملک مین پیدا ہوتی رہتی تہین جنکا حال محتاج بیان نہین پولیس کے انتظام کی نسبت مسٹر سانڈرس لکہتے ہین ”پولیس کا انتظام بہت عمدہ طور پر کیا گیا ہے اور حضور نظام کی عملداری مین رعایا کی جان و مال کو ہمارے اکثر اضلاع کی نسبت کچہہ کم امن و آسایش نہین ہے“

۱۸۶۸ء مین نوابصاحب مرحوم کو پہلی مرتبہ اپنی عمر مین حیدرآباد چہوڑ کر اورنگ آباد کے سفر کا موقع ملا حضور نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین نوابصاحب مرحوم کو دارالسلطنت سے باہر جانیکی ممانعت تہی چنانچہ ایک رزیڈنٹ سابق نے اپنی کیفیت مین اسطرح بیان کیا ہے - ”اگر مدارالمہام شہر کے باہر اپنے کسی احباب کی ضیافت کرنا چاہتے ہین یا انگریزی فوج کی نمایش مین شریک ہونا یا میری ملاقات کو آتے ہین تو حضور نظام کی اجازت لینی ضرور ہوتی ہے -

اعلیحضرت نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم کے بعد ریجنسی قایم ہوی تو

تو نواب صاحب مرحوم کو ملک کے اون حصون کی سیاحت کا جنکو اونہون
نے نہین دیکھا تہا اور نیز بمبئی اور دوسرے مقامونکی سیر کا بہی موقع ملا
چنانچہ اس سال ماہ فروری مین سر سالار جنگ مرحوم معہ صاحب رزیڈنٹ
وچند صاحبین سڑک کے راستہ سے گلبرگہ گئے اور وہان سے ریل گاڑی مین
سوار ہوکر بمبئی پہونچے یہان تہوڑے دن تک قیام فرمایا اور اس مغربی
بڑی دار السلطنت کے مشہور مقامات اور اشیار کو ملاحظہ کیا ۔
سر سیمور فتز جرلڈ صاحب گورنر بمبئی نے اپنے معزز مہمان کی خاطر و
مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور آرام و آسایش کے
اسباب جو امکان مین تہے مہیا کئے
بمبئی سے نواب صاحب اورنگ آباد مین تشریف فرما ہوئی یہہ وہ مقام
ہے کہ جسکو سر سالار جنگ مرحوم اپنے اجدادی تعلقات کے لحاظ
سے بہت عزیز رکہتے تہے ۔ کچہہ دن اورنگ آباد مین ٹہر کر کہام گانون
کیطرف نہضت فرما ہوے ۔ اس مقام پر لارڈ میو صاحب گورنر
جنرل ہند سے ملاقات ہوی ۔ اس تقریب مین جو جلسے ہوئے اونمین
گورنر جنرل صاحب نے نواب صاحب کی دیانت اور لیاقت فرمانروائی

کی بڑی تعریف کی خصوصاً اس کوشش کی بڑی داد دی جو اونہون
نے گلبرگہ سے حیدرآباد تک ریل طیار ہونے مین حضور نظام کو راغب کرنے مین
کی تہی (یہہ ریل اوسوقت بن رہی تہی) اس سفر کے بعد مختار الملک
مرحوم کلکتہ تشریف لیگئے اور حضور ویسرائے کے مہمان رہے۔ وہان
کے تمام اقوام مختلفہ پر خلوص دل سے محبت کا اظہار فرمایا۔
اے۱۸ء فروری کے پانچوین تاریخ کو رزیڈنٹ حیدرآباد نے (نائٹ گرانڈ
کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ سر سالار جنگ مرحوم کے
زیب بدن کیا۔

اسی سال ممالک محروسہ سرکار عالی کے ایک حصہ مین قحط کی مصیبت
نمودار ہوئی۔ اضلاع اورنگ آباد و ناندیڑ و رائچور کرنول کے باشندون
نے سب سے زیادہ صدمہ اوٹھایا۔ یہہ قحط خشک سالی کے باعث
نمایان ہوا تہا۔ اپنی ملک کی سرسبزی چاہنے والے مختار الملک
بہادر نے ضلع اورنگ آباد کے مزارعین کو ایک لاکہہ ۲۲ ہزار ۲ سو
باون روپیے کی رقم معاف کردی اور قحط زدہ لوگونکی نجات کے
کاموں مین بیس ہزار پانسو روپئے خرچ ہوئے اوسی قحط مین ایک روپئے

کی سوا بارہ سیر چوار اور گیارہ سیر باجرہ فروخت ہوا۔

ماہ نومبر ۱۸۷۲ء میں سرسالار جنگ مرحوم لارڈ نارتھ بروک کے دربار میں شریک ہونیکی غرض سے دوسری دفعہ بمبئی تشریف لیگئے جلسہ ہائے دربار تمام ہونیکے بعد اورنگ آباد کیطرف نہضت فرماہوے کہ وہان پہونچکر پرنس آف ویلز اور اونکے ہمراہیون کا استقبال کرین کہ حضور پرنس آف ویلز وہان دیوتونکی تصویرین ملاحظہ فرمانے تشریف لانیکو تہے۔ ۱۸۷۴ء مین دوسرے مرتبہ کلکتہ گئے اور وہانسے اوسی سال حیدرآباد کو مراجعت فرمائے۔

۱۸۷۵ء مین نوابصاحب مرحوم اور امرار حیدرآباد کی ایک جماعت بطور سفارت حضور پرنور کیطرف سے پرنس آف ویلز کے استقبال کرنی کیلئے بمبئی روانہ ہوئے۔ پہلے یہہ ارادہ تہا کہ خود حضور نظام بمبئی تشریف لیجائین مگر اطبار کی یہہ رائے ہوئی کہ بمبئی جانے سے حضور پرنور کی صحت مین فرق آجاویگا۔ نواب مختار الملک مرحوم اور حضور پرنس آف ویلز مین بڑی تپاک سے ملاقات ہوئی اور طرفین سے تحفہ وتحایف کا مبادلہ ہوا۔ حضور پرنس نے اپنے دست مبارک سے جو جو تحایف نوابصاحب کو

عطا کئے وہ یہہ ہین - ایک تلوار جسکا نیام چاندی کا تہا - ایک کمربند جڑاو ایک بیش قیمت انگوٹہی - ایک سونے کا تمغہ جسکے ایک طرف پرنس آف ویلز کا تمغہ اور دوسری طرف تین شتر مرغ کے پر اور اونکے نیچے حضور پرنس کا خطاب تہا - اور تین بڑی بڑی کتابین جنکی جلدین سرخ نہایت عمدہ بنی ہوئی تہین - حضور نظام کو جو جو تحفے دئے وہ یہہ ہین - ایک عمدہ کام کی نقرئی صراحی ڈیوک آف مارل بورڈ کے وقت کی - ایک بڑا سونیکا تمغہ ایک بیش قیمت انگوٹہی - تین بندوقین نہایت عمدہ - چار کتابین سرخ جلد کی جنکے اوپر پرنس آف ویلز کا مانوگرام (طغرٰی) منقش تہا -

ماہ جنوری ۱۸۷۶ء مین نوابصاحب اسٹار آف انڈیا کے ایک جلسہ مین شریک ہونے پہر کلکتہ تشریف لے گئے - اسی مہینے مین ڈیوک آف سدرلنڈ جو پرنس آف ویلز کے ہمراہیون مین سے تہے حیدرآباد سیر کرنیکے لئے آئے اور مراجعت کے وقت سر سالار جنگ مرحوم سے انگلستان آنے اور اپنے ہان مہمان رہنے کا وعدہ لیا - حضور پرنس کے اکثر ہمراہی جنمین سدرسفیلڈ اور مسٹر نالیر بہی تہے حیدرآباد کی سیر کو آئے تہے

اور مدار المہام کی مہانداری و خاطر مدارات سے بہت محظوظ ہوگئے

اسی سال اپریل کے مہینے مین بموجب وعدہ نواب صاحب کو سفر یورپ درپیش ہوا۔ ہز اکسلنسی لارڈ لٹن لارڈ نارتھہ بروک کی جگہہ گورنر جنرل ہند مقرر ہوئے اور ۷ / اپریل کو بمبئی مین جہاز سے اوترے۔ نواب صاحب مرحوم نے اور ہمراہیون سمیت رسم استقبال ادا کی اور دوسرے دن ہی سفر یورپ کے قصد سے جہاز پر سوار ہوئے۔

ماہ مئی کی پانچوین کو شہر روم (دار السلطنت اطالیہ) مین پہونچے اور اور کوئرنال پر شاہ وکٹر امانوئل سے ملاقی ہوئے مدار المہام اور اونکے ہمراہیون نے خلوت مین بہی ملاقات کا شرف حاصل کیا شاہ موصوف بڑی مہربانی و محبت سے پیش آئے۔ نواب صاحب کے ہمراہیون مین سے میجر نیول زبان اطالیہ مین ترجمہ کرتے تھے۔ میجر صاحب اس سلامت اور فصاحت کے ساتھہ ترجمہ کرتے تھے کہ اعلیحضرت شاہ موصوف نہایت متحیر تھے خصوصاً اوس وقت اونکی حیرات اور بہی زیادہ ہوگئی جب یہہ معلوم ہوا کہ میجر نیول اطالیہ کے باشندے نہین ہین۔

نوین تاریخ نواب صاحب معہ ہمراہیان پوپ کی ملاقات کو گئے پوپ صاحب

تخت پر بیٹھے ہوے تہے وزیر مرحوم نے لوازم بندگی ادا کیے پوپ صاحب
سے اوس حمایت کا شکر ادا کیا جو حضور نظام کیطرف سے رومن کیتھلک
عیسائیونکی ہوتی تہی اور امید ظاہر کی کہ یہہ حمایت ہمیشہ قایم رہیگی
اور مناسب باتون کے بعد پوپ صاحب نے اپنا ہاتہہ چومنے کو
دیا اور دعا کرنیکا اقرار کیا - وہان سے رخصت ہوکر نوابصاحب مع اپنے
ہمراہیون سمیت ولیعہد سلطنت ابن اعلحضرت شہنشاہ ہمبرٹ اول کی
ملاقات کو گئے اور پرنسس مارگیو رٹیا بنٹ شہنشاہ بیگم اطالیہ کی خوش مزاجی
اور کریمانہ وضع کو دیکہکر خیریت کے ساتہہ محظوظ ہوے -

پہر شہر روم سے شہر فلورنس گئے اور وہان سے اطالیہ اور شہر وں کی سیر کی گئے
مئی کی بارہوین تاریخ پیرس پہونچے جس روز پیرس (دار السلطنت فرانس)
پہونچے اوسکی شام کو نوابصاحب مرحوم کا پاون پیرس کے گرانڈ ہوٹل
کی سیڑہیونپر پہسل گیا اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی - اس ناگہانی حادثہ سے
انگلستان پہونچنے کی تاریخ مقررہ یعنی ۱۶ مئی ٹل گئی اور کچھہ دنونکی دیر
واقع ہوی - ہڈی کے ٹوٹنے کا صدمہ عظیم جسمانی تہا اور اوس سے
زیادہ تکلیف پہونچانیوالی پاماندگی اور بےبسی کی روحانی کاہِش تہی

لیکن نوابصاحب مرحوم نے ہمت نہ ہاری اور نہ دامن استقلال کو ہاتھہ سے چہوڑا۔ اونکے ہمراہی جب مزاج پرسی کو آتے وہی معمولی زیرلب ملایم تبسم وہی چہرے پر آثار بشاشت نمایان دیکھتے اور اس حادثہ کی نسبت اکثر کچھہ مذاق امیز باتین سنتے نواب صاحب مرحوم اس صدمہ کی وجہہ کبھی یہہ بیان فرماتے کہ پوپ کی دعا کا اثر ہے اور کبھی ایسی ہی کوئی اور ہنسی کی بات فرما دیتے غرضکہ درد یا تکلیف کو کسیطرح ظاہر ہونے دیتے۔ جب نوابصاحب شہر پیرس مین اس صدمہ کے سبب فرش ہوگئے تہے اوسوقت ایک جو اونکی ملاقات کو گے تہے اس طرح تحریر کرتے ہین۔

"اسباب کے بیان کرنے کی مجھے کچھہ ضرورت نہین کہ اونکو اس ناگہانی حادثہ سے بڑا صدمہ پہونچا لیکن اونہون نے اپنی اعتدال مزاج وصبر و رضا کو (جو ایسے لوگونکی قوم وملت کا دستور العمل ہے) ہاتھہ سے نہ دیا۔ اگر کسی اور کی منصوبے اسیطرح پامال ہو جاتے تو یقین تہا کہ وہ شخص کبھی ایسا مستقل مزاج نرہتا اور بیشک پست ہمت ہوجاتا۔ نوابصاحب کا قصد تہا کہ صرف ایک رات پیرس مین ٹھہرین اور مئی کی ۲۰ تاریخ دین کو

مقام لویون پر پہونچے اور وہان سے انگریزی دخانی جہاز پر جو اونکے
انتظار آمد مین تہا سوار ہوکر ڈوور پہونچین اور اس مقام سے ایک سپیشل ٹرین
(خاص گاڑی) مین جسکی رفتار اونکی مرضی کے پابند تہی سوار ہوکر ۲۶ اوین
ہی کو ایک ڈنر (دعوت) مین شریک ہون - لیکن آج شاید چہہ دن سے
کہ یہان ٹہرے ہوئے ہین اور بظاہر آثار معلوم ہوتا ہے کہ اور چند توقف
کرنا پڑیگا - اس صورت مین ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ علاوہ سیاہ کے اونکے منصوبو
انتظام بگڑنیکے یہہ بہی ہوتا ہے کہ اون لوگون کی بہی تجویز مین زلزلہ
پیدا ہوجاتا ہے جو مہمان کے منتظر ہوتے ہین - اس جگہہ یہہ بہی
خیال کرنا چاہیے کہ نواب سر سالار جنگ اور اونکے بادن ہمراہی پیرس
کے گرانڈ ہوٹل مین فروکش ہین - کیسا ہی امیر متمول کیون نہو مگر وہ
اچہی طرح سمجہہ سکتا ہے کہ یہان ایک رات اور دس پندرہ دنکی ٹہرنے
مین کیا فرق ہے - سر سالار جنگ جب سے شہر پیرس جہاز پر سے
اوترے ایسے ہوٹلون مین فروکش ہوتے آئے ہین جو پہلے ہی ٹہرا رکہی
تہے لیکن اس ہوٹل کے کارکن پہلے سے بندوبست کرنیکو راضی نہین ہوے
اور چونکہ ایک ہی رات یہان ٹہرنا تہا اس سئے اسکی کچہہ پروا نہین کی

اب بہرحال اونکا دو ہفتے تک یہان قیام ہے چلتے وقت اونہین معلوم ہو جائیگا کہ تمام دنیا کی کسی شئی مین اتنا اسراف نہین ہوتا جیسا کہ پیرس کے گرانڈ ہوٹل وہی کا پولیس کے زینہ سے گر کر ہوتا ہے۔ سر سالار جنگ کے بشرہ سے کوئی اثر چوٹ کی تکلیف یا اس تردد کا نمایان نہین ہوا مین نے اونکو کمرہ کے بیچ مین ایک موٹی تو شک پر بیکار و مجبور لیٹے ہوے دیکھا اونکے قیافہ کی بشاشت و زندہ دلی و ہوشیاری مین مطلق فرق نہین معلوم ہوتا تھا وہی کالی کالی بشاش آنکھین وہی ہونٹون پر کم کم مسکراہٹ۔ جو شخص اونکو دیکھنے جاتا ہے۔ کمرہ کے تمام راستو مین اونکے خدمتگارون سے ملتا ہے جنکی سفید سفید پگڑیان اور مشوش و افسردہ چہرے ان دالانونکے دہندلی روشنی مین دلپر عجب دلچسپ اثر پیدا کرتے ہین۔ سر سالار جنگ کے خاص کمرے کے آگے جلدی مین ایک خیمہ نصب کر دیا گیا ہے اور اوسکے اندر جاتے ہی یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے رہنے والا نہایت مکلف مکانات و خیمہ مین رہنے کا عادی ہے نواب مختار الملک جب سے اس صدمہ مین مبتلا ہوئے اونکی ملازمین دہمراہی ہوٹل کے باہر نہین گئے کچھہ اس غرض سے نہین کہ اونکو

سیر و تماشے کی پروا نہی تہی بلکہ نیل و روم و ونس مین کوئی جگہہ نہین چہوڑی
باوجودیکہ یہان یہہ سنتے جا لوگونکا ہجوم ہو جاتا اور اوس بہیڑ مین اونکو تکلیف ہوتی
مگر پیرس مین نوابصاحب کی اتفاقیہ علالت کے سبب کہین نہین گئے۔ نوابصاحب کے
ہمراہیون مین سے ایک شخص کہتا تہا کہ جب سے یہان آئے ہین بیسون عرضیان زبان فرنگی
اور انگریزی مین روز آتی ہین جنمین عجیب و غریب درخواستین ہوتی ہین۔ بعض
اپنے غریب و عجیب حالات و قصص بیان کرکے کچہہ روپیہ مانگتے ہین بعض
درخواست کرتے ہین کہ نو ایجاد اشیا اور تجارتی مال اور عجیب عجیب
چیزین خریدی جائین بعض صرف حاضر دربار ہونیکی تمنا کرتے
ہین کسیکی یہہ درخواست ہوتی ہے کہ ہم مختلف تماشے کرکے سرکار
کا دل بہلائینگے۔ اکثر شاعر نظم قصیدے پیش کرکے اس سانحہ
کا افسوس ظاہر کرتے ہین۔ پیشہ ور درزی جوتا بنانے والونکا تو ذکر
نہین یہہ لوگ درخواستون ہی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ درمیان ہر
کمرے مین اڑے رہتے ہین اور اپنے کارڈ اور اشتہارات اور
نمونہ خواہ مخواہ نوکرون کے ہاتون اور پاکٹون مین زبردستی
رکہہ دیتے ہین۔ نواب صاحب ایسے محظوظ ہوتے ہین اور جب

یہہ معلوم ہوگیا کہ یہہ مصیبت پیرس ہی مین ہے، لندن جاکر اس بلوہ سے
امان ملیگی تو انکو اطمینان ہوگیا۔ لندن جانے کے لئے بڑی بے صبری
سے جب انگلینڈ کا ذکر آتا ہے تو بڑی توجہ خاطر سے سماعت فرماتے ہین
اکثر پرنس آف ویلز اور ڈیوک آف سدرلنڈ کا ذکر بڑی گرمجوشی سے
کیا کرتے ہین اکثر فرماتے ہین کہ مین نے ان دونون صاحبونکی دعوت
کو دل سے قبول کیا ہے باوجود اس سانحہ کے اسمین شوق مین مجھکو
تکلیف اور سفر دور و دراز کی مطلق پروا نہین۔
الغرض آخر ماہ مئی مین اسقدر افاقہ ہوا کہ نوابصاحب سفر کرنیکے لائق
ہوگئے یکم جون کو فاکسٹون پہونچے یہان ایک جہاز ڈیوک آف سدرلنڈ
کا خاص نوابصاحب کے واسطے کنارے پر عرصہ سے تہا نوابصاحب
چونکہ چلنے کے لائق نہ تہے اسلئے یورپین ملاحون نے آرام کرسی پر
بٹہاکر جہاز پر سوار کیا اور اوسیطرح دوسرے کنارے پر اوتارا وہان
جو لوگ جمع تہے جنمین مارکوئس آف ڈونڈیل بہی تشریف رکہتے تہے ان
سے نوابصاحب کی ملاقات کی تقریب ہوئی۔ ان بعد مئیر آف فاکسٹون
نے خیر مقدم کا اڈریس پڑہا نوابصاحب نے کہڑے نہ رہ سکنے کا

اور عدم طیاری جواب کا عذر کرکے یون ارشاد فرمایا "اے
میر الڈرمین اور ساکنان بڑو آف فاکسٹون مین تہ دل سے اس کا
شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے میرے انگلینڈ آنیکا خیر مقدم کہا مجھے
حقیقت مین اس امر کی بڑی خوشی ہے کہ مین اپنے اوس ارزو کو پورا
کرسکا جو بہت دنون سے میرے دل مین تہی یعنی اوس ملک مین
آیا جسکا گذشتہ صدی کے زمانہ سے میرے آقا حضور پرنور نظام الملک
دکن سے اتحادی تعلق رہا ہے مین یہی اس امر کا دعوی کرسکتا ہون
کہ بعض اعلی افسران انگریزی سے میرا بہی بہت قریب تعلق اوس
زمانے سے رہا ہے جب میرے نانا میر عالم مرحوم حضور پرنور کیطرف سے
کلکتہ اسلیئے گئے تہے کہ لارڈ کارنوالس سے ایک دوستی کا عہدنامہ
کرین اور ٹیپو سلطان سے پہلے جنگ کرین جسمین دونون قوتین شریک ہون
آپ نے جناب ولیعہد پرنس آف ویلز کی تشریف فرمائی ہندوستان
کا بہی ذکر کیا ہے مین آپکے اس کلام کی اور زیادہ تصدیق کرنے کی
اجازت چاہتا ہون کہ حضور ولیعہد کے اس سفر سے ہندوستان
وانگلستان کا رشتہ محبت ویگانگی اور بہی مضبوط ہوگیا۔

جب والیان ملک و رئیسان ہندوستان کو حضور ولیعہد سے مشرف ہونیکا موقع ملا ہے تو اونہون نے حتی الامکان نہایت خوشی اور وفاداری سے یہہ شرف حاصل کیا ہے اور مین تصدیق کرسکتا ہون کہ حضور ولیعہد کی تشریف بری سے ہندوستان کے والیان ملک اور عامۂ رعایا کی وفاداری و عقیدتمندانہ محبت تخت انگلستان و قیصر ہند کے ساتہہ بہت زیادہ اور مضبوط و مستحکم ہو گئی ہے۔ مین ہمیشہ گریٹ برٹن اور اوسکی سلطنت ہندوستان کی ترقی اور سرسبزی کی دعا کرتا رہونگا"

انگلینڈ مین نواب صاحب کا استقبال ہر درجہ کے لوگون نے بہت گرمجوشی کے ساتہہ کیا۔ ایک نامی لنڈن کے اخبار مین حسب ذیل تحریر کیا گیا۔

"آج کل وہ شخص ہمارا مہمان ہے جس نے جنوبی ہندوستان کو انگلستان کے قبضہ مین رکہا اور اوسوقت شور و فساد سے بچایا جبکہ دہلی ہمارے ہاتہہ سے نکل گئی تہی اور ہماری سلطنت نازک حالت مین ہو گئی تہی۔ گو جنوبی حصہ ہند کے باغی ہو جانیکی حالت مین بہی ممکن تہا کہ ہم روپیہ اور جان کا بے انتہا نقصان کرکے مثل اور

اور حصص ہند کے اوسکو بہی اخر الامر فتح کرتے لیکن ہمارے اس مہمان عزیز
سے نے ہمکو بے انتہا جانون اور بے انتہا روپیہ ضایع کرنے سے محفوظ
رکہا اگر کوئی موقع ان خدمات کی گزاری کے مناسب طریقہ سے ادا
کرنیکا ہے تو وہ یہی موقع ہے کہ وزیر باتدبیر نظام دکن بذات خود آج
کل انگلستان مین تشریف رکہتے ہین۔

افسوس کہ انگلینڈ مین پہونچنے کے بعد کئی روز تک نواب صاحب مرحوم
پائے مبارک کی چوٹ کی وجہ سے زیادہ چل پہر نسکے۔ وہان جاکر یہہ
معلوم ہوا کہ فرانس کے ڈاکٹرون نے اس چوٹ کی نسبت غلط
تشخیص کی تہی۔ قبل اسکے کہ نواب صاحب مرحوم اپنے پانون سے
کچہہ کام لین انگلستان کے لایق ڈاکٹر سرجن سر جیمس پیجٹ اور
مسٹر پر سکاٹ ہوٹ صاحب طلب ہوآئے تہے۔ صاحب فراش
ہونیکے حالت مین ولایت کے بڑے بڑے درجہ کے لوگ نواب صاحب
کی عیادت کو آتے تہے مثلاً پرنس آف ویلز اور شاہی خاندان کے
لوگ لارڈ ناتہہ بروک اور مارکوئس آف سالسبری اور بڑے بڑے
امرا اور نامی اراکین سلطنت جن سے ہندوستان مین نواب صاحب

مل چکے تھے اس امر سے سب اونکے احباب افسردہ تھے کہ ولایت مین
اگر نوابصاحب ایسی تکلیف مین مبتلا اور بیمار ماندہ ہو گئے ۔
حضور ولیعہد پرنس آف ویلز جو دعوت کرنیوالے تھے وہ بھی کئی روز
کے لئے ملتوی ہو گئی ۔ یہہ دعوت آخرکار ۲۰ وین جون کو مکان مارل
برو مین ہوی اس جلسہ مین علاوہ شاہزادہ صاحب و شاہزادی صاحب
ویلز کے چند اور نامی و گرامی صاحب شریک تھے جنکے نام حسب ذیل
ہین ۔ حضور شاہزادہ صاحب کیناٹ ۔ ڈیوک آف کیمبرج ۔
ڈیوک آف ہنیچسٹر اور اونکی ڈچس (بیوی) ڈیوک اور ڈچس
آف سدرلینڈ ۔ مارکوئس اور مارشینس آف سالسبری ۔ ارل گرانول
ارل نارتھ بروک ۔ لیڈی ایمابرنگ ۔ لارڈ و لیڈی سفیلڈ ۔
جنرل لارڈ اسٹہنیس ۔ جنرل آف ہیرآف مکڈالا ۔ لارڈ و لیڈی
لارنس ۔ سرہارل و لیڈی فیر ہیر ۔ لارڈ و لیڈی نارتھ کوٹ ۔ سر
سمور فٹز جیرلڈ ۔ رائٹ آنریبل بی ڈزرایلی ۔ میجر جنرل و لیڈی
پرائین ۔ مسٹر جوزف و لیڈی فیر ہیر ۔ سر لوئس و لیڈی مسلڈ
لیڈی رنٹ لیگ انسلو ۔ کپتان فٹز جرلڈ ہمراہی شہزادہ ڈیوک آف

کناٹ) کرنیل لروٹ (ہمراہی ڈیوک آف کیمبرج) نواب نظام یار جنگ
بہادر وکپتان کلارک (ہمراہی نواب صاحب) آنریبل مسٹر کوک صاحب
جنرل رائٹ آنریبل سر ڈبلیو نارسس۔ لفٹنٹ کرنل ہیڈیل اور مسٹر لیف
نارسس۔

اس دعوت کے دوسرے روز نواب صاحب کو اکسفرڈ یونیورسٹی سے
اعزازی خطاب ڈی سی ال کا عطا ہوا۔

۳ ر جولائی کو مارکوئس اف سالسبری نے نواب صاحب مرحوم کو حضور
مین جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کی ونسر مین پیش کیا۔ نواب صاحب نے
بطریق اظہار اطاعت نذر پیش کی وہ نذر دست شاہی سے شرف لمس ہوکر
معاف کردی گئی اوس شب کو نواب صاحب مرحوم محل ہی مین رہے
اور کہانا بہی حضور ملکہ معظمہ کے ساتہہ تناول فرمایا۔ دوسرے دن لنڈن
واپس تشریف لائے حضور ملکہ معظمہ کے جلسہ دعوت مین شاہزادی
بیٹرک اور حضور شاہزادہ لیوپولڈ اور مارکوئس و مارشنس سالسبری
وغیرہ شریک ستہے۔ ۴ ر جولائی کو بمعیت ڈیوک آف سدرلنڈ سلح خانہ
دلوچ اور لنڈن کی خاص ڈاک کو ملاحظہ فرمایا۔

۵ دین جولائی کو سر ٹامس بیلی ممبر پارلنٹ نے معہ مسٹر بروننگ سکریٹری جلسہ تجارت منیچسٹر اور جلسہ کیطرف سے اس امر کی درخواست کی کہ منیچسٹر تشریف لا کر جلسہ تجارت کی دعوت قبول فرما نواب صاحب نے فرمایا کہ مین نہایت خوشی سے منیچسٹر اور لورپول چلتا لیکن افسوس میری موجودہ صحت اتنی جرات کی اجازت نہین دیتی مین ۷ جولائی کو ٹرنتہم جاتا ہون اور وہان ڈیوک آف سدرلینڈ کا مہمان ڈنراین کیسل کو اسکاٹ لنڈ جاؤنگا انشاء اللہ بعد مراجعت اہل منیچسٹر کا ایڈریس نہایت خوشی سے لونگا۔

۵ دین جولائی کو نوابصاحب اپنے ہمراہیون سمیت اوس بال مین شریک ہوئے جو سلطنت کیطرف سے محل بکنگھم مین ہوا تہا۔

۶ دین جولائی کو مارکوئس آف سالسبری و مارشنس آف سالسبری نے نواب صاحب کی دعوت کی اسمین بہت سے امراء عظام انگلستان کے شریک تہے۔ دوسرے روز نواب صاحب مرحوم نے اپنی فرودگاہ پکیڈلی مین حضور پرنس کی دعوت کی۔

۲۲ دین و ۲۳ دین جولائی کو نواب صاحب مختار الملک مرحوم نے اسکاٹلنڈ سے واپس آنیکے بعد ڈیوک آف منیچسٹر و ڈیوک آف ولنگٹن و لارڈ نارتھ بروک

ولارڈ نیرآف کیڈالا دارج بشپ آف کونٹیربری اور سفیر اٹلی ودیگر اشخاص معزز کی اپنے ہان دعوت کی۔

۵۔وین جولائی کو کوٹ آف کامن کونسل کے خاص جلسہ مین جسکے لارڈ میر پریسی ڈنٹ تھی ایک طلائی صندوقچہ مین جو نہایت ہی صنعت سے بنایا گیا تہا شہر لنڈن کا آزادنامہ نواب صاحب مرحوم کو نذر دیا گیا یہہ رسم کونسل کے مکان مین ادا کی گئی اوسدن بہت مجمع تہا۔ شیرف اور لارڈ میر دونون درباری جُبّے پہنے ہوئے تہے اور مکان کونسل کے ممبر بہی درباری لباس پہنے تہے لارڈ میر کی بی بی اور مس کاٹن اور بہت سے معزز انگریزنین جمع تہین۔ ایک بجنے کے بعد نواب سرسالار جنگ اپنے ہمراہیون سمیت کونسل کے کمرے مین پہونچے وہ ممبر جنکے سپرد یہہ امر تہا کہ آزادنامہ شہر لندن کا ایڈرس پیش کرین اور وہ ممبر جو اتفاق رائے کرنیکے لئے مقرر تہی دونون نوابصاحب کے ہمراہ تہی۔

جب نوابصاحب وہان پہونچے تو تمام ممبرون نے کہڑے ہوکر استقبال کیا اور ایک بلند جگہہ پر جو خاص بطور اغراض انکی لئے مقرر کی گئی تہی لیجاکر بٹہایا سٹر مانگٹن منشی ٹون نے لارڈ میر کی بموجب ارشاد اسس

رزلیوشن کو پڑہا جسکے ذریعہ سے آزادی نذر کی گئی تہی۔

جنہیں لین لندن نے جسکا نام بجمین اسکاٹ تہا اور اپنا افسل لباس پہنے ہوے تہے نواب صاحب کی طرف متوجہ ہوکر یہہ تقریر کی

اس سے پیشتر کبہی ایسا نہین ہوا کہ اس قدیم شہر لندن کی آزادی کسی ہندوستانی ریاست کے وزیر کو عطا کیجاے۔

آپ کو جو یہہ دیجاتی ہے اس سے علاوہ آپکی ذات سے اظہار خلوص کے یہہ جلسہ اس امر کا بہی اظہار چاہتا ہے کہ اس ملک اور ہندوستان کے ایک ایسے رئیس سے جو جناب ملکہ معظمہ کا وفادار دوست ہے رابطہ صحبت زیادہ پیدا ہو۔

تمام ہندوستانی والیان ملک مین حضور نظام حیدرآباد اور اونکے والد مرحوم سے زیادہ کوئی وفادار دوست گورنمنٹ انگریزی کا نہین ہے۔ اس وفاداری کا استحکام خصوصاً اسوقت زیادہ ظاہر ہوا جب ہندوستانی فوج باغی ہوگئی اور عبرتناک واقعہ غدر کا پیش آیا اسوقت صدہا ہوفائی مین سے حضور نظام مرحوم اور انکے دانشمند وزیر باتدبیر یعنی آپ سچی وفاداری کے امتحانمین پورے نکلے اور صرف یہی نہین کہ اس عہدنامہ کی مواعید پر

قایم رہی ہون جو از اہل کمپنی سوداگران شہر ہذا کہ اوسوقت ہمارے
ہندوستان مقبوضہ پر سلطنت کرتے تہی) بلکہ اپنی سرروش سے وفاداری
اور سچی دوستی کا ایسا یقین ریزیڈنٹ کو دلایا کہ اونکو اعانت فوج
انگریزی کے لئے (جو اوسوقت نہایت سختی مین تہی) گورنمنٹ کی فوج
روانہ کرنیکی جرات ہوی (حقیقت مین ایسی غدر کی روک مین بہت کچھہ مدد
کی کہ اگر کامیابی کے ساتہہ اس امر کا وقوع نہوتا تو مشرق کی عمدہ گورنمنٹ
اور تہذیب کی ترقی کا بالکل پتا نہ ملتا) ان قیمتی خدمات کی جلدو مین
جنکو لفٹننٹ گورنر بنگال نے اَن مول اور غیر ممکن المعاوضہ لکہا ہے
گورنمنٹ ہند نے آپ کو گرانڈ کراس آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغہ
عطا فرمایا (اسی موقعہ پر ہمکو حضور ولی عہد پرنس آف ویلز کا
سفر ہندوستان اور وہ سرگرمی کے ساتہہ لایق اطمینان استقبال
یاد آتا ہے جو ہر جگہہ وہان کے رئیسا سے ظہور مین آیا (بمبئی اور کلکتہ
مین بحیثیت قایم مقام حضور نظام آپ نے حتی الامکان بہ خواہش
ظاہر کی کہ وارث تخت و تاج انگلستان کی عزت و تعظیم مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہو —

(آپ نے اپنی محنت اور دانشمندی کو صرف اس ملک کی فواید
مین مصروف نہین رکہا بلکہ اپنے ولی نعمت حضور نظام کی وسیع
سلطنت کو (جسکی وسعت ملک فرانس کے برابر ہے اور
ایک طرف بمبئی پریسیڈنسی اور دوسری طرف مدراس پریسیڈنسی
تک پہیلی ہوی ہے) اپنی دانشمندانہ انتظام سے بے انتہا ترقی دی
سڑکین بن گئین ریل جاری ہوی آب پاشی کا کام شروع ہوگیا۔
خاص خاص شہرونمین آب نوشی کے ذریعہ کثرت سے ملنے کی اسباب
مہیا کئے گئے جن سے یورپ مین تعجب ہے اور جو خاص اس شہر عظیم الشان
شہر کیلئے ایک مثال ہے (اسکول قایم ہوئے۔ تعلیم کی اشاعت ہوی
رعایا کیلئے انصاف برائے نام نہین بلکہ واقع مین) اور سب سے عظیم یہ اصلاح ہوی کہ
عمدہ انتظام مال کے سبب سے لوگونکی ظالمانہ زیادہ ستانی جو مستاجری طریقہ
مین عام تہی مطلق نرہی (چونکہ آپ ایک بڑے وفادار دوست گورنمنٹ
انگریزی کے اور ایک نہایت مدبر منتظم وزیر اس سلطنت وسیع مین جو ہمارے
بادشاہ کے ساتہہ دوستانہ تعلق رکہتی ہے اور نیز اس خیال سے کہ ایک قوم کا
دوسرے قوم کی ساتہہ دوستانہ سلوک اور عمدہ کا ہونا باہم قدر کرنا ہمارے ملک کے

لوگون اور اہل ہندوستان کے باہمی تعلقات دوستی کو اور بہی مضبوط
کردیگا یہہ جماعت جو اس سلطنت مین اول درجہ کی جماعت ہے آپکے
اعلی سے اعلی طریقہ کے شکر گذاری جو وہ ادا کر سکتی ہے ادا کرتی ہے اور مین آپ
سے درخواست کرتا ہون کہ آپ اسکی بموجب رائٹ ہنڈ آف دی فیلوشپ کو
قبول فرمائی اور مین آپکی خدمت مین اس رزولیوشن کی نقل جو اس
کورٹ نے جاری کیا پیش کرتا ہون (ایک بکس جو اسکے رکہنے کی لائق ہو
اس بان لورلول کورٹ کی حکم سی بن رہا ہے چونکہ آپکے قیام کا زمانہ نہایت
قلیل ہے اور اس عرصہ مین بکس کا ایسا بنا کہ آپ کے قبول کی لائق ہو ممکن
نہین لہذا وہ بکس آپکے مراجعت کے بعد ہندوستان مین آپکی خدمت مین
بہیجا جائیگا) ہر لارڈشپ جو اس جلسہ کے میر مجلس ہین اور تمام اراکین مجلس
مجہسے اس آرزو مین متفق ہین کہ آپ کو بہت جلد صحت کلی ہو جائی اور
مع الخیر اپنے ملک مین پہونچین اور خدا آپکو بہت دنون تک زندہ رکہی
تاکہ آپ اپنے عمدہ انتظام سے اپنے ملک والونکو فائدہ پہونچا دین۔
نواب مختار الملک سر سالار جنگ مرحوم نے اسکے جواب مین حسب ذیل
ارشاد فرمایا۔

"ای لارڈ میر آپ کے ہاتھہ سے آنریری فریڈم آف لنڈن (آزادنامہ شہر لنڈن) قبول کرتے وقت مین ظاہر کرتا ہون کہ آپنے اعلی درجہ کی تعظیم میری کی جس سے مین خوب واقف ہون اور تہہ دل سے اسکا شکرگذار ہون مین اس اپنی مسرت کا اندازہ نہین کرسکتا کہ آپ میرے مالک حضور نظام کی وفاداری کی بہت قدر کرتے ہین جو ایک خودمختار والیان ہند سے اور حضور ملکہ معظمہ کے ایک سچی دوست ہین اور جنکے ساتھہ شہر لندن آپ اور تعلقات دوستی کو زیادہ استحکام دینا چاہتا ہے۔

(اور مین جوکہ اتفاقاً اوس زمانہ مین اس امر کا ذریعہ ہوگیا کہ حضور ملکہ معظمہ کے ایک دوست کے صفات ظاہر ہوجائین اس امر کی بہت قدر کرتا ہون کہ آپ حضور نظام کی دوستیونکی جو ایام غدر مین ظاہر ہوئی تسلیم کرتی ہین اور مین اس شہر کا نہایت شکرگذار ہون کہ اسنے مجھی ایسی عزت بخشی جسکے وجہ سے یقیناً میرے ہمعصر ہندوستانیونکو میری طرح وفاداری کی فرائض ادا کرنے کی ایک عمدہ ترغیب ہوگی) اسموقعہ پر نہایت خوشی سے مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ جسوقت سے ابتدا رسلسلہ دوستی گورنمنٹ انگریزی اور نظام دکن سے قایم ہوا ہے اسوقت سے حضور پرنور اور انکی وزرا کی ہمیشہ یہ خواہش

رہی کہ یہہ رابطہ محبت ہر روز ترقی پذیر رہیں اور مجھی پورا یقین ہے کہ صرف یہی نہین ہوگا کہ جو سلسلہ محبت سو برس سے قایم ہی آئندہ قایم رہے بلکہ جیسا آپ نے فرمایا کہ انگلستان اور ہندوستان کے لوگونمین ربط واتحاد روز بروز مضبوط ہوتا جائیگا۔ آمدورفت کے طریقے دن بدن آسان ہوتے جاتے ہین مین دیکھتا ہون کہ ہندوستان کی فوائد کا خیال ہر طرف بڑہتا جاتا ہے اسکی وجہ سے یقیناً باہم ہمدردی بڑہ جائیگی اور اسکے تعلقات نہایت مضبوط ہو جائینگے مجھی خوب معلوم ہے کہ والیان ہند جو اپنے معاہدات کی تعمیل نہایت وفاداری سے کی اس وجہ خود ان لوگون کے لئے اور نیز سلطنت انگریزی کیلئے عمدہ نتیجہ نکلے) حضور پرنس آف ویلز کی تشریف بری اور ہندوستانیون کے ساتھہ حضور موصوف کی اخلاق وسیع نے میرے ہم وطنون کی وفاداری ومحبت کو تخت انگلستان سے اور بہی بلند پایہ کردیا۔

(مین ایکا بہی شکرگذار ہون کہ آپ نے اس ناچیز کام کا ذکر کیا جو بمبئی مین اپنے عہدہ کی متعلق حضور پرنور کیطرف سے مین نے حضور ولیعہد کا استقبال کیا اور کلکتہ بہی گیا) آپ نے نہایت مہربانی سے اس اندرونی انتظام حیدراباد کی کامیابی کا ذکر فرمایا جو میری عہد وزارت مین ہوئے اور

اور میرے سفر رساتھی امیر کبیر بہادر کا بھی تذکرہ فرمایا اسموقع پر مین اس
شفقت دلی کا اظہار کرتا ہون جو امیر کبیر موصوف نے میرے ساتھہ کی ہے اور
اسکے ساتھہ اسکا بھی ظاہر کرنا ضرور سمجھتا ہون کہ چند نوجوان امراء حیدرآباد
نے نہایت محنت سے گورنمنٹ حیدرآباد کا کام کیا ہے اور ان ہملوگون کو بہت
مدد ملی یہہ لوگ مختلف صیغہ جات سرکاری کے افسر ہین انمین سے ایک امیر کبیر
موصوف کے بھتیجے نواب بشیر الدولہ بہادر ہین اور ایک میرے بہانجے مکرم الدولہ
بہادر ہین نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر ہین (خاتمہ
پر مجھے اس امر کے یقین دلانیکی اجازت ہو کہ مین اس عزت کی جو آپ نے
مجھے بخشی ہمیشہ بہت قدر کرتا رہونگا) نہ صرف اسوجہ سے کہ یہہ بڑی عزت ہے
بلکہ اسغرض سے کہ میرے ہم وطنون کو عام اس سے کہ والیان ملک ہون یا وزرا
ہون یا اور لوگ جو مختلف صیغون مین اپنے ملک کے لیئے محنت کر رہے ہین
اس امر کا یقین ہوگا کہ انگلستان کے عام مخلوق ہندوستانیونکی وفاداری
اور محنت کی ویسی ہی قدر کرتے ہیں جیسا کہ اس جواب پر جلسہ ختم ہوا اور نواب
سر سالار جنگ مرحوم اپنے ہمراہیون سمیت آئے اور رادس سکان ہنش ہوس
تک لارڈ میر ساتھہ ہوئے۔ اس ہنش ہوس مین بہت سے لوگ مدعو تھے

بازمین دو طرفہ ہزارہا آدمی نوابصاحب کے دیکھنے کو جمع تھے۔
البتہ نوابصاحب بہی لوگونکی اس اشتیاق انگیز مجمع اور اس اپنی استقبال
سے خوش ہوئے ہونگے۔ اس کہانیکی دعوت مین تین سو مہمان بلائے گئے
تہے ملکہ معظمہ کا جام تندرستی پیتے وقت لارڈ میر نے کہا کہ" اسوقت کا
جام تندرستی ایک خاص کیفیت رکھتا ہے کیونکہ میز پر سر سالار جنگ بہادر
ذکا ایک نہایت وفادار فرمان پذیر ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہین تشریف رکہتے ہین
جو نہایت خوشی سے اس جام تندرستی کے پینے مین شریک ہونگے" جب حضور
ولیعہد اور ولیعہد بیگم اور خاندان شاہی کی تندرستی کا جام لارڈ میر پی چکے
تو نواب سر سالار جنگ مرحوم کا جام تندرستی پیا اوسوقت لارڈ موصوف
یون گہر فشان ہوئے کہ" یہان عام وخاص اچھی طرح سے جانتے ہین کہ
سر سالار جنگ اس زمانہ کے اعلی مدبرو ںمین سے ہین۔ اپنے ملک مین اون
تمام عقلا سے فوقیت رکھتے ہین جو اجنگ گزرے ہین انکی عقل انکی دانش انکی
خوش فکری اس قابل ہے کہ تمام دنیا انکی قدر کرنے اور اونکا ملک اونپر فخر کرے
جسوقت تمام یورپ عذر ہندوستانکی وجہ سے کانپ رہا تہا اور اوسوقت
اس بات کی بڑی ضرورت تہی کہ ہر شخص اپنی قوت کے لائق گورنمنٹ انگریزیکی

طرفداری کرے اوس نازک موقع پر نواب مختار الملک بہادر نے لاثانی نجابت
بینی کی وجہ سے (جو اونکی مشہور صفت ہے) فوراً برٹش گورنمنٹ کو مدد دی
اور بیشک یہہ کہنا جایز ہے کہ وہ مشکلیں اس مدد سے دور ہوگئین۔ نواب صاحب
معاودت ہندوستان کے وقت اس امر کا علم اپنے ساتھ لیتے جائینگے کہ ملکہ
معظمہ کی رعایا ہند کو ہملوگ کسقدر عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور نیز
یہ کہ نواب صاحب کو ہم ایک ایسا شخص سمجھتے ہین جو سلطنت ہندوستان مین
بڑے بڑے کام کرینگے جن سے ہمارے خیالات کو مدد ملیگی۔
اسکے بعد خاتمہ پر لارڈ موصوف نے اوس واقعہ ناگہانی کا افسوس ظاہر کیا
جو پیرس مین واقع ہوا تھا اور کہا کہ خدا سے امید ہے کہ بہت جلد صحت کامل ہو جائے
نواب صاحب نے جواباً یون ارشاد فرمایا "اے لارڈ میر اور اے حاضرین جلسہ
میری موجودہ حالت مجھکو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ اولاً آپ سب صاحب
معاف فرمائین کہ مین کھڑا نہین ہو سکتا۔ مین نہین جانتا کہ کیونکر اور کن
لفظون مین اوس عزت کا شکریہ ادا کرون جو آج آپنے مجھے بخشی اور اون
مہربانی کے کلمات کا جو لارڈ میر نے ارشاد کیے۔ اس موقع پر اس
امر کا بھی شکر ادا کرنا مجھپر فرض ہے کہ آپنے میرے بادشاہ اور میرے

ادن فرائیض کا ذکر کیا جسکو بحیثیت ایک دوست کے غدر ۱۸۵۷ء مین ہمکو
ادا کر سکے۔ مجھکو آج اس بات کا بھی ظاہر کرنا لازم ہے کہ ہر جگہہ اور ہر وقت
خصوصاً جب سے مین یہان آیا ہون ہر ایک انگلشمین مجھسے دوستانہ اور
اور مہربانی کے ساتھہ پیش آیا انکا اور اس عنایت کا جو شہر لندن مین مجھپر
مبذول ہوی نہایت شکرگزار ہون۔ حضور ولیعہد بہادر جب ہندوستان
مین تشریف فرما ہوے تھے تو غریب اور امیر ہر شخص کے ساتھہ ملاطفت و مہربانی
سے پیش آتے تھے اور ہر ایک شخص اونکا بدل مشکور ہے۔ اسوجہہ سے بھی مین نے
یہان آنیکا قصد مصمم کر لیا تھا اب مجھے پھر اجازت دیجیے کہ مین شکر ادا کرون
امید ہے کہ آپ سب صاحب میری اس مختصر اسپیچ کو معاف کرینگے اور
درخواست کرتا ہون کہ آپ سب صاحب میرے ساتھہ مہربان لارڈ میر
اور لیڈی میر کے جام تندرستی پینے مین شریک ہون اور یہہ جام
تین نعرہ ہائے مسرت کے ساتھہ پیا جائے۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
۲۶ جولائی کو منچسٹر کارپوریشن اور منچسٹر جلسہ تجارت کیطرف سے ایک جماعت
نواب صاحب مرحوم کے پاس آئی۔ منچسٹر کارپوریشن کیطرف سے کہا گیا کہ
ہمکو لوگون کو بڑا افسوس ہے کہ آپ اپنی تشریف آوری ہمارے شہر کو

رونق نہ بخش سکے اور یہہ ایڈریس جواب پیش کیا جاتا ہی سب کے اتفاق
رائے سے ہی۔ سر جوزف ہیرن منچسٹر کے کلارک نے سٹی کانسل کی طرف
حسب ذیل ایڈریس پڑہا۔
"بحضور اکسلینسی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام دکن"
گذارش ہی کہ میر والڈرمین اور ساکنان منچسٹر نہایت خوشی سی آپکو مبارکباد
تشریف آوری دیتے ہین اور یہہ کونسل بہی شامل اور تمام رعایا ملکہ معظمہ کے
آپکی اون خدمات کا شکریہ ادا کرتی ہے جو گزشتہ زمانہ مین اس ملک
کی خیرخواہی کی نظر سے ظاہر ہوئین۔ اوس واقعہ ناگہانی سب کو نہایت
افسوس ہے جسکی وجہ سے آپ ہمارے شہر مین نہ تشریف لا سکے۔
سر سالار جنگ نے حسب ذیل ارشاد فرمایا" مسٹر میر والڈرمین
جنٹلمین مین آپکا اون الفاظ عنایات کا شکرگذار ہون جو آپنے اپنی ایڈریس
مین فرمایا۔ مجہے نہایت افسوس ہے کہ کمی وقت اور اس حادثہ کی وجہ سی مین
شہر منچسٹر کو نہ جا سکا جہان جانیکا ارادہ ابتدا سفر انگلستان کے وقت
سے میرے دل مین جان پذیر تہا۔ مین جب اس عظیم شہر کو (جو مرکز تجارت ہے)
دیکہتا تو کمال خوشی ہوتی۔ مین ہمیشہ اوس اپنے وقت کو بیش بہا عمر کا

حصہ تصور کرتا ہونگا جو مین نے اپنے عہد کے ذریعہ اپنی حضور کی وفاداری گورنمنٹ ملکہ معظمہ کے ساتھہ جتلانے مین صرف ہوا کہ وہ نازک وقت سلطنت انگریزی ہند کی تاریخ مین ایک یادگار زمانہ تہا - اور مجھے اس امر کی نہایت خوشی ہے کہ میری اس سفر انگلستان کی وجہ سے گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ ملکہ معظمہ کا باہمی رشتہ اتحاد اور مضبوط ہو گیا "

مسٹر اشورتہہ نے نواب صاحب کیطرف مخاطب ہوکر یہہ کہا " آپ نے میونسپل افسرونکا ایڈرس سنا جسمین آپکو آپکی تشریف آوری کی مبارکباد دی گئی ہے اور مینچسٹر تشریف نہ لیجا سکنے کا افسوس ظاہر کیا گیا -

مین مینچسٹر کیطرف سے حاضر ہوا ہون - ہم لوگون کو بھی وہان آپ کے تشریف نہ لیجا سکنے کا کچھہ کم افسوس نہین ہے کیونکہ یہانکی تجارت کا ہندوستان سے بہت قریب تعلق ہے - افسوس ہے کہ آپ اوس معدنکو ندیکھہ سکے جہانسے اسقدر دستکاری و تجارت کا آغاز ہے مگر ہم لوگون نے ایک ایڈرس لکھا ہے جسمین سب تاجرونکی متفقہ رائے آپکی نسبت ظاہر کی گئی ہے "

مسٹر ہورنگ سکرٹری نے یہہ ایڈرس پڑہا -

" بحضور نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم سلطنت نظام دکن - گذارش ہے

کہ ہملوگ ڈائرکٹر منچسٹر چیمبر آف کامرس تہ دل سے انگلینڈ مین آپ کے
تشریف آوری پر خیر مقدم کہتے ہین - ہم سبکو اس حادثہ ناگہانی کا
بہی سخت افسوس ہے جسکی وجہ سے آپ شہر منچسٹر مین نہ تشریف فرما ہو سکے
یہ ایک ایسا شہر ہے اگر آپکا دائرہ دولت دولت یہانتک آتا تو اس سبب
سے کہ اس شہر کو روئی کی تیاری سے بہت بڑا تعلق ہے آپ ضرور بہت
خوش ہوتے - کیونکہ صناعی اور اون اضلاع ہند سے جہان روئی پیدا
ہوتی ہے جو تعلق ہے اوسکی وجہ سے ان دونون ملکون کے فائدے باہم دست
و گریبان ہین پس اس غرض سے یہان کے لوگ ہمیشہ ہندوستانکی سرسبزی
اور ترقی چاہا کرتے ہین - یہان کے ہر ایک جلسہ تجارت کا ہمیشہ یہ مقصود
رہا ہے کہ ہر موقع پر ہندوستانکی زمین کے فطرتی پیداوار کو ترقی دی جائے
اور وہان کے لوگونکو صناعی اور تجارت کی ترغیب ہو - بہ حیثیت
اس امر کے کہ آپ ایک وسیع صوبہ حیدرآباد کے وزیر اعظم ہین اور
اس ہماری مقصود مین آپنے بہی مدد دی ہے ہملوگ آپکا شکرادا کرتے
ہین - آپکی تشریف آوری نے ہمکو اسباتکا موقع دیا کہ ہملوگ خود
حاضر ہوکر کمال مسرت کیساتھہ آپکی استقلال اور تدبیر مدن کی تعریف

جسکے تمام یورپ مین اور ہندوستانی دونون معترف اور شکرگذار مین
توی امید کیجاتی ہے کہ ہندوستان کے اور والیان ملک و وزرا آپکی پیروی
کرینگے جسکی وجہ سے قانون اور ضابطہ قایم ہوگا تجارت کو ترقی ہوگی
کاشتکار اپنی محنت کے ثمر کو بحفاظت رکھہ سکینگے۔

خدا سے امید ہے کہ آپ بہت جلد صحت پائینگے اور اپنی ملک اور ہم لوگونکو
فائدہ پہونچانیکے لیے بہت دنون تک زندہ رہینگے۔ نواب مختار الملک مرحوم
نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا" مسٹر پرلنڈنٹ جنٹلمین۔ آپ نے
نہایت مہربانی سے جو ایڈریس پڑہا مین اوسکی شکرگذاری کی بعد افسوس
ظاہر کرتا ہون کہ مین آپکے شہر تک نجا سکا۔ مجھکو اس بات کی حسرت
رہگئی کہ منیچسٹر جاکر اپنے اوس تعلق دلی کا یقین نہ دلا سکا جو تجارت کے
سبب حیدرآباد اور آپکے شہر مین ہے مین بہی خوب سمجہتا ہون کہ روئی کی
ترقی میرے ملک مین کسقدر ضروری چیز ہے۔ آیندہ سے اس خاص زراعت
کی ترقی کی نسبت مین زیادہ توجہ کرونگا اور وہ تازہ وسایل مہیا کرون گا
جو تجربہ سے اسکی ترقی کے لیے بہت مفید ثابت ہوئے مین۔ اس ترقی
کے زمانے مین ایسے ملک کا انتظام کرنا جیسا کہ حیدرآباد ہے مشکل ہے

اوسکی آمدنی بڑہانے مین تا وقتیکہ زمانہ حال کی تہذیب کی ضرورتون کے
لئے کافی کوشش اور کامل جانفشانی نکیجائے بڑی بڑی دقتین آتی ہین
تاہم مجھے امید ہے کہ میری محنت کا نتیجہ زمانہ سابق کی حالت سے اچہی حالت
پیدا کریگا۔ میرے نزدیک دو قومون مین استوار تعلق پیدا ہونیکا سب سے
اچہا وسیلہ یہہ ہے کہ دونونکی غرض ایک ہو۔ وہ تعلقات کہ اونکی دوستی
پر مبنی ہوتے ہین جو محنت مشترکہ کے طفیل سے پیدا ہوتی ہین بمناسبت مستحکم
اور دیرپا ہوتے ہین۔ ان خیالات کی وجہ سے اور اس امر کے یقین
سے کہ گورنمنٹ نظام کی آیندہ بہبودی اس باہمی تعلق پر منحصر ہے مین معاودت
ہندوستان کے وقت یہہ خوشی ساتہہ لیتا جاؤنگا کہ آپ منچسٹر چیمبر آف
کامرس کا مجھے خیر خواہ سمجھتے ہین جیسا کہ آپنے ایڈریس مین ظاہر کیا
نواب صاحب مرحوم دو مہینے تک انگلستان مین رہے اس زمانہ مین جس جس سے
ملاقات ہوئی اور جسنے نوابصاحب کو ایک دفعہ دیکھہ لیا وہ گرویدہ ہو گیا
ایسا ہر دل عزیز ہونا کسیکے اختیار مین نہین اور بیشک بغیر خدا کی مہربانی کے
ممکن نہین۔ الغرض دو مہینے کے بعد نواب صاحب مرحوم اور ممالک
یورپ کیطرف لندن سے روانہ ہوئے۔ اوسی زمانہ مین ہر شخص کہہ سکتا تہا

کہ کسی ہندوستانی نے لندن کی جماعتوں مین عام و خاص طور سے ایسی عزت نہین حاصل کی اور نہ اہل یورپ نے کسی ہندوستانی کی نسبت بالاتفاق ایسی رائے لگائی - اسی بحث کے متعلق ایک شخص نے حسب ذیل لکھا ہے ”اعلیٰ سے اعلیٰ لوگون نے انکو اپنے ہان مہمان رکھا مگر کبھی اس مضمون کی وجہ سے نواب صاحب کے مزاج مین تبدل نہ واقع ہوا جس مکان مین نواب صاحب تشریف رکھتے تھے وہ مکان شاہانہ تھا نواب صاحب کے ملازم اور تمام کارخانہ شاہی معلوم ہوتا تھا مگر یہہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب نمائش کے لئے ہے - نواب صاحب کی روش عمدہ تعلیم یافتہ یوروپین کی سی تھی ہر شخص کو تعجب ہوتا تھا کہ ایک ایسے ہندوستانی مین کبھی انگلستان نہین آیا کیونکر ایسی خوبیان جمع ہوگئین - حقیقت مین یہہ تعجب کی بات ہے نواب صاحب کا چال و چلن ایسا تھا کہ کسیکو حیرت نہو -

۲۱ جولائی کو نواب صاحب لندن سے پیرس روانہ ہوئے اور دو روز وہان قیام فرمایا - وہان کی نسبت ٹائمز اخبار مین لکھا ہے ”نواب سر سالار جنگ بہادر پیرس کو ایک سرسری نظر سے دیکھ سکے اور اس شہر کی نسبت (جو دنیا مین اور شہرون سے باغ کی نسبت رکھتا ہے

اور جسکی بنا دکٹر ہوگیو نے ڈالی تھی- نواب صاحب نے یہ رائے
قایم کی کہ فرانس کے شاعر اپنی ملک کی نسبت مبالغہ بہت کرتے ہین
پیرس کے لوگ لندن کے باشندون کیطرح محنت کرکے اعلی کام نہین کر سکتے
البتہ پیرس عیش کے واسطے مخصوص ہے- بہرحال فرانس کے عجائبات نے مثل اور اشخاص
غیر ملک کے نوابصاحب جیسے فہیم و دانشمند کو بھی متعجب کر دیا- اگست کی دوسری
تاریخ کو نواب صاحب نے مکان نوٹری ڈیم کو ملاحظہ کیا اوس مکان کے محافظون
نے جب اور چیزین ملاحظہ کرائین تو ایک جبہ کی نسبت کہا کہ وہ جبہ ہے
جسکو نپولین اول نے اپنی تخت نشینی کیوقت پہنا تھا اور اب نپولین چہارم
جو انگلستان مین ہے اپنی تخت نشینی کیوقت پہنے گا- نواب صاحب نے
حکیمانہ طور سے فرمایا کہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہہ ہوگا یا وہ ہوگا- جو شخص کہ
اپنے ملک مین ہی نہین رہنے پاتا وہ کیونکر بادشاہ کا لقب پا سکتا ہے
غرضکہ اسیطرح کے منصفانہ اقوال ہر چیز کی نسبت فرماتے تھے- شام کو
ابرا تشریف لے گئے اور وہان لاجوئی کا ناچ دیکھکر بہت خوش ہوئے دو ناٹکی
پٹریان نواب صاحب کو بہت پسند آئین کہ حقیقت مین قابل دید ہین-
اگست کی ۳۰ کو پیرس سے براہ مانٹ سنس تیوڑن کو روانہ ہوئے آٹھوین کو

برنڈسی مین پہونچے۔ اور بمبئی مین ۲۴ وین اگست کو ساڑہے چار مہینے کی سفر کے بعد رونق افروز ہوئے۔ چونکہ نوابصاحب کو صحت کامل نہین ہوئی تہی اسوجہ سے لوگون نے پی اینڈ او جہاز سے اوتارا جہاز کے لوگون نے نعرہ خوشی مارا۔ یہان یہہ نقل بہی قابل لکہنے کے ہے کہ معاودت کے وقت نواب صاحب کا جہاز ایک جنگی جہاز کے قریب گذرا جب اوسکے سپاہیون اور ملاحون کو معلوم ہوا کہ نواب صاحب اس جہاز پر ہین تو سب کے سب جہاز اوپر چڑہ گئے اور بہ آواز بلند کہا کہ "سر سالار جنگ ہندوستان کی بچانیوالے کے لئے تین نعرہ ہائے خوشی" اسپر اسقدر ہزار نعرہ خوشی ہوا کہ سوائے انگریزون کی اتنے زور سے چیخنا کسیکا مقدور نہین۔

جب بمبئی پہونچے تو انجمن اسلام نے ایک ایڈریس مبارکباد کا پیش کیا۔ اوسی دن بمبئی سے روانہ ہوئے اور دوسرے روز حیدرآباد پہونچے یہان ہزارہا درجہ کے لوگون نے بے انتہا خوشی کی۔

دسمبر ۱۸۷۶ء مین حضور پرنور دام ملکہ شرکت دربار شاہنشاہی کیلئے دہلی کو تشریف فرما ہوئے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم اور دیگر امرا عظام حیدرآباد ہمراہ رکاب تہے۔ چونکہ یہہ امر کچہہ پوشیدہ نہین ہے کہ دہلی مین

جو سلوک نواب صاحب کے ساتھہ کیا گیا اوس سے نواب صاحب مرحوم
کی سخت دلشکنی ہوئی اس سبب سے اون امور کے ذکر کرنیکا کچھہ مضایقہ
نہین جنکی باعث گورنمنٹ آف انڈیا ناراض ہوئی -
نواب صاحب نے ولایت مین سکرٹری آف اسٹیٹ ہند سے اس امر کی اجازت
حاصل کر لی تھی کہ واپسی صوبہ برار کی نسبت ہندوستان پہونچکر گورنمنٹ
ہند سے پھر گفتگو کیجائے - چنانچہ بعد معاودت اون دنونکی یادداشت
جو گورنمنٹ نظام کو صوبہ برار کی نسبت مین لکھی گئی اور رزیڈنٹ کی معرفت
گورنمنٹ آف انڈیا کیخدمت مین مرسل ہوئی - ظاہرا معلوم یہہ ہوا ہے
کہ لارڈ لٹن گورنر جنرل کو اوسی موقع پر اس بحث کا چھیڑنا پسند نہین آیا
گو یہہ درخواست قبل از دربار دہلی پیش کیگئی تھی لیکن اسوجہ سے جب نواب صاحب
مرحوم ہمراہ رکاب حضور پر نور دام ملکہ دہلی تشریف لیگئے تو گورنر جنرل نے
رنج ظاہر کیا - نواب صاحب چونکہ ایک ایسے آدمی تھے جو کسیکو اپنے سے ناراض
کرنا نہین چاہتے تھے خصوصا ویسرائے ہند کا رنج اور ایک ایسی بات پر جو
کسیطرح مذموم نہین سمجھی جاتی تھی اس سبب نواب صاحب مرحوم کو بے انتہا
ملال ہوا - بعد معاودت حیدرآباد اوسی عرصہ مین نواب شمس الامراء مرحوم

گو ریجنٹ نے انتقال فرمایا۔ اونکی جگھہ کو یجنٹی اور خطاب وغیرہ سب آنکے بہائی
نواب وقار الامرا مرحوم کو ملی اوسکے چند ہی روز کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا
نے بہ چند وجوہ جنکے ذکر کی یہان ضرورت نہین نواب صاحب کو مجبور کیا
کہ وہ اپنے پرائیوٹ سکرٹری (معتمد خانگی) مسٹر الفنٹ کو موقوف کرین
شروع ۱۸۶۶ء سے ۱۸۸۱ء تک نواب صاحب اور رزیڈنٹ حیدرآباد کے
تعلقات بہت خراب رہے اونکی عمر کا یہہ حصہ بہت سختی سے گزرا۔ مگر الحمدللہ
کہ بہت زیادہ نہ تہا ۱۸۸۱ء مین سر سٹوارٹ بیلی صاحب نے حیدرآباد کی
رزیڈنسی کا چارج لیا اودہر مارکوئس آف رپن دام اقبالہ ویسرائے ہند
مقرر ہو کر تشریف فرما ہوئے اوس مبارک زمانہ مین گورنمنٹ ہند کی جو
پالسی حیدرآباد کی نسبت تہی وہ بالکل بدل گئی اور نواب صاحب مرحوم پر
پہر وہی مہربانی اور وہی اعتماد ہو گیا جو ہمیشہ تہا۔ چنانچہ اپنی وفات کی
چند ہفتہ قبل نواب صاحب نے گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک مراسلہ پایا جسمین گورنمنٹ
موصوف نے اپنی بے انتہا عنایت اور اعتبار نواب صاحب کی وفاداری اور
دیانت پر ظاہر کیا تہا۔ مؤلف کتاب نے نواب صاحب مرحوم کو اسقدر
خوش اور اسقدر گورنمنٹ ہند کا شکر گزار کبہی نہین دیکہا جیسا کہ اوس مراسلہ

کے پانے سے ۔

اوسی سال جو قحط جنوبی ہندوستان مین پڑا وہ ملک حیدرآباد کیلئے زیادہ ترمضر اور سخت تہا ابتدائے قحط سے نوابصاحب مرحوم نے تمام اپنی توجہ اوسکے دفع کی نسبت مبذول فرمائی جن جن ضلعون مین قحط تہا وہان محتاج خانے جاری کئے گئے ۔ اس انتظام مین ایسی کامیابی ہوئی کہ فاقہ کی ایذا سے بہت کم لوگ ضایع ہوئے ۔ چونکہ اس قحط کو ابہی تہوڑے ہی دن گزرے ہین اور سبکو اسکا حال معلوم ہے اور جو رپورٹ گورنمنٹ نظام سے اوسکی نسبت لکہی گئی ہے وہ مکمل ہے لہذا اس جگہہ اس قحط کی ذکر کی چندان ضرورت نہین ۱۸[illegible]ء مین نوابصاحب مرحوم نے اورنگ آباد کا سفر کیا جہان سر رچرڈ میڈ رزیڈنٹ بہی موجود تہے ۔ ایک ہفتہ تک دولت آباد اور روضہ اور الورا کی سیر مین صرف ہوا اس سفر کے تمام ہونے پر سر رچرڈ میڈ نے حسب ذیل چٹہی لکہی "یہان کے معاملات سے متعلق جو جو کچہہ آپکو دکہانا تہا مین سمجہتا ہون کہ وہ ختم ہوچکا ۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ ان کامون کی حالت کو دیکہکر مجہکو نہایت اطمینان ہوا ۔ مکانات کی حالت اور عام طریقہ کار روائی جہانتک مین نے غور کیا ہر ایک طرح سے نہایت عمدہ اور وہ

افسر جنکے سپرد یہہ کام تہا البتہ قابل تعریف ہین۔ پیمائش کا کام اور دقت تعجب خیز ہے اوسمین اب کسی چیز کی ضرورت نہین اور اس صیغہ کیطرف جسقدر توجہ ہے وہ کافی اور عمدہ ہے بندوبست کا کام مساحت سے جداگانہ ہی مگر مین دیکہتا ہون کہ اوسکی طرف بہی ایسی ہی توجہ ہے۔ مین اسقدر اور کہونگا کہ یہہ محکمہ ایسی ہی جگہہ کے لایق تہے جہان ہین جنکو دیکہکر حقیقت مین مجہے ایک خوشی ہوتی ہے۔

دسمبر ۱۸۸۱ء مین نواب وقار الامرا کو ریجنٹ نے قضاء الہی سے انتقال فرمایا اور نوابصاحب تہا ریجنٹ اور منتظم سلطنت قرار پائی۔ ۱۸۸۲ء کی گرمیو مین نوابصاحب انتظام حیدرآباد کی چند جدید اصلاحون کے مشورے کیواسطے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین شملہ تشریف لیگئے اور یہہ بہی مقصود تہا کہ حضور پر نور دام ملکہ کی سفر انگلستان کی نسبت انتظام فرماوین۔ یہہ پہلی ہی دفعہ شملہ پر نوابصاحب کی تشریف بری تہی۔ گوکہ وہان صرف ایک ہفتہ قیام کا اتفاق ہوا لیکن وہان کی لوگون کی دلون پر بہی ویسا ہی عمدہ اثر نوابصاحب مرحوم نے ڈالا جو ہمیشہ سے فطرتی بات تہی نواب لارڈ رپن و لیڈی رپن سے لیکر ادنی یورپین

تک ہر شخص نواب صاحب کی وفاداری اور چال و چلن کی عمدگی اور
ارسطو فطرتی کا معتقد ہو گیا۔ جب نواب صاحب شملہ سے واپس تشریف لائے تو
ایک گروہ یورپین دوستوں کا وہاں چھوڑ آئے۔ اون اصلاحات انتظامی
کے خیال میں جنکا اشارہ اوپر ہوا نواب صاحب کئی مہینے پہلے سے مشغول تھے،
اس انتظام میں تمام صیغہ جات ملک کی اصلاح منظور تھی۔ سر اسٹوارٹ
بیلی نے لجیلیٹو کونسل جانے کے قبل اس تمام نقشہ کو دیکھکر منظور فرمایا تھا
جو جریدہ کہ ماہ نومبر میں شایع ہوا تھا اور اوسی انتظام سے متعلق تھا
جسمیں پچھلے انتظاموں کا بھی ذکر ہے جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے اوسکا
ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

علاقہ دفتر ملکی
حکم مدار المہام
اشتہار

چونکہ ہمیشہ سے سرکار عالی کی یہی خواہش رہی ہے کہ صلاح و فلاح رعایا
انتظام محکمہ جات و عدالت میں کہ جو رعایا کی بہبودی اور سلطنت کی بہتری
اور تجارت و مکاسب کی افزونی کے باعث ہیں ترقی کیجائے چنانچہ اتنک

وقتاً فوقتاً حالات ملک پر نظر کرکے ہر سر رشتہ اور محکمہ مین ترقیان کیگئین اگر زمانہ گذشتہ کے حالات زمانہ حال کے انتظام سے کہ وہ بہی قابل اصلاح وترمیم ہی ملاکر دیکہا جائے تو بخوبی یہہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ اس سے تہوڑے دنون پیشتر انتظام مین یہہ خوبی نہ تہی کہ جواب موجود ہے ۱۲۸۱ھ ہجری مین نگرانی امور متعلقہ مالگزاری کی لئے ایک مجلس مقرر ہوئی تہی کہ جسے مجلس انتظام امور مالگزاری تعلقات سرکار عالی کہتے تہے اوس مجلس مین امور مالگزاری کی اصلاح و درستی ہوا کرتی تہی اجرای کاغذ ممہور اور انتظام ابکاری اور کروڑگیری اور کوتوالی بہی اوسی مجلس سے متعلق تہی مگر بایں وجہ کہ تقسیم اضلاع نہوئی تہی اور تقسیم تعلقات مین بی اسلوبی تہی ضرورت ضلعبندی اور درستی حدود تعلقات کی درپیش ہوئی چنانچہ ۱۲۸۲ھ مین بڑی کوششون سے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی کی ضلعبندی شروع ہوگئی اور اس کام کا انجام بہت خوبی کے ساتہہ ہوگیا منجملہ فواید ضلعبندی کے ایک یہہ بہی فائدہ ہوا کہ بعض اضلاع جو باہم مناسبت رکہتے تہے اونکی جداگانہ حلقہ قرار دئے گئے اور ہر حلقہ کا نام سمت رکہا ۱۲۸۳ھ مین ہر سمت پر ایک ایک افسر مقرر ہوا کہ جسے صدر تعلقدار کہتے تہے اور ان افسرونکا انتخاب اوسی مجلس انتظام امور مالگزاری سے کیا گیا

اور مجلس مذکور توڑ دی گئی اور اسکی جگہہ پر ایک محکمہ ہو سوم محکمہ مالگزاری بغرض نگرانی حالات محکمہ جات ماتحت مقرر ہوا اور اسی مجلس کے ارکان سے رکن اس محکمہ کا افسر اعلی قرار دیا گیا۔

اسیطرح عدالت سر رشتہ دیوانی و فوجداری مین بھی وقتاً فوقتاً اصلاح ہوتی گئی چنانچہ سابقاً جابجا چند افسر مقرر ہوے کہ جنھین میر عدل کہتے تھے کام اونکا یہہ تھا کہ مقدمات دیوانی و فوجداری کو فیصل کیا کرتے تھے ان لوگونکے کام کی تنقیح خاص ایک محکمہ سے متعلق تھی کہ جسکا نام محکمہ تصحیح تعلقات تھا اس محکمہ کے افسر مقدمات سنگین مین جب تک میر عدل اور منصف کے فیصلونکی تصحیح کرتے تھے وہ اجرا نہوتے تھے۔ جبکہ ۱۲۷۵ء مین چند اضلاع سرکار عظمت مدار سے واپس ملے تو اوسوقت بھی ان اضلاع کے انتظام کیلیے ایک محکمہ کہ جسے صدر عدالت اضلاع مستردہ کہتے تھے مقرر ہوا تھا مگر ۱۲۸۰ء مین یہہ محکمہ محکمہ تصحیح تعلقات مین ملا دیا گیا اور اب اس مجموعہ کا نام محکمہ صدر عدالت اضلاع مستردہ و تصحیح تعلقات رکھا گیا اس محکمہ کا یہہ کام تھا کہ افسران اضلاع و تعلقات کی فیصلجات کا مرافعہ سنتا تھا۔ ۱۲۸۱ء مین اس محکمہ کا نام بدل دیا اور مجلس مرافعہ ثانی تعلقات رکھدیا گیا مگر یہہ نام بھی ۱۲۸۲ء مین اس محکمہ کا نہ رہا بلکہ اس محکمہ کو محکمہ صدر مرافعہ

و اہتمام عدالتہاے تعلقات لکہنے لگے۔ جبکہ تمام ممالک محروسہ مین ضلعبندی کا
انتظام کیا گیا اور تعلقات مین تحصیلدار اور اضلاع مین تعلقدار اور ہستمون مین
صدر تعلقدار مقرر ہوے اور مقدمات دیوانی و فوجداری مین بشمول مالگزاری
ان لوگونکو اختیار دیا گیا اوسوقت اوس محکمہ کا نام پہر بدلا گیا اور موسوم بہ
محکمہ مرافعۂ اضلاع ہوا علاوہ اسکے ایک مجلس اور کہ جسے مجلس مرافعۂ تمامی
محکمجات کہتے تہے قایم ہوئی مگر بالآخر محکمہ مرافعۂ اضلاع بہی اوسی مجلس مین شامل ہوگیا
اسیطرح انتظام کوتوالی مین بہی ترقی نمایان ہوتی گئی کیونکہ پہلے انتظام کوتوالی
کیلیے جمعیت کوتوالی مقرر نہتی بلکہ صرف وہانکے چوکیدار اور مسہ بندی
اور نظامت کے جوان اسکا انجام دیا کرتے تہے۔ جبکہ ۱۲۸۲ھ مین ضلعبندی
کی گئی تہی اوسوقت تہانہ جات و چوکیات کی بہی تقسیم مجلس مالگزاری کے
ذریعہ سے ہوئی تہی اور جمعیت کوتوالی مقرر کی گئی اور ہر تہانہ اور چوکی و
تحصیل و محکمہ جات جوق جمعیت کوتوالی مین بقدر مناسب مقرر ہوئے۔
۱۲۸۳ھ تک اہتمام و انتظام صیغہ کوتوالی کا مجلس مالگزاری کے نگرانی مین تہا
جبکہ کل امور صیغہ کوتوالی کے مکمل ہوگئے تو اور اوسوقت ۱۲۸۴ھ مین
ایک افسر موسوم بہ صدر مہتمم کوتوالی مقرر ہوا اور کوتوالی کا اہتمام اور انتظام

وسکے سپرد کیا گیا اور اس تمام محکمہ کی نگرانی خاص مدار المہام نے اپنے ذمہ
لی - سررشتہ تعمیرات وصفائی وتعلیمات وطبابت یہہ سب صیغہ پہلے
مجلس مالگذاری سے متعلق تہی مگر ۱۲۸۴ھ مین سررشتہ تعمیرات مجلس مالگذاری
سے علیحدہ کیا گیا اور اوسکا ایک محکمہ جداگانہ قرار دیکر صدر مہتمم تعمیرات
کے متعلق کیا گیا یہہ عہدہ بہی جدید ہوا اور سررشتہ صفائی وتعلیمات و
طبابت بدستور محکمہ مالگذاری سے متعلق رہا -
اس انتظام اور تقرر محکمہ جات جدیدہ سے دفتر مدار المہام سرکار عالی مین
کام زیادہ ہو گیا لہذا چند امرائے ذی لیاقت واعتبار نگرانی کارروائی
محکمہ جات مذکور اور تجویز انفصال امور انتظامی کیلیے کہ جو اونہی محکمہ سے متعلق
تہے مقرر ہوے اس تقرر سے صرف یہی مقصود تہا کہ جملہ امور کا انجام باحسن الوجوہ
ہو اور دفتر مدار المہام کا جو کام بڑہ گیا تہا وہ کم ہو چنانچہ ۱۲۸۶ھ مین چار
صدر المہام مع معتمدین و دیگر عملہ ضروری مقرر کیے گئے اور انتظام امور عدالت
اور نظم امور مالگذاری ونگرانی امور اور کوتوالی وعلاقہ تعمیرات وصفائی و
تعلیمات وطبابت کے ان صدر المہاموں سے متعلق کیے گئے -
اگرچہ ہمیشہ سے سرکار عالی کی نظر یہی رہی کہ اراضی انعام اور مدد معاش وغیرہ

جس شخص کو اسناد جاگیر کے ذریعہ سے عطا ہوئے ہین بحال و برقرار ہین
مگر اسباب کے دریافت کرنیکے لئے کہ جو اکثر لوگ بطور ناجایز اراضی سرکاری پر
قابض ہو گئے ہین اور کوئی سند و دستاویز ثبوت عطا پر اپنے پاس نہین رکھتے
ہین۔ اور اس وجہ سے نقصان کثیر محاصل سرکاری مین ہو رہا ہی ایک
محکمہ کہ جسے محکمہ دریافت انعام کہتے تہے ۱۲۹۲ھ مین مقرر ہوا اس محکمہ کا
یہہ کام تہا کہ اون لوگونکی اراضی انعامی کہ جو اسناد جاگیر کے ذریعہ سے
اونکو ملی ہے بدستور بحال رہے اور جن لوگون نے بطور ناجایز براہ غصب و
فریب وغیرہ اراضی سرکاری پر قبضہ کیا ہے اوسکی کامل تحقیقات کرکے
اراضی سرکاری اون کے قبضہ سے نکال لیجائے اور اگر مدت دراز سے قابض
ہون تو اون کے ساتھہ ایک مناسب رعایت کیجائے چونکہ اس سررشتہ
مین کام زاید تہا اور مقدمات انجام بکثرت فیصلہ کے قابل تہی لہذا ۱۲۹۵ھ
مین دو رکن اور بڑہائے گئے اور ان اراکین کی تقرر سے عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا
صدہا مقدمات جو مدت سے ملتوی تہے فیصل ہو گئے۔

امور مالگزاری جبکہ انتظام گتہ داری یعنی ٹہیکہ داری توڑ دیا گیا اور تجویز
تقرر مالگزاری بجمع نقدی اصول رعیت واری و دوبارہ بندی اراضی پر کیجے گئے

نواوسوقت بہت سی نئی شکلین پیش آئین کسلیئے کہ بوجہہ لاعلمی مقدار اور
حیثیت اراضی کی دہارابندی اراضی کی باعتدال وانصاف نہوسکی اور ہر سال
متواتر کاشتکار سنگینی جمع کی شکایت پیش کرتے تہے اور ناظم اور مہتمم جمعبندی
کے پٹیل وپٹواریون کی نسبت متفرقات ناجایز کی شکایتین سرکار مین لکہا
کرتے تہے اور کل عہدہ داران مال یہہ چاہتے تہے کہ کسیطرح زمین کی پیمایش
ہوجائے تا یہہ شکایتین رفع ہون لہذا ۱۲۹۴ سنہ مین پیمایش اور بندوبست کا
محکمہ قایم ہوا اور جسقدر کام اوسی محکمہ سے اوسوقت تک ہوا البتہ اوس سے
رفع شکایت اور طمانیت اور اعتدال جمع مالگزاری ہوا اور سالانہ جمعبندیکا
کام جو رعایا اور عہدہ داران مال کی تکلیف کا باعث تہا اوسمین بہی تخفیف
ہوئی اور تیس برس تک کاشتکارونکا اضافہ جمع کا اندیشہ اور سرکار کو
خسارہ مالگزاری کا خطرہ نرہا۔

اضلاع تلنگانہ مین انتظام آبپاشی کی ضرورت درپیش ہوئی کسلیئے کہ ہر رشتہ
تعمیرات مین اتنا عملہ نہ تہا جو تمام تالابونکی نگرانی کرتا اسلیئے ۱۲۹۵ سنہ مین
آبپاشی کا ہر رشتہ جداگانہ مقرر کرکے صدرالمہام مالگزاری کے سپرد کیا گیا
اور اوسکے سالانہ مصارف کے لئے ایک رقم مناسب تجویز کردی گئی

اور اونکا اختیار عہدہ داران مال کو دیا گیا تاکہ مرمت اور درستی آبپاشی کی

کے ذریعون کے کہ جو خفیف ہین اور تعمیر اور ترمیم اونکی جو متعلق علم و فن

سے ہو بروقت ضرورت کیجائے تاکہ مرمت مین تاخیر کرنے سے نقصان نہو

چونکہ ترقی و درستی انتظام اور کثرت کارروائی دونون لازم و ملزوم ہین اسلئے

بہ نسبت سابق کے کام کی کثرت ہوگئی محکمہ جات ماتحت کو ابتدائے

تقرر مین وہ اختیار کامل ہوا جو سوقت مناسب تھے نہ دی گئی اور عہدہ دارونکے

اختیارات کی تصریح جیسی چاہئے ہوئی تھی اور ضابطہ کارروائی بھی ہر عہدہ دار

کیلئے کامل طور پر مقرر نہوا اسلئے افسران ماتحت صدر المہامون سے امور

خفیف مین بھی منظوری طلب کرتے تھے اور صدر المہام کو اونکے جواب دینے

ہوتی ہین پس اسوجہ سے کارروائی محکمجات مین ہرج اور تاخیر واقع ہے

اور صدر المہامون کو اور مدار المہام سرکار عالی کو امور انتظامی مین غور کی فرصت نہین

ملتی اور بسبب علیحدگی دفتر مدار المہام سرکار عالی بعض اوقات مین مشکلین اور

پیچیدگیان غیر ضروری جو پیش ہوتے ہین اور تحریرات طولانی مین بہت وقت

صرف ہوتا نظر بران اب یہہ مناسب ہے کہ اصلاح محکمہ جات ماتحت کی

دوبارہ کیجائے اور اونکے اقتدارات بڑہائے جائین اور جو اختیار بالفعل صدر المہامونکو

حاصل ہین اور محکمہ جات کو جو اضلاع کے محکوم تھے بالاتر ہین اور
شرکت اراکین متعدد صدر نشین ہون سپرد کیئے جاوین اور کوئی عہدہ دار رعایت
اور سفارش سے مقرر نہو بلکہ صرف نظر قابلیت ولیاقت مقرر ہوا کرین اور اونکے
تقرر اور ترقی کیلیے ایک خاص ضابطہ قرار دیا جاے اور بعض افسرونکا تقرر وانتخاب
بلحاظ کارروائی اور استحقاق ولیاقت عہدہ داران صدر کی راے پر چھوڑ دیا جاے
اور یا سوائے درجہ اعلیٰ کے عہدون کی سرکار عالی کی طرف سے کسی اور تقرر
مین کارروائی نہ کیجاے اور مدارالمہام اور صدر المہام بلاذریعہ دفاتر آپس مین
کام کرین اور دفتر مدارالمہام کے کام بصلاح باہمی صدر المہامان منقسم ہو کر
اونکا ایک حصہ صدر المہامون کے اختیار مین دیا جائے تاکہ اپنے راے کی موافق
کام کیا کرین اور باقی امور مین اپنی راے و تجویز سے مدارالمہام کو اطلاع دیا کرین
تاکہ انتظامی امور مین مدارالمہام کو غور کرنیکی فرصت ملے لہذا انتظام موجودہ
مین اصلاح و ترمیم حسب مندرجہ ذیل کیجاتی ہے اور خاص و عام کی اطلاع
کیلیے اشتہار دا اعلان دیا جاتا ہے
اول چار دن صدر المہامون کے دفتر برخاست کیئے گئے اب چونکہ اونکے
اقتدارات مین اضافہ کیا گیا لہذا مدارالمہام کے دفاتر کے ذریعہ سے بغرض

اعانت مدارالمہام کا کام کرینگے اور مندرجہ ذیل صیغہ مدارالمہام سے متعلق رہینگے۔

صدرالمہام عدالت کے متعلق

۱- دیوانی عدالتیں۔ ۲ فوجداری عدالتیں۔ ۳ محابس کا انتظام

صدرالمہام مالگزاری کے متعلق

۱ مالگزاری اراضی۔ ۲ آبپاشی۔ ۳ آبکاری۔ ۴ چوبینہ۔ ۵ کرور گیری
۶- دریافت انعام۔ ۷ تبنی وطنداری۔ ۸ پیمایش وبندوبست پختہ
۹ کاغذ ممہور۔ ۱۰ ٹپہ خانجات۔ ۱۱ دارالضرب۔ ۱۲ محاسبی
۱۳ خزانہ عامرہ۔ ۱۴ ترتیب صدر نظم ونسق۔ ۱۵ ترتیب صدر موازنہ

صدرالمہام کوتوالی کے متعلق

۱ جمعیت کوتوالی عام۔ ۲ کوتوالی دیہات۔

صدرالمہام متفرقات کے متعلق

۱- طبابت۔ ۲ تعلیمات۔ ۳ صفائی۔ ۴ تعمیرات عامہ۔ ۵ مدرسہ انجنیری ۶- کوالف اراضی۔ ۷ معدن انگشت۔ ۸ کارخانہ وانبار خانہ ۹ ترتیب گزیٹیر ۱۰ ترجمہ۔ دارالطبع۔

٢- دفتر مدار المہام مین ایک معتمد بلقب (معتمد قواعد و ضوابط و مشیر قانونی)
مقرر کیا گیا اور عام قواعد و ضوابط کی درستی جو عدالت اور کوتوالی اور مجالس
کے محکمون سے اونکا اجرا متعلق ہے اسی معتمد سے تعلق ہوگا اور امور
قانونی مین بہی عموماً اس سے مشورہ کیا جائیگا۔

٣- دفتر مالگزاری مدار المہام سرکار عالی سے حالات ملک کی تحقیقات کی
ترتیب اور دار الضرب اور ڈاکخانون اور کاغذ مہور اور صیغہ محاسبی اور
حساب اور خزانہ عامرہ اور ترتیب موازنہ اور صدر نظم و نسق کی ترتیب
اور صیغہ پیمایش اور بندوبست اور جو امور متعلق مالگزاری تہے کہ جنکا تعلق
مدار المہام کے دفتر سے تہا متعلق کیا گیا۔

٤- انتظام امورات مالگزاری کے لئے ایک جداگانہ مجلس جسمین چند ارکان
ہونگے اور کل مال کے محکمہ جات سے بالا ہوگے مقرر کیگئی اور اوسکا نام
(مجلس مالگزاری سرکار عالی) رکہا گیا (اور امور مالگزاریکا انتظام اور نگرانی
مال کے محکمہ جات کی اور تقرر اور تبدیل اور انتخاب بعض افسرونکا اوس مجلس کے
اختیار مین دیا گیا۔ نظامت بندوبست مجلس مالگزاری کے تحت مین علیحدہ
کیگئی اور اوسکا اہتمام اور نگرانی دفتر مالگزاری سرکار عالی سے

تعلق کیا گیا۔

۵ چونکہ دفتر صدر المہام اور مدار المہام عدالت کی کارروائی مین بصیغہ
نگرانی دست اندازی ہوا کرتی تھی لہذا اب ایسا قرار دیا گیا کہ اگر بلحاظ
مصالح ملکی مجلس کی تجویز مدار المہام سرکار عالی کو لحاظ کے قابل معلوم ہو تو بغرض
نگرانی ایک خاص مجلس کہ اوسمین مدار المہام یا صدر المہام حسب اقتضاء وقت
صدر مجلس اور دوسرے لوگ اعزہ اور دفاتر موجودہ کے حکام سے کہ لایق
اور قابل اس کام کے ہون ارکان مجلس کے مقرر ہونگے اور معتمد قواعد و
ضوابط سرکار عالی نایب صدر مجلس رہینگے اور غور و لحاظ کے بعد جو مناسب
ہوگا مدار المہام بطور مناسب حکم اجرا کرینگے مگر کسی تنہا شخص کو یہ استحقاق
نہوگا کہ اس قسم کی نگرانی کیلئے درخواست دے یا اوسی اتفاق قرار دے

۶۔ مجلس عالیہ عدالت کی اقتدار مین بھی اصلاح مناسب کیگئی اور ترقی
اور تقرر اور انتخاب بعض افسران مین اختیارات مجلس بڑہا دی گئی۔

۷۔ انفصال مقدمات دیوانی کیلئے منصف اور صدر منصف اور میر عدل
تعلقات اور اضلاع اور اسمات مین مقرر کئے گئے اور ان سبکا تعلق بطور
ماتحتی مجلس عالیہ عدالت سے رہیگا اور جس ضلع اور تعلقہ مین یہہ انتظام کیا جاویگا

وہان مقدمات دیوانی کا انفصال تحصیلدارون اور تعلقہ دارون اور
صدر تعلقدارون سے متعلق رہیگا۔

۸ دفتر عدالت سرکار کو علاقہ کوتوالی اور محابس سے بدستور رہیگا الا
دفاتر ماتحت سے قانونی باتون کی دریافت بذریعہ معتمد قانونی کہ جو ضمن
(۲) مین مذکور ہوا سرکار سے ہوا کریگا اور تعلق دفتر عدالت و کوتوالی کا
صدر المہام عدالت و کوتوالی سے رہیگا۔

۹۔ محابس انتظام صفائی بلدہ اور اضلاع اور دفتر گزیٹیری کی ترتیب
اور سررشتہ مساجد اور معابد اور علاقہ ترجمہ اور دار الطبع سرکار عالی اور
تعلیمات اور طبابت دفتر متفرقات مدار المہام سرکار عالی کے ماتحت رہیگا
اور تا تقرر مجلس یا ناظم تعلیمات نظامت سررشتہ مذکور کا اختیار معتمد متفرقات
سے متعلق رہیگا۔

۱۰۔ چونکہ صدر المہام کوتوالی کے برخاست ہونیکے سبب دورہ اور نگرانی
اور انتظام جمعیت کوتوالی سے ایک عہدہ دار کہ جسے ناظم کوتوالی اضلاع
کہینگے مقرر کیا اور اضلاع کے محابس کا انتظام بھی اوسی کے متعلق ہوگا
اور ناظم کوتوالی کے تقرر سے عہدہ داران کوتوالی اسمات اور اونکے دفاتر

تخفیف کی گئے - کوتوالی بلدہ اور بیرون بلدہ ملحق ہوگی مگر بلدہ کی مجالس نظامت کوتوالی اور مجالس اضلاع سے متعلق نہونگے -

۱۱ - کوتوالی بلدہ اور اضلاع کا انتظام ناظمان عدالت فوجداری سے بہ نسبت پہلی کے زیادہ متعلق کردیا جاویگا یعنی امور عدالت اور انتظام سررشتہ کوتوالی ناظمان فوجداری اور صدر تعلقداروں کے ماتحت رہیگا مگر درستی اور آراستگی جمعیت کوتوالی کا انتظام اور اوسکا اندرونی انتظام بالکل ناظم کوتوالی سے بلا مداخلت نظماے فوجداری متعلق رہیگا -

۱۲ - محکمہ صدر المہامی متفرقات کے برخاست ہونیکی وجہ سے معتمد صدر المہام علاقہ تعمیرات عامہ بنام (مددگار معتمد مدار المہام علاقہ تعمیرات) کے نامزد ہوگا اور شل سابق تعمیرات عامہ کی نظامت اوس سے متعلق رہیگی اور تین عہدہ دار تنقیح اور نگرانی امور کے لئے مقرر ہونگے اور وہ ہمیشہ اضلاع مین دورہ کیا کرینگے اور نتایج کارروائی سے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہینگے اور جہان کہین کسی قسم کا خلل اور نقصان دیکھینگے اوسکی اصلاح کرینگے اور اب بوجہ عدم ضرورت مددگار معتمد مدار المہام علاقہ تعمیرات اور مددگار معتمد صدر المہام متفرقات تخفیف کیئے گئے - اور اسیطرح نظامت

اور دواخانے بہی مثل سابق رزیڈنسی سرجن سے متعلق رہینگے اور مراسلات
بذریعہ دفتر متفرقات مذکورہ ضمن (۹) سرکار سے ہوا کرینگے ۔ معتمد
تعلیمات کی ضرورت دفتر صدر المہام متفرقات کے نہونے کی وجہ سے
نرہی اور تعلیمات کی نظامت بدستور سابق باقی رہی لیکن جب متذکرہ
بالا تا تقرر ناظم یا مجلس جدید معتمد متفرقات سے متعلق رہیگی ۔ علاقہ صفائی کیلیے
مجلس صفائی اور ناظم صفائی بلدہ مقرر کیے گئے اور اضلاع مین مجالس
صفائی صدر تعلقدارونکی زیر نگرانی ہین گے اور معاش مساجد و معابد
جدیدہ کا تقرر بہی مجالس صفائی سے متعلق رہیگا ۔

۱۳۳ ۔ انتظام محکمہ جات کی منجملہ جسقدر دستور العمل کارروائی اور اونکے
متعلق دفاتر جنمین فی الحال تغیر و تبدل ہوا ہے طیار ہین اونکی تاریخ سے
نافذ ہوئے اور دیگر محکمہ جات کا انتظام جسقدر جلد ممکن ہوگا کیا جائیگا

۱۳۴ ۔ اگرچہ اشتہار مولقہ دہم ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین ملازمون اور عہدہ دارون
کی ترقی اور تقرر کی نسبت حسب قدامت اور لیاقت ایک اشارہ ہوا ہے
لیکن اس انتظام مین اوسکی بنا کے اصول مستحکم کیے گئی ترقی اور تقرر ایسے
ملازمین کا جو بحیثیت عملہ محکمہ جات مین کام کرتے ہین افسرونکی رائے

اور سفارش پر منحصر کی گئی اور عہدہ داران ماتحت کی ترقی درجہ بدرجہ بلحاظ قدامت اونکے بالادستونکی سفارش اور تصدیق لیاقت اور کارگزاری پر موقوف رکھی گئی اور عہدہ دارون کے تقرر اور ترقی کیلیئے قاعدے تجویز کیے گئے اور بعض عہدونکی نسبت مجالس اور عدالت کو اختیار دیا گیا اور بعض عہدونکی نسبت بعض عہدہ دارونکا انتخاب اونکی راے پر چھوڑا گیا - اور بعض عہدونکا تقرر سرکار کی تجویز پر منحصر رکھا گیا کہ بلحاظ درجات خدمت کی وقعت اور اعتبار سرکاری عہدونکا ثابت ہوجائے اور ہر عہدہ دار کارگزاری اور نیک روی کا صلہ باطمینان تمام حاصل کرے اور غیر مستحق اشخاص کا تقرر مسدود ہوجائے -

۱۵ - فہرست ملازمون اور عہدہ دارونکی بلحاظ ملازمت اور درجہ مرتب ہوگی (جسطرح سرکار عظمت مدار مین سول لسٹ تیار ہوا کرتی ہے) اوس فہرست کے دیکھنے سے استحقاق ترقی وغیرہ کا بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے اور وقت ترقی اوسپر لحاظ کیا جاسکتا ہے -

۱۶ - سرکار عالی کو یہہ بات بدل منظور ہے کہ اس ملک کی رعایا عموماً اور معززین ریاست خصوصاً ایسی تعلیم پائین کہ سرکاری عہدون پر

مامور ہوسکین اس مین دو صورتین ہین - اول نوجوان جو امرا اور شرفا کے اولاد ہین ممالک سرکار عظمت مدار مین مناسب مقامون پر صاحب عالیشان بہادر کے ذریعہ سے روانہ ہون تاکہ ہر قسم کی عدالت اور مال کی کارروائی سے وقفیت پیدا کر کے لیاقت نامہ عہدہ داران سرکار ممدوح سے حاصل کرین دوم چند اطفال اعزہ و شرفا منتخب ہو کر یہان کسی مدرسہ مین تعلیم پائین اور اونکی تعلیم کے لئے ضروری انتظام اور بندوبست کیا جائے اور اونکو سرکار سے امداد بھی ملے اور بعد حصول لیاقت جو استحقاق اونکا ہوگا متعارف مشتہر کیا جائیگا -

اس اسکیم کو جسمین آخر کار کسیقدر ترمیم ہوئی دوسرے رزیڈنٹ مسٹر جونس نے بھی بہت پسند کیا اور ماہ نومبر ۱۸۵۲ء سے اسکا عملدرآمد شروع ہوا تھا اور مجلس مالگزاری بیٹھہ چکی تھی - بموجب اون اصول کے جنکا ذکر اشتہار متذکرہ بالا مین ہے قواعد و ضوابط تمام محکمہ جات کے انتظام کیلئے تیار ہوتے تھے جنمین سے بعض کو نواب صاحب مرحوم اپنے سفر اورنگ آباد کے قبل جو ماہ جنوری سنہ حال مین ہوا تھا منظور فرما چکے تھے ماہ مذکور مین حضور پرنور نے اضلاع اورنگ آباد و گلبرگہ و رائچور کا دورہ

فرمایا نواب مرحوم ہمراہ رکاب سعادت انتساب تہے- دو شہر جو مشہور
تاریخی شہر ہین اولاً ملاحظہ اقدس مین گزرے اور وہان کسیقدر قیام بہی ہوا
پہر دائرہ دولت براہ احمدنگر اورنگ آباد مین گیا- وہان سے آخر جنوری
مین حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے مراجعت فرمائی- اس دورہ مین نواب صاحب
مرحوم نے بڑی محنت کی اور حضور پرنور کو مالگزاری او عام انتظامات سے
جہانتک ممکن ہوا آگاہ کیا اور جہان جہان حضور پرنور تشریف فرما ہوے
وہان کے حکام حسب الحکم حاضر حضور ہو کر تمام طریق اپنے انتظام کے
عرض کرتے تہے- بعد مراجعت بلدہ نواب صاحب بندگانعالی دام ملکہ کے
انتظام سفر انگلستان مین مصروف ہوے ارادہ تہا کہ حضور پرنور بمبئی سے ۲۶ اپریل کو
جہاز پر رونق افروز ہو کر چند ہفتے یورپ کے دیگر ممالک کی سیر فرمائین اور
۲۰ مئی کو انگلستان مین نہضت فرما ہون- یہہ انتظام ہو رہا تہا اور اون
امرا کی فہرست تیار ہو رہی تہی جو ہمراہ رکاب چلنے والے تہے- جہاز کا
بندوبست ہو چکا تہا اور سب طرح سے پوری امیدین بندہ چکی تہین کہ
یہہ چند روز نہایت خوشی سے یورپ و انگلستان کی سیر مین بسر ہونگے
مگر فلک ناہنجار نے اون امیدونکو خاک مین ملا دیا اور وہ سانحہ جانگزا گزرا کہ

کہ تمام حیدرآباد عبرت سرا بنگیا۔

۵ ر فبروری کو ڈیوک آف بکلینگ تشریف فرمای رزیڈنسی ہوئے نواب صاحب مرحوم نے حسب اخلاق جبلی اونکی مہمانداری کا بڑی تکلف سے اہتمام کیا اور یہہ انتظام کیا کہ تمام شہر کی سیر اونکو دکہائی جائے آخر مین ایک بہت پر تکلف دعوت کا سامان کیا گیا تہا۔ مگر چونکہ نواب شمس الامرا کی بیگم صاحبہ نے جو نواب افضل الدولہ بہادر کی صاحبزادی تہین انتقال فرمایا لہذا یہہ دعوت ملتوی ہوئی اور ایک مختصر ساتہہ اد ہونکے دعوت کا سامان ہوا جو ۸ ر فبروری کو ہونیوالی تہی۔ اس سے ایکدن پہلے نوابصاحب معہ اپنے مہمانکے تالاب میر عالم پر تشریف فرما ہوئے (یہہ تالاب شہر سے تہوڑی دور جنوب اور مغرب کے بیچ مین واقع ہے بہت بڑا تالاب ہے دو طرف پہاڑ ونسے گہرا ہوا ہے اور باقی نصف دائرہ سے جو ایک نہایت مضبوط پشتہ ہے برسات کے موسم مین اوس پشتہ کی منڈیر سے پانی چہلک کر ایک بڑے عمیق گڑہے مین گرتا ہے عمق اوسکا اسقدر ہے کہ گرمی مین جب پانی کم ہو جاتا ہے چہوٹا اگبوٹ بخوبی چلتا ہے اوسمین ہمیشہ مین چار دخانی کشتیان رہتی ہین اوس پار ایک پہاڑی پر میر محمود صاحب کا مقبرہ ہے جو ایک بڑی فضا کی جگہہ ہے)

البعض وہان اور انگریز اور انگریزنین بہی مدعو تہین اور یہہ لوگ نہایت خوش
او بشاش دخانی کشتی پر سوار ہوکر اوسی تالاب کی سیر مین مشغول رہے جب
شام ہوئی تو نوابصاحب اپنے محلسرا مین تشریف لائے اور حسب عادت
خاصہ تناول فرماکر بڑی رات تک کام کرتے رہے۔ دو بجے شب کو یکایک
مرض الموت مین مبتلا ہوئے اطبا حاضرین نے اوسکو ہیضہ قرار دیا
پہلے تو کچھہ خوفناک حالت نہی بلکہ صاحبزادگان والاتبار نوابصاحب کو دوپہر
صبح کے وقت سرور نگر تشریف لے گئے جہان ڈیوک موصوف کے ساتھہ شکار
کہیلنے کا انتظام کیا گیا تہا۔ لیکن ۸ فروری منحوس صبح کے آٹھہ بجے
سے جون جون آفتاب اپنی زوال گاہ کے قریب آتا گیا نوابصاحب کی حالت
ابتر ہونے لگی نوابصاحب مرحوم جو تمام عمر محنت کے خوگر رہے بڑی صبر و
استقلال سے مرض الموت کی تکلیفونکو جھیلا کئے اور حتی الوسع مطلق ظاہر
نہونے دیا کہ یہہ مرض کچھہ خوفناک ہے بلکہ جو دعوت کہ اوس دن ہونیوالی
تہی بہت دیر تک اوسکے التوا کو نامنظور فرماتے رہے اور فرمایا کہ اگر مین اچھی طرح اوس وقت
تک صحیح نہو جاونگا تو صاحبزادے شریک ہونگے۔

ادہر دن ڈہلتا جاتا تہا اودہر نوابصاحب کا آفتاب عمر قریب غروب

پہونچتا جاتا تہا اور صحت سے یاس ہوتی جاتی تہی ضعف بیمار دار ونکی
یاس کیطرح بڑہگیا آواز خیر خواہون کے دل کیطرح بیٹہہ گئی تیسرے پہر کو مسٹر
رزیڈنٹ نے رزیڈنسی کے ڈاکٹر کو بہیجا جو دم واپسین تک رہے مسٹر جونس
خود بہی تشریف لائے تہے لیکن ڈاکٹرون نے نوابصاحب سے ملنے کی صلاح ندی
آخرکار یہہ محشر کی خبر دینے والا دن تمام ہوا اور عیادت مزاج کے لئے قیامت
کی رات آئی وہ شام دیکھنے والونکی نظر مین ایک عزادار معلوم ہوتی تہی
جو سیاہ پوشاک پہنے نمایان ہوئی تہی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی غمناک
مصیبت زدہ کسی اپنے چشم و چراغ کے سوگ مین بال بکہرائے ہوئے ہے
ستارون کے موہنہ پر ایک اوداسی چہائی ہوئی تہی جیسے صبح کے وقت
چراغ بے رونق ہوجاتے ہین آسمان اور زمین کے سناٹے سے یہہ ثابت
ہوتا تہا کہ آج کوئی بڑا واقعہ ہونیوالا ہے لیمپ وغیرہ جو روشن کئے گئے
تہے اونکی روشنی بہی دہندلی معلوم ہوتی تہی۔

جب شہر مین نوابصاحب کی علالت خوفناک مشہور ہوئی تو محل دیوانی
کا تمام وسیع صحن اون لوگونکی گاڑیون سے بہر گیا جو استفسار حال کے
لئے آتے تہے۔ صدہا غریب آدمی پیدل آکر مکان کے گرد پہرتے تہے

اور نواب صاحب کی صحت مزاج کا حال دریافت کرتے تھے جس کمرہ مین نواب صاحب
بستر بیماری پر بے بس اور مجبور پڑے ہوئے تھے اوسکے راستہ پر تمام افسران
سرکاری پہرے ہوئے تھے جب ڈاکٹر کمرے سے باہر نواب صاحب کی حالت
بیان کرنے آتے تھے تو یہہ سب وابستہ اخلاق نواب صاحب عجب حسرت
سے ڈاکٹر کا مونہہ تکتے تھے۔ شام کے ۵ بجے بالکل یاس ہوگئی اور ۶½ بجے
خیر اندیشوں کی امید و نہین حشر بپا ہوگیا۔ یعنی خیر خواہ خلایق کا انتقال ہوگیا
انا للہ وانا الیہ راجعون رباعی - این عمر کہ بیتاب ببینی آنرا
نقشی است کہ بر آب ببینی آنرا - دنیا خواب است زندگانی در وے
خوابی است کہ در خواب ببینی آنرا - نواب صاحب کی رحلت کی
خبر پہلے اون لوگون کو معلوم ہوئی جو صحن مین جمع تھے اور جو محل کے باہر تھے
اونہون نے اسکا اعتبار نہین کیا لیکن جبکہ عزیز و اقارب اور احباب اور
مصاحبین کو روتے دیکھا تو اس حادثہ غمناک کی تصدیق ہوئی اور غم و
اندوہ کے نالے بلند ہوئے اور رونیوالونکی صدا بتدریج محل اور اوسکے
اطراف مین ایک کامل خاموشی پہیل گئی - جب یہہ خبر شہر مین پہیلی
مردون اور عورتون نے ایسی نالہ و زاری کی گویا اپنے گہر بار سے

قرابت دار کی وفات سے روتے ہین اور واقعی عام و خاص کے ساتھہ اونکا سلوک بہی ایسا ہی تہا۔

جسوقت اعلیحضرت حضور نظام کے گوش مبارک مین یہہ خبر پہونچی کہ مدار المہام کی بیماری اونکے حقمین مہلک ثابت ہوئی تو اعلیحضرت کی آنکہون سے آنسو جاری ہوے یہانتک کہ تسلی اور دلاسا کارگر نہوتا تہا۔

وہ لوگ جو اوس شب تار غم مین شہر کو آے اور دیکہا بیان کرتے ہین کہ شہر تصویر ماتم اور شہر خموشان بنگیا تہا گلیونمین نہ کوئی متنفس نہ کسی قسم کی دہوم نظر آتی تہی نہ کوئی آواز سنائی دیتی تہی ایک سناٹے کا عالم تہا دو چار آدمی جو کسی کوچہ مین نظر آتے تہے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کسی نہایت المناک مصیبت ناگہانی مین پہنسے ہین اوس شب سے کئی روز بعد تک حیدرآباد اوس شخص کے وفات کی باعث ماتمکدہ بنا رہا جو ریاست کی قسمت کا سیارہ فال نما انیسوین صدی کے سوم حصہ تک رہا۔ فی الحقیقت ایسا غم پہلے کبہی نہوا تہا صبح کو سکندرآباد اور بلارم کی انگریزی چہاونیون مین توپین دغین جنکی سست آوازون نے وہان اس حادثہ غم ناک کی اطلاع دیکر اور زیادہ سناٹا پیدا کردیا۔

نوین تاریخ صبح کے نو بجے جنازہ محل سے باہر نکلا اور جون جون یہہ الم خیز

تابوت کلیون مین سے آہستہ آہستہ بڑہتا تہا اس ماتمی گروہ مین جوق
جوق لوگون کی شامل ہوکر رونے اور سسکیان بہرنے سے ثابت ہوتا تہا کہ
حیدرآباد کے باشندے کیسی محبت کا تعلق مرحوم کے ساتہہ رکہتے تہے۔ کوٹہون پر
عورتون کی سینہ زنی اور باریک آوازون سے گریہ وزاری سننے والون کی کلیجون پر نشتر کا کام
کرتی تہی نیچے راستہ پر امیر و غریب روہیلے افغان اور اور لوگ، جو نواب مرحوم کے
فیضان کرم و خلق اتم سے واقف تہے اپنے محسن کیلئے پہوٹ پہوٹ کر روتے چلے جاتے
تہے اور ہر چہار طرف ماتم اور ماتمیون کا ہجوم تہا اعلیحضرت حضور نظام نے بہی اپنے
وفادار وزیر کے تابوت کو جاتے ہوے ملاحظہ فرمایا۔ چونکہ جنازہ گلیون مین
سے آہستہ آہستہ جاتا تہا اور آگے آگے ہاتہیون پر غریبون کو روٹی اور روپیہ
تقسیم ہوتے تہے ہزارون ہی آدمی شریک ہوئے یہانتک کہ جب جنازہ
دایرہ میر مومن یعنی مدفن خاندان وزیر مرحوم کے قریب پہونچا اژدہام
ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک تہا۔ ہر ایک متنفس پیادہ پا تہا اور اکثر
برہنہ سر تہے۔ ساڑہے دس بجے مدفن مین پہنچے اور اسوقت چادرگہاٹ
سے توپین چلنے لگی جس وقت نواب مرحوم کی میت قبر مین اتاری
گئی جماعت عظیم حاضرین مدفن اور موجودین راستہ تا سرِ قبر

شور و نوحہ و غم کو تازہ کیا فوج جو حاضر تہی اوسنے کہلی ہوئی قبر پر تین تلنگ
بندوقونکی سر کین اور بعد اوسکی جماعت حاضرین آہستہ آہستہ باہر نکلی اور بہیڑ
چہٹ گئی اوسوقت وہ جگہہ ایک عبرت کدہ تہی بعد دفن کے تیسرے دن
متعلقان خاندان مرحوم و مغفور اور نیز بلدہ کے بہت سے لوگون نے قبر پر اکر
رسم سوم ادا کی پہول اور پہولونکے ہار قبر پر ڈالے گئے لوگ اس مسافر عدم اور
یوسف گم گشتہ کی یادگار رکہنے کے لئے ایسے شایق تہے کہ زیارت کے ایک روز
بعد پہول کی ایک پنکہڑی ہی قبر پر باقی نرہی حتی کہ اکثر لوگون نے قبر سے تہوڑی
تہوڑی مٹی یادگار مین اوس شخص کے جسکو وہ پہر دیکہنگے تبرکاً اوٹہالی تاکہ حرز
جان بنائین یا پر اثر جانکر شفاے مرض کیواسطے استعمال کر - بہت سے لوگ
ہنوز صبح و شام نواب مرحوم کی قبر پر آتے ہین منتین مانتے ہین اور قبر پر عرضیان
لٹکاتے ہین - بعضونکا یہہ عقیدہ ہے کہ وہ مرے نہین سب قومون کو وزیر
مرحوم کے ساتہہ کمال ہی الفت تہی اور وہ قومین بہت مدت تک اونکا غم نہ
بہولینگی - میر مومن کا دائرہ یا مدفن میر مومن جو وزیر مرحوم کی اب ارام گاہ
ہے نزدیک تالاب میر جملہ کے واقع ہے یہہ تالاب قطب شاہی وزیر اعظم کا
بنایا ہوا ہے جسکا نام میر جملہ تہا اور مشرقی سمت شہر کے واقع ہے -

میر مومن فرقہ شیعہ کے مشہور ولی تھے اور تخمیناً اکیسو بیس برس قبل عبد اللہ شاہ
ہاسبق اخیر بادشاہ گولکنڈہ کے عہد مین کربلائے معلی سے حیدرآباد آئے تھے-
کہتے ہین کہ خاک مقدس کربلا کی وہ اپنے ساتھہ لائے تھے اور انہون نے
قبرستان کو تدفین اہل تشیع کیلئے اوس خاک کو متبرک کیا- میر مومن مرحوم کا مقبرہ
جو تمام قبرستان مین وہی ایک گنبد ہے دروازہ سے سیدھے جانب کو تھوڑے
فاصلہ پر واقع ہے اوس مقبرہ مین اونکی نعش اور کتابین جو اون کے مطالعہ
مین رہتی تھین اور وہ چیزین جو اپنی زندگی مین اونہون نے لکھی تھین اونکے
ساتھہ مدفون ہین- مقبرہ میر صاحب کی چارون طرف دور تک زمین
قبرون سے چھپی ہوئی ہے- بعض قبرون پر نصب شدہ پتھر عربی اور فارسی
مین منقوش ہین- اور بعض قبرون پر سنگ مرمر کی مصفا چوکی چوگوشہ
سلین لگی ہین سہ ہوی یہ کون ہے اپنا مگر یہہ سنگ مزار- برائے نام
فقط اک سر مزار رہا- اور بہت سے ایسے مزار ہین جنپر کوئی سنگ نشان تک
نہین ہے کہ زمین صاف اور قبرونمین تمیز کرسکین- نہ گور سکندر ہے نہ قبر دارا
ئے نامیون کے نشان کیسے- اب سنی و شیعہ دونون فرقے وہان مدفون
ہوتے ہین- بہت سی قبرون کے بعد وزیر مرحوم کے خاندان کا مدفن

ہے - یہہ مدفن بقیہ مقابر سے علیحدہ اور دیوار سے محیط ہے اور اوسکے اندر
جانیکے واسطے ایک چہوٹا دروازہ ہے جسکے سیدہے جانب ایک معبد اور چہوٹا سا صحن
واقع ہے اسکے بعد ایک بلند چبوترہ جس پر چہوٹے زینونکی راہ سے چڑہ سکتے
ہین اوس خاندان موصوف کی قبرین ہین - جناب نواب مرحوم کی قبر چبوترے
کے سیدہے جانب اونکے جدہ بزرگوار کی قبر کے قریب ہے پہر نواب مرحوم کے
چچا سراج الملک مرحوم اور دادا منیر الملک مرحوم کی قبرین ہین اور نیز بہت
سی اوسی خاندان کی قبرین ہین جو اوسی چبوترے پر واقع ہین اور اکثر ان
قبرون پر لوح مزار تک نہین اور نقش و تحریر سے معرا ہین - میر عالم جد اعلی
نواب مرحوم کے پردادا کا مزار حصار باہر ہے چبوترے پر بڑے بڑے
سایہ دار درخت موجود ہین حتی کہ آفتاب کی شعاعین بہت مشکل سے پہونچتی
ہین رات دن نواب مرحوم کی قبر پر حافظ قرآن شریف کی تلاوت کرتے
ہین اور اون لوگونکی امور عبادت مین تائید کرتے ہین جو قبر پر زیارت
و فاتحہ خوانی کیلئے آتے ہین -
قبر پر ایک بڑا بندہن اون لوگونکی عرضیونکا لٹکا ہوا ہے جو اون سے
آخرت مین استعانت چاہتے ہین -

سے کہتے ہین کہ رحلت کے کچہ دن پیشتر دائرہ میر مومن سے گزر ہوا نواب مرحوم نے قبرستان کی طرف اشارہ کر کے اپنے صاحبزادون سے فرمایا کہ یہہ مقام ہمارے فرقہ کی آرام گاہ اصلی ہے دوسرے مقامات مین ہم صرف چندروزہ ہی مسافر ہین اس بات پر اوسوقت تو کچہ خیال نہوا مگر اب جن لوگون نے سنا تہا بڑی درد و غم سے اوسکا اعادہ کرتے تہے کہ وہ شخص جسنے اوسکی تعمیر کی خود اوسکے احاطہ مین بہت جلد جا بسا۔

دفن کے دوسرے دن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت حضور نظام کی خدمت معلی مین اور نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادونکے پاس اکر رسم تعزیت ادا کی۔ فبروری ۱۲ تاریخ کو نواب میر لایق علیخان بہادر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر اعلیحضرت فدر قدرت حضور پرنور کے در دولت پر دربار مین بغرض خلعت تعزیت حاضر ہوے۔ بندگان عالی وقت سرفرازی خلعت دوشالہ سپید بار غم والم سے جہک گئے تہے۔

تعزیت نامہ و پیام تار برقی ہر حصہ سے ہند کے بلکہ انگلستان تک سے نواب مغفور کے صاحبزادون کے نام سے چلے آتے تہے۔ جناب نواب گورنر جنرل بہادر نے ملکہ معظمہ کی جانب سے تاسف آمیز تار دیا اور خود اپنی ہمدردی

ظاہر کی - اس قسم کے تاریکرٹری آف ہٹیٹ - ڈیوک آف سدرلینڈ سر اسٹوارٹ بیلی صاحب مہاراجہ ہولکر اور بہت سے اشخاص کیطرف سے پہونچے بلکہ تمامی بلدہ اندورمین تین روزتک ماتم برپا رہا تھا -

گورنمنٹ اف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ مین سیاہ قور کے ساتھہ اس سانحہ جانکاہ کو اس طرح مشتہر فرمایا -

"گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت وافسوس نواب مختار الملک سالار جنگ جی - سی - ایس - آئی نایب ریاست و وزیر حیدرآباد دکن کے انتقال کو جو ۸ وین ماہ حال کو ہوا مشتہر کرتے ہین - اس واقعہ پر الم سے سرکار انگریزی کا ایک نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا - سرکار نظام کا ایک بڑا عقیل اور خیر خواہ ملازم اور اہل ہند کا ایک بڑا نامی معاون وحامی نیست و نابود ہو گیا "

صاحب عالیشان بہادر کی چٹھی موسومہ گورنمنٹ آف انڈیا - جو معا بعد وفات نواب مرحوم لکھی گئی تھی اور جسکا خلاصہ ذیل مین مندرج ہے معلوم ہوگا - تمامی لوگونپر نواب مرحوم کی وفات کا کیسا سخت صدمہ ہوا ہے -

فکر و اندوہ جو سالار جنگ کی وفات سے ہر ایک کو لاحق ہوا مین نہین جانتا ہون

کہ اوسکو کیونکر بیان کرون - اوسوقت مین ایتلاف عامہ کی بہ نسبت اونکی وفات
کا فوت ہو جانا عموماً ملتفت علیہ ہے ہر ایک برٹش افسر جو اونکی ملاقات سے
مشرف ہوا ہے یہہ سمجھتا ہے کہ گویا اوسکا قدیم دوست گذر گیا - جنہون نے اونکی تحت مین
نوکری کی ہے سر ٹپکینگے کہ ایسا ذی مروت اور مہربان آقا پہر کہان ملیگا
سرکار انگریزی افسوس کریگی ایسے شخص کی وفات پر کہ جسکی خیرخواہی اور
اتحاد برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ گو وہ ریاست حیدرآباد کے منافع ہی کے
نظر سے کیون نہو اپنے مالک کی خیرخواہی اور محبت سے صرف دوسرے درجہ
پر تہی - سب سے زیادہ بندگانعالی کو اس واقعہ کا رنج ہوا ہوگا کسواسطے
سالار جنگ مرحوم نے حضور پرنور کی کیسی خدمت کی تہی - کبہی کسی آقا کو ایسا
وفادار جان نثار نوکر ملا ہوگا اور کیسا غضب و حسرت ہے کہ وہ آقا کی جسکی
بہبودی مین وہمہ تن مصروف رہا ہو تخت نشینی اپنے آنکہون سے ندیکہے ۔
ممالک محروسہ مین تمام کچہریان تین روز تک بند رہین اور جریدہ غیرمعمولی
بدین عنوان مشتہر ہوا جسمین بعد اظہار غم مہاراجہ نارائن پرشاد نرندر بہادر منصرم
مدار المہام مقرر ہوے علاوہ اون تعزیت نامون کے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے تمام امرا و اعزای بلدہ
نے صاحبزادون کے پاس آکر بالمشافہہ رسم تعزیت ادا کی اور اونکی تشفی اور تسلی

کے لئے کوئی دقیقہ باقی نچہوڑا۔ اسوقت مین رنج ومخالفت باہمی بالکل دور ہوگئی بلکہ سب اوس شخص کی وفات کے رنج والم مین مبتلا ہے کہ جو اپنی زندگی مین ہر دل عزیز تہا۔ نواب شمس الامرا بہادر کے خاندان کی جانب سے یادگار دوامی کے واسطے تحریک ہوئی چنانچہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۳ء کو جلسہ قرار پایا اور صاحب عالیشان بہادر اوس مجلس کے صدر نشین ہوے اور مسٹر جونس صاحب بہادر نے مرحوم کو ان کلمات سے یاد فرمایا۔

"نایب مرحوم کی کارگزاری کا شرحاً بیان کرنا اس موقع پر مجہکو یا کسی اور کو چندان ضرور نہین ہے اونکی شہرت حیدرآباد سے گذر کر دور دور پہونچی ہے۔ اونکی قابلیت اعلی اور تصمیم قصد کے ثبوت ہر جگہہ موجود ہین ہند کے جلیل القدر آدمیونکی فہرست مین اونکا نام نامی شریک ہے اور یہانکی باشندی مقبرہ مرحوم کو مدت تک تعظیم وتوقیر کی نظر سے دیکہینگے۔ بہ تغیر جزوی ایک مثل عمدہ وقدیم ہم اونکی شان مین کہہ سکتے ہین" کہ مشہور رو معروف لوگو قبر ہر جگہہ ہے" فی الحقیقت ریاست حیدرآباد مین مدار المہام مرحوم کا مقبرہ ہے ہمارے ملنے کی غرض یہان پر یہہ ہے کہ ایسے شخص کے یادگار کی تجویز کرین جو نہ صرف ہمارا شفیق تہا بلکہ ایک بڑا رئیس تہا میرا اکثر معقوم

رہتے ہین اوس شخص کے واسطے جو اپنے مذہب کا پابند اور ملک کا خیرخواہ تہا اور جسکو ہمیشہ اس معنی کا خیال تہا کہ میرا بڑا فرض منصبی اپنے آقا کیطرف سے چھبیس برس تک سرکار ملکہ کا سچا دوست او معتبر مشیر رہا تہا۔ جس نے خوف و خطر کے وقت کامل طور پر تہہ دل سے ہماری مدد کی اور خود ہمارے ساتہہ ہزار ہا احسان کئے اس جلسہ مین کوئی شخص ایسا نہو گا کہ جسکو کوئی قصہ نواب مرحوم کی عنایت وحسن واخلاق کا یاد نہو۔ خود شریف ابن شریف۔ اونہنے حیدرآباد مین ایسے نظایر قایم کئے ہین کہ جنکے سبب سے بہ نسبت اور مقام ہند کے حیدرآباد مین طریق معاشرت بالکل ہی بدل گیا۔ اپنے عہدہ ہی کی وجہ سے نہین بلکہ فی الحقیقت سر سالار جنگ بہمہ وجوہ ہندستان مین تہا۔ اوسکی مہمان نوازی اور فیاضی کی انتہا نتہی اور نیز اوسکی وسعت خیال بہی بے انتہا تہی۔ ہند مین کسی جگہہ پر تمامی ملل ومذہب کے مدارس و معابد وغیرہ کی تائید ایسی فیاضی سے اور بلا رورعایت نہین کیگئی۔ اگر مین مدار المہام کی کارگزاریون کو بیان کرون تو بہت طول ہوگا اور بہت سے ایسے لوگ یہان موجود ہین کہ نواب مرحوم کی ذاتی دلکش رویہ کو مجہہ سے بہتر بیان کر سکینگے۔ مین صرف اسقدر اور کہنا چاہتا ہون

نہ مجھے نواب مرحوم سے سرکاری ابواب مین جو سابقہ رہا ہو اوسکو ہمیشہ
مین اپنا فخر و اعزاز کا باعث سمجھونگا۔
ابہی وہ وقت نہین آیا ہو کہ ایسے مدبر شخص کے رویہ ذاتی اور اوسکے کام کا
ٹہیک ٹہیک اندازہ کیا جاوے۔لیکن مصنف کو (مولوی سید حسین صاحب
معتمد متفرقات و خانگی) جو سالہا سال اونکی ملازمت سے مشرف اور ہمیشہ اونکی
صحبت سے (خواہ بطور خانگی ہو یا سرکاری) ممتاز رہا ہے گوارا نہین ہوسکتا ہے
کہ اس مضمون سے اعتراض کرے اور چند الفاظ تک بہی نہ کہے) آقاے نامدار
نے کبہی کسی کام مین عجلت نہین فرمائی۔کوئی انتظام کیسا ہی ضرور کیون نہو
کبہی تعجیل سے نہین کیا گیا۔ تیز رفتاری ریل اونکے مزاج کو خوش نہین
آتی تہی لیکن دہیمی کارروائی اونکو پسند تہی۔
اونکے علم و عملی پالیسی مین ذی فہم و ہوشیار مقلد و محقق دونون کی خیال
جمع تہے۔قوانین سخت اور آئین کرخت سے اونکو نفرت اور تجاوز انقلاب
امیز سے اونکو گریز تہی۔کوئی شخص جادۂ قدیم پر ایسا مستقل نہوا ہوگا
اور جب کسی اصول کا ضعف اونکے نزدیک ثابت ہوجاتا تو فوراً اوسکی
بیخ کنی کے درپے ہوتا۔ تمدن مین تالیف قلوب و مصالحت

اوسکا مسلک کلی تہا - اوسکا ایک بہت بڑا اثر یہہ تہا کہ ہر ایک اصلاح خود
بخود ہو جاتی تہی اور لوگونکو ناگوار نہین ہوتی تہی جیسی کہ نو ایجاد چیزین اکثر
ناپسند ہوا کرتی ہین - تمام قوانین حال مین شاید سر سالار جنگ مرحوم نے رعایا
کے تعصبات مذہبی و قومی کی سب سے زیادہ رعایت پیش نظر رکہی - اوسنے
کوئی اصلاح بجبر نہین کی بلکہ اکثر اوقات اونکو زیادہ نرمی و لینت سے منہم کیا
کرتے تہے - لیکن اونکا طریقہ انتظام اور خصلت جبلی رحم دلی اسکی مقتضی تہی -
اپنے معاملات ذاتی مین مرحوم و مبرور نہایت منصف و حلیم و راست
باز تہی - ملکی لوگون مین تملق کو ایسا ذلیل کوئی نہ جانتا ہوگا اور خوشامدی
جنکو بہت سی ریاستونمین رسوخ ہے اوسکے دربار مین بار نہین پاتے تہی - اپنے
عزیزون دوستونپر نہایت شفقت سے ماتحتون پر مہربانی اور مروت
سے پیش آتے تہے اونکے ساتہہ خانگی امور مین دوستانہ سلوک سی
اور ضرورت کے وقت حتی المقدور ہمدردی اور امداد دے - اوسنے لوگونکی
دلونمین وہ جگہہ اور وہ محبت پیدا کی تہی کہ جسکی تمام ہندمین کوئی نظیر
نظر نہین آتی - حق تو یون ہے کہ اوسکی کوشش صرف اسی امر مین
نہی کہ کوئی اپنے حق سی محروم نرہے بلکہ اوس سے زیادہ پا دے

اونکو ہروقت اپنے وقت کا سب باتون سے زیادہ خیال رہتا تہا کہ ضایع نہو کبہی کسی نے اونکو بیکار نہین دیکہا۔ محنت سے محبت تہی اور محنتی آدمی کو پسند کرتے تہے۔

کبہی کسی سے بدرشتی بات نہین کرتے تہے۔ ہر شخص کے مراتب کو جیسا وہ ملحوظ رکہتے تہے اوسکا اندازہ نہین ہوسکتا۔

اخبارون نے جو نواب صاحب مرحوم کی نسبت رائین ظاہر کین اون مین سے چند درج ذیل ہین۔

سر سالار جنگ کے انتقال سے صرف حیدرآباد کو ہی نہین بلکہ تمام ہند کو رنج ہوگا اوسکی قوای عقلی بہت قوی تہی اور تمام روسائے ہند مین بنظر تدبیر اسوقت کوئی اوسکا ہمسر نہین ہے اوسکی جگہہ مامور کرنا آسان نہوگا۔

سرکار نظام کا ملازم وفادار۔ سرکار انگریزیکا دوست صادق۔

مرحوم نے عنان سلطنت فتنہ وفساد کے وقتمین ہاتہہ لی کہ جسوقت عرب اور روہیلون نے تمام ملک کو پریشان کر رکہا تہا یہہ اوسکا کام تہا کہ جس نے بتدریج اپنی جرات واستقلال سے سرکش اور مفسدونکو مطیع کیا اور ملک مین امن قایم اور افلاس دور کیا۔ محنت وتجارت کو فروغ

مالگزاری کی افزایش اور ملک کو قرضہ کے بار گراں سے سبکدوش کیا۔" جام جمشید

"سر سالار جنگ کی وفات سے ہند کو وہ نقصان ہوا کہ فرانس کو گیمبیٹا کے مرنے سے نہوا ہوگا بلکہ ہندمین آج کل عقیل و ہوشیار شخصونکا ایسا قحط ہے کہ ہند مین ایسے شخص کا مرجانا زیادہ موجب تاسف ہوگا بہ نسبت فرانس یا انگلستان یا یورپ کے کسی مہذب ملک کے جہان ہوشیار لوگ کثرت سے ہین سر سالار جنگ کی وفات سے ہند کا بڑا شریف وزیر جاتا رہا دفعتہً انتقال ہونیسے اور بھی لوگونکو پریشانی ہوئی - اس ممالک وسیع مین سر سالار جنگ کا نام ہر بچہ کو معلوم تھا اور اوسکے بیوقت مرنیسے سب لوگونکے دلونمین زخم کاری لگا۔" راست گفتار -

"بنظر لیاقت و قوت سر سالار جنگ کچھ تعجب نہین ہے کہ اوسکی وفات تمامی حیدرآباد کے واسطے موجب ملال ہو - اسکی وفات سے حیدرآباد مین اور رنگا چارلو دیوان میسور کی وفات سے میسور مین اسوجہ سے کہ ہر ایک ان دونومین اپنی ریاست کے واسطے از بس مفید تھا تمامی جنوبی ہند کو تیرہ و تاریک کر دیا اور دونون کے انتقال سے ترقی اور عمدگی انتظام ایسا نقصان پہونچا ہے کہ جسکی تلافی محال ہے۔" سبہو دا پتریکا

افسوس کہ ہند کا بڑا لایق شخص گزر گیا کہ جسکے سبب تمامی ملک مین درد لوا
سے ماتم برس رہا ہے - ایسے وقت مین کہ اونکا رہنا سرکارین کو مفید تہا
اور ایسے وقت مین کہ اونکی ملازمت سرکار نظام کیواسطے نہایت
ضرورتی سر سالار جنگ چل بسے " نیٹیو اوپنین -

ریاست دکن کہ جسکو سر سالار جنگ نے افلاس کے جنگل سے چہوڑا کر
مرفہ الحال کیا - اور اوسمین امن وامان قایم کیا اوس شخص کو کہ ناگاہ پنجہ اجل
مین گرفتار ہوا مدت مدید تک یاد کرینگے - سرکار ہند کو وہ سچا دوست
یاد آویگا جو ہمیشہ بہلے اور برے وقت مین اونکا وفادار رہا - ہند کے
لوگونکو ایسا شخص کہان میسر آویگا - تعلیم یافتہ مسلمان ہندو اور پارسیون
کا مربی اور فیاض دوست ناپید ہوگیا - ریاست اور ملک زمانہ دراز تک
اوسکے غم والم مین مبتلا رہینگے - کہ جسکے اچانک مرنیسے روز مین پر ماتم
چہا رہا ہے " بمبئی کرانیکل

سخت افسوس ہے کہ ہند کا بڑا مدبر اور جو سرکار نظام کا فخر تہا اوسنے
جہان فانی سے کوچ کیا - اوسکو ہند کا پرنس بسمارک کہا جاتا تہا - اوسکی
اصول حکمرانی بعض اوقات بعض انگریزی مدبرون سے قابل ترجیح تہی - شاید

حیدرآباد مین ایسا وزیر نہوا ہے اور نہوگا۔ اور سرکار نظام کو جو اس واقعہ سے نقصان ہوا اوسکی تلافی تو ممکن ہی نہین۔ اور اب ملک برار کی واپسی کی بھی بہت کم امید ہے۔ دیوان کیا وہ بجائے خود نظام تھا اور حیدرآباد کی یہہ حیثیت موجودہ کہ قابل رشک ہے صرف سالارجنگ کی جانفشانی اور وفاداری کے سبب سے ہوئی ہے" گجراتی۔

سر سالارجنگ کی رحلت کیا ہوئی کہ ایک بڑا منتظم و مدبر شخص جو ہند مین انگریزی عہد مین پیدا ہوا تھا جاتا رہا۔ یہہ اوسی کی قسمت مین تھا کہ اوسنے اپنی ابتدا حکومت مین تہلکہ اور تزلزل کیوقت مین سرکار انگریزی کے ساتھہ لاجواب سلوک کیا اور پھر اپنے ہموطنون کی نظرون مین وہی وقعت و اعتبار اس درجہ پر قایم رکھا کہ شاید کسی دوسرے کو اتنا نہوا ہو۔ وہ خود ایک فرد تھا اوسکی قوائے عقلی مین مناسبت باہمی۔ احتیاط و استقلال کا ایک جا جمع ہونا ان سب اسبابون سے اوسنے خطرات کو دور رکھا۔ خطرات بھی ایسے جو کم محتاط یا کم مستقل مزاج کو تباہ کر دیتے۔ ان وجود سے اوسکو وہ قوت و شوکت حاصل ہوئی کہ جو پیشتر کسی وزیر کو حیدرآباد مین نصیب نہین ہوئی۔ اگرچہ مشکلات اور پیچیدگی معاملات پیش تھا سخت نہین

اسمین کوئی شک نہین ہے سر سالار جنگ کی بہت بڑی آرزو یہہ تہی کہ
ممالک مقبوضہ کو جو لارڈ ڈلہوسی کو دئے گئے تہے مستر د کرا دے - اس خواہش
حب الوطنی کو نخر خاندان نے اور بہی تقویت دی - چند سال پیشتر اس معاملہ
مین اونکے اور سرکار انگریزی کے مابین جو مناقشہ ہوا اوسمین فی التحقیقت تفصیلی
مسئلہ پر تو بحث بہی نہین کی گئی اور نہ اونکے عیب و صواب پر کبہی خیال
کیا گیا - اور گورنمنٹ آف انڈیا نے جو اس موقع پر ہٹ دہرمی ظاہر کی اوس
سے سر سالار جنگ کو جنگ اخلاق مین ایک ایسی بڑی ظفر حاصل ہوئی کہ
ہرگز سرکار ہند کے مفید مدعا نہین ہو سکتی تہی - اس بیان سے ہماری یہہ غرض
نہین ہے کہ برار کے مسئلہ کے عیب و صواب پر اپنی رائے ظاہر کرین -
بلکہ صرف ایک واقعۂ تاریخی کا بیان مقصود ہے جسکو جا ئسین سرکار ہند بہی
تسلیم کرینگے - نظام کا پرنس آف ویلز سے ملاقات کرنا اسی جد و کد کا نتیجہ
تہا - اکثر لوگون کے خیال مین ہنوز یہہ امر تازہ ہوگا پس صرف اسقدر کہنا
کافی ہوگا کہ سر سالار جنگ نے بسبب اپنے صبر اور لیاقت کے اور فہم و
فراست کے پہر ایک دوسرے مرتبہ عمال دفتر خارجیہ غلبہ حاصل کیا
اوس تکرار مین جو اونہون نے کم عقلی سے پیدا کی تہی اس قضیہ مین جو تقرر

شریک مدار المہام سے متعلق ہے نواب مرحوم بے ضد بے سود جاگزاوسی
خوش اسلوبی پر سر تسلیم کو خم کیا کہ جس سے اوسکی ذاتی عقلمندی اور منتظمانہ تدبیر
کا ثبوت کامل ظاہر ہوا اور واقعات حال نے اوسکی تسلیم کی داد دی -
لیکن بعد ازان اختلاف باہمی سرکار ہند و وزیر دکن دور ہوگیا - مگر حسب
ضابطہ قرار دیا گیا کہ مسئلہ برار مین تا بلوغ حضور پر نور بحث نکی جاویگی -
باوجود اس التواء کے عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک قرار داد ایسی جو
نظام کے حق مین مفید ہو ٹہر چکی تہی - یہہ مصالحت (اگر مصالحت ہو تو) خواہ
خود قرار داد سمجہی گئی ہو یا آیندہ بحث کی بنا قرار پائی ہو بہر حال اب اوسکی
تفتیش کی کچہہ ضرورت نہین ہے اس بڑے منتظم کے انتقال سے تو معاملات
بالکل ہی بدل گئے کہ اوسکی قوت ممیزہ اور دیانت پر سرکار کو اعتبار
کامل تہا - حقیقت تو یہہ ہے کہ سر سالار جنگ کا جانشین ملنا محال ہے -
ہان کوئی شخص ایک چند روز کے واسطے اوسکی جگہہ پر مامور ہو سکتا ہی
اور وہ کاروبار ریاست کو اس طریق پر انجام دیسکتا ہے جسکو مرحوم نے بنا رکہا
تہا لیکن سر سالار جنگ ثانی نہین ملسکتا اور جگہہ جو اوسکے وفات سے خالی
ہوئی ہے اسوقت تو کوئی ملکی منتظم ہی نہین جو اوسپر مامور ہو سکے " ہمبئی گزٹ

نواب سر سالار جنگ کی وفات کی خبر سے ایک جہانکو رنج و افسوس ہوا
ہوگا نہ صرف ہندوستانمین بلکہ انگریزی ننتظمون مین جہان اوسکی لیاقت
تدبیر و انتظام کی شہرت ایک مدت سے ہو رہی تہی۔ حیدر آباد مین اسوقت
کہ حضور عنقریب مسند شاہی پر جلوس فرمانے والے تہے وزیر کا مر جانا خالی از
وقت نہوگا۔ اور ہند کے مسلمانون اور گورنمنٹ آف انڈیا کو یہہ اتلاف
سخت ناگوار ہوگا یہہ سر سالار جنگ کا ہی حوصلہ تہا کہ جسنے ممالک نظام مین
کہ ہند مین ایک بڑی ریاست اسلام ہے صلح و امن اور اوسکے انتظام مین بڑی
ترقی کی اور اوسکا اوٹہہ جانا ایسی حالت نازک مین خود نظام بلکہ تمام رعایا
کو بڑی پریشانی کا باعث ہوگا اب کوئی شخص ایسا موجود نہین کہ اوسکا
جانشین ہو سکے اوسوقت جو پیچیدگیان ظاہر ہو ہونگی تعجب نہین کہ مخل
انتظام ریاست ہون۔ مگر حضور کو اطمینان رکہنا چاہئے کہ سرکار ہند ہر وقت
اور مشکل مین حتی المقدور اونکی معاون اور مددگار رہیگی اور روزیر باتدبیر
کے انتقال سے جو نقصان ہوا ہے حتی الوسع اوسکی تلافی سعی
کریگی" از (پایونیر)
سر سالار جنگ کے مرنے سے ہند کا ایک بڑا مدبر جاتا رہا۔ حیدر آباد کی

خوش نصیبی کہ اوسکو ۱۸۵۳ء سے ایسا لایق وزیر ملا۔ سرکار ہند نے بہی آ
ئین ایسا ہی خوش نصیب جانا کہ سرکار موصوف کو ایسے شخص کی دوستی پر
اعتماد کرنا پڑا کہ جسکی قوت برائی اور بہلائی کرنیکی بہت بڑی تہی۔ ایام غدر
مین بہت کچہہ منحصر تہا۔ نظام کی طرز کارروائی اور نظام کا قصد بنا پر تائید
سرکار وزیر کی راے سے تہا۔ ۱۸۶۷ء مین جبکہ نظام اور سر سالار جنگ
مین کچہہ اختلاف واقع ہوا تہا جس سے فساد ظاہری متصور تہا اوسوقت
مین ہمارے رزیڈنٹ نے دفتر خارجہ کو لکہا اور سر سالار جنگ کی نسبت
اپنی راے تند و مد سے ظاہر کی کہ سالار جنگ کی علیحدگی سے طوائف الملوکی کا
اندیشہ ہے چنانچہ گورنر جنرل نے اس راے سے اتفاق کیا" سول و ملٹری گزٹ
شب پنجشنبہ کو ایک ایسا شخص دنیا سے گذر گیا کہ تمام ہند مین یکتا تہا جسکی
بڑی خوبی یہہ تہی کہ اوسنے چوتہائی صدی سے زیادہ سنون تک صلح وامن
کو قایم کیا تہا۔ سر سالار جنگ وزیر حیدرآباد کا مرنا صرف ایک چند ہفتہ
قبل تخت نشینی نظام ایک آفت ناگہانی سمجہنا چاہیے۔ اگرچہ تہوڑی دن
سے ادسپر انگلینڈ کا اعتبار کسیقدر کم ہوگیا تہا تاہم وہی شخص تہا کہ جسپر
جنوبی ہند کے صلح کا دارومدار تہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہہ شخص

حکومت کے واسطے موضوع تہا اور اوسکے تجربہ اور استقلال سے ہی حکومت کا ڈہنگ اور ترقی کا راستہ پڑا ایسے شہر مین جو تمامی ہند مین شر و خنک جو مشہور ہے یہہ اتلاف سبکو ناگوار ہوگا نہ صرف شاہ دکن کو بلکہ اوس سرکار کو بہی کہ جسکے نزدیک وہ اپنے انتظام کا ذمہ دار تہا۔ ایسے وقت مین اس شخص کا مرجانا خالی از دقت نہین ہے" انڈین ڈیلی نیوز۔

سرسالار جنگ کی وفات کی خبر سے عموماً ایک بڑا صدمہ ہوا ہوگا ایام عذر سے حیدرآباد کی امن و امان کو مرحوم کے ساتہہ ہمارے ذہن مین ایسی نسبت قایم ہوگئی ہے کہ اب یہہ کہنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ بعد اوسکے آیندہ ریاست کی کیا حالت ہوگی۔ جب ہم حیدرآباد کی قدیم حالت پر نظر کرتے ہین اور سوچتے ہین کہ غدر مین کیا صورت ہوتی بلکہ عذر کی بعد بہی کیا نوبت ہوتی تب ہمکو اس بڑے مدبر کی شکرگذاری لازم ہوتی ہے جسنے حیدرآباد پر حکومت کی اور سرکار انگریزی کا خیرخواہ رہا۔ کسی ملکی شخص کو ایسی ذمہ داری کا کام تفویض نہ تہا جیسا کہ سرسالار جنگ کو اور شاید کسی نے اپنے فرایض منصبی کو ایسی عمدگی سے ادا بہی نہین کیا۔ اوسکے عہد حکومت مین کہ طویل تہا اوسکو ہر طرح کی

کامیابی حاصل ہوئی اور باین لحاظ کہ اوسکو بڑی متعصب ریاست سے سابقہ تہا ہم کہہ سکتے ہین کہ اوسنے اصلاح انتظام اور مغربی تہذیب کے رواج دینے مین بڑی احتیاط اور دانائی صرف کی۔ فی الحقیقت اسوقت ہمکو زیادہ اس امر مین خیال نہین ہے کہ اوس نے حیدرآباد اور تمام ہندکیواسطے کیا بہلائیان کین۔ بلکہ زیادہ یہہ خیال ہے کہ اونکا جانشین کون ہوگا۔ اوسکی وفات سے حیدرآباد مین ایسی جگہہ خالی ہوئی ہے جسکا معمور کرنا آسان نہوگا۔ اوسکی وفات اور بہی زیادہ افسوس کے لایق اس وجہہ سے ہے کہ ماہ اپریل سنہ آیندہ مین وہ حضور کے ساتہہ انگلستانکو جانیوالا تہا۔ مدراس میل۔

ایسے بڑے مدبر کی وفات کی خبر نے کہ تمامی ہندمین مشہور تہا ضرور تہلکۂ عام پیدا کیا ہوگا اور ذرا شک نہین کہ اس سانحہ پر الم کی سبب سے بڑی بڑی پیچیدگیان ہونگی۔ جسکا اثر ملکی معاملات پر کچہہ کم نہوگا۔

تمامی جزیرہ نمائی ہند مین حیدرآباد اول درجہ کی ریاست ہے اور سرکار ہند کو اوسکی وجہہ سے معاملات ملکی مین ہمیشہ وقت ہوتی رہی ہے مگر سالار جنگ کے۔ اسکا رنگ بالکل بدل گیا تہا یہانتک کہ

بجای شورش اور فساد کے ہم اوسکو مصلح منداور ترقی پسند ریاست سمجھنے
لگے تھے مگر اب کہ وہ اعلی دماغ اور مستقل مزاج حاکم جاتا رہا تو اونکے انجام کی
پیشین گوئی کرنا آسان بات نہین ہے۔ رئیس ہنوز نابالغ ہے اور زیر تعلیم اور
ہم یقین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی کو نایب رئیس پر اسقدر اطمینان نہین
ہے جیسا کہ سالار جنگ پر تہا۔ نہ صرف یہہ ہے کہ اوسنے انتظامی اصلاح ایسے کٹر
متعصب لوگون مین انگریزی اصول پر کی تہی۔ اور نہایت احتیاط و کامیابی
کے ساتہہ بلکہ انگریزی سرکار کے ساتہہ اوسکی سرگرمی و وفاداری مستقل و مشہور
تہی بلکہ ایسی تکلیف کے وقت مین مرحوم کے بارہ مین بلا تامل کہا جاسکتا ہے
کہ بہ نسبت کسی ملکی شخص کے اوسکا عہدہ نہایت دشوار ذمہ دار و نازک
تہا تاہم اس حالت مین بہی اس عمدگی سے عہدہ بڑا ہوا کہ تمام اہل تمدن
کی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ مرحوم کی جگہہ کے واسطے دوسرا شخص
بسر آنا نہایت دشوار ہوگا اور جس کسی سے اوسکو سابقہ پڑا تہا۔
یا ملاقات تہی وہ مدت مدید تک اوسکو نیکی کے ساتہہ یاد کریگا" مدراس اتہنیم۔
سر سالار جنگ کی وفات سرکار نظام اور سرکار انگریزی دونون کے
واسطے موجب تاسف ہے۔ اوسنے اپنے فرائض منصبی اور سرکاری

کام کو بہت بہ کمال جانفشانی اور غایت دیانت اور ایسی خوش اسلوبی سے
انجام دیا کہ دکن مین جسکی نظیر نہین ۔ اسٹیٹسمین ۔

سر سالار جنگ کے اوصاف حمیدہ بنظر تمدن و تدبیر جن سے تمام
جہان واقف ہے اونکی ہم کیا داد دیسکتے ہین ۔ اونکی وفات ہند اور
اور انگلستان دونون کے باعث ملال ہے لیکن اس موقع پر الم پر اسقدر
بیان کرنا تو ہمپر واجب ہے کہ سر سالار جنگ کیا مرا گویا فرقہ کیتھولک کا بڑا
محسن و حامی جاتا رہا ۔ حیدرآباد دکن پر تو اوسکے بڑے بڑے احسانات
ہین اور ہمکو خیال ہوتا ہے کہ ایک بار سے زیادہ خود پوپ نے ان احسانات
کا شکریہ ادا کیا ہے ۔ بمبئی کیتھولک اگزامنر ۔

سر سالار جنگ کے انتقال سے ہند کا ایک اعلی درجہ کا منتظم بڑا مدبر
و واقف کار شخص اوٹھہ گیا جو سرکار ہند کا سچا دوست اور محب وطن تہا
مرحوم کی تمام ہند شاید مثل اکبر پادشاہ کے وزیرون کے یاد کریگی اور
اگر انگلستان کا مشرقی سلطنت لینا جائز ہو سکتا ہے تو صرف اس ہی بنا پر
کہ اوسکے حسن انتظام سے مثل سالار جنگ کے پیدا ہوئے ہو ۔ ہندی مسلمانونکی
بدنصیبی تہی کہ ایسا فیاض شخص دنیا سے دفعتہ اوٹھہ جاوے ۔ کیونکہ اوسکے

افعال مثل خمیر کے تمام قوم کیلئے موثر تہی۔ مرحوم کی فراست اور استقلال اور وفاداری پہلے درجہ کی تہی۔ گو یہہ استقلال بعض اوقات دہٹائی کے درجہ کو پہونچ جاتا تہا۔ مثلاً جبکہ دیوان موصوف نے رد و قدح بیرو سنجات پر نفرت ظاہر کی ہمارے نزدیک تو اوسکی اوسمین اور کوئی برائی نہی۔ اوسکی پولٹیکل قوت تو بڑی تہی ہی لیکن اوسکے محاسن اخلاقی اور بہی زیادہ تہے۔ اوسکی صورت اچہی اطوار پسندیدہ مخیر طبیعت اور دریادلی جنہون نے اوسے دور دور تک مشہور کیا ایسے تہے کہ جو شرقی امیر و رئیس ہونا چاہیے۔ ایسا سچا دست نظام کو پہر نہ ملیگا اوسنے اپنے کار مفوضہ کو نہایت خیرخواہی سے انجام دیا بلا لحاظ اس امر کے سرکار انگریزی چین بچین ہو یا پارلمنٹ سے اعتراض بیجا ہو اوسکا اتلاف دکن کے واسطے لاتلافی نقصان ہے۔ انڈین اسپکٹیٹر۔

ہندمین ایک عزیز و بیش بہا جان تلف ہوگئی یعنی نواب سالارجنگ وزیر سرکار نظام حیدرآباد تہوڑی سی بیماری کے بعد دفعتہً پنجشنبہ گذشتہ کو اس جہان فانی سے گذر گئے۔ اس سانحہ پرالم سے حاکم و محکوم دونون کو سخت یہہ اتلاف لاتلافی ہے۔ انگریزونکا ایسا دوست جسنے مصیبت اور آزمائش کے

وقت ایام غدر مین اوسکا ساتھہ دیا اور مرتے دم تک اونکا دوست
رہا - ملک ہند کا ایسا بڑا شخص کہ جسپر فخر کرنا درست اور بجا تہا استقلال
مزاج فہم وفراست مفید وناگزیر ابواب مین اوسکے ذہن کی رسائی کے
سبب سے تمام ملکی مدبرونمین اونکا درجہ بڑہ گیا - عموماً سب اوسکو پسند کرتے
تہے اور رعایائے نظام اوس سے دلی محبت رکہتے تہے سالار جنگ نے باوجود نسبت
اپنی مدعا کو ہاتہہ سے ندیا - بلکہ اپنے مصلحتون کو ایسی دلجمعی سے عمل مین لایا
کہ اوسکے ہم عصر اوس سے اکثر گہبر لیتے تہے - اپنے اصول سے ہرگز تجاوز نکرنا
گو حکام صدر سے اختلاف رائے کیون نہو تاہم سرکار انگریزی کی خیرخواہی ہمیشہ
پیش نظر رکہنا فی الحقیقت حکومت انگریزی وعقاید اسلام کے درمیان
واسطہ خیر تہا - از ہند ویرکاش -

سر سالار جنگ کی وفات سے سرکار نظام کا ایک ستون ریاست جاتا رہا
اور سرکار انگریزی کا دوست صادق کہ جسکی خیرخواہی آزمایش کے
وقت مین ثابت قدم رہی - مدراس ٹائمس -

تمام قوم پر عجب طرح کا صدمہ ہوا ہے - سالار جنگ مین کوئی عجب بات
تہی کہ جس سبب سے ہند مین وہ ہر دل عزیز تہا - کہین کیون نہ جاؤ لیکن یہہ بات

ہوگا کہ گویا ہر شخص کا عزیز جاتا رہا۔ کیا جوہر تہا اوس شخص مین جو نجہ اجل
مین گرفتار ہوا کہ جسکے سبب سے ہر شخص نہ ہند مین بلکہ تمام یورپ اور مہذب
حصہ دنیا مین اوسکو عزیز رکہتا تہا۔ بجز حب الوطنی اور کچہہ نہ تہا حب الوطنی
بہی آجکل کی سی نہین بلکہ قدیم زمانہ کی۔ تیس برس کے عرصہ مین
کہ اوس نے حیدرآباد پر حکومت کی اوس نے وہ کارہاے سترگ کئے مین
کہ شاید کسی دوسرے نے کسی ملک اور ملت مین کئے نہون۔ حیدرآباد کو انتہا
درجہ کی بدنظمی سے نکالکر اوسمین ایسا امن قایم کیا تہا کہ جہان تیس برس
پیشتر بغیر جنبہ کہینچے ہوئے دس قدم نکلنا مشکل تہا آج وہ بنظر حفاظت جان
ومال مثل ممالک انگریزی کے ہے اگرچہ اسوقت بہی ایسے لوگ
موجود ہونگے جو مرحوم کے انتظام سے ناخوش ہونگے مگر وہ لوگ وہی ہونگے
جنکا نفع بدانتظامی اور طوایف الملوکی مین ہے۔ مرثیہ۔
اوسکے عہد حکومت پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سر سالار جنگ
منجانب اللہ حکومت ہی کیواسطے موضوع تہا۔ نہ صرف یہہ کہ اوس نے ایسی
سرکش و مفسد لوگونکو درست کیا بلکہ تمام رعایا اور سرکار انگریزی کہا اوسکی قدر
و محبت کرتی تہی۔ قوم فاتح کا بڑا دوست اوس نے غریب دانہ مین

بزرا ان انصاف کو برابر رکہا۔ ایسے تو وزرا تو بہت سے ہونگے کہ جنہوں نے تجارت و صنعت کو فروغ دینے سے اپنے ملک کا محاصل بڑہایا ہوگر تمامی ہند مین ایسا کوئی نہین کہ حاکم و محکوم مین صلح قایم رہے" قیصر ہند۔ سر سالار جنگ کی وفات سے کہ ہند مین بہت بڑا وزیر تہا عموماً تہلکہ پڑگیا اور رنج والم جو یہان برپا ہے انگلستان اور تمامی مغربی ممالک مین بہی ضرور ہوگا اوسکو پرنس بسمارک سے تشبیہہ دینا تو شاید خالی از مبالغہ نہوگا۔ لیکن کوئی شک نہیں کہ ہندی منتظمون مین کوئی اوسکا ثانی نہین ہے" از بمبئی سماچار۔

جسوقت سر سالار جنگ عہدہ وزارت پر ۱۸۵۳ء مین مامور ہوا اوسوقت خالصہ کرنیکا طریق مروج تہا۔ حیدرآباد کی حالت نہایت ناگفتہ تہی اور خالصہ ہونے سے صرف اسطور پر امان پایا کہ صوبہ جات برار ضمانت کنٹنجنٹ نظام کے مصرف کے واسطے لارڈ ڈلہوسی کو دیدئے گئے تہے اس وزیر کو ملک مذکور واپس نہوا اور اوس نے التجا کرنا اس صورت پر ذلیل جانا۔ اوسکو معلوم تہا کہ باقی ملک قبضہ نظام مین صرف اس ثبوت پر رہ سکتا ہے کہ ہندی وزرا بہی مثل انگریزون کے عقلمند

حکومت و انتظام کا مادہ رکھتے ہین اور کر سکتے ہین پس اوسنے حیدرآباد
کو دیسی ریاستونمین انتظام کا نمونہ بنانے مین اپنی عمر صرف کی تیس برس تک
اوسنے صرف اسی ہی منشا سے کام کیا - اگرچہ محل افسوس ہے کہ وہ اور
چندروز نہ جیا کہ اپنے عمدہ انتظام کو انجام کو پہونچاتا - مگر یہہ تسکین بہی ہے کہ
وہ اسقدر تو جیا کہ دکن کو اپنی آنکھون سے مرفہ الحال اور منتظم دیکہا اور سرکارین
کے درمیان بنائے رابطہ و برتاؤ طرفین کی خوشنودی اور تعظیم باہمی پر مبنی
ہو جاوین ایسے شخص کی زیست سے تمامی جزیرہ نمائی ہند مین عموماً ملکی لوگونکی رائے پر
بڑا اثر ہونا چاہیئے اور ہوا بہی ہند کے دیسی حکام نے سرکار انگریزی کی شوکت
و تجمل کو دیکھنے سے معلوم کیا ہوگا کہ جب تک وہ منصف و مستقل مزاج اور
شائستہ ہین اونکی آزادی مین فرق نہین آسکتا - چنانچہ سر سالار جنگ
اوسکی مصداق بلکہ اوسکا وکیل تہا - اگر ہندی لوگونکی نظرونمین نہ بہی ہو مگر عموماً
انگریزونکے نزدیک تو تہا اوسنے دکن کا انتظام کیا اور انتہا درجہ کے
خطرہ مین انگریزی سرکار کا خیرخواہ رہا - اس فعل نے گویا دیسی ریاستونکو
خالصہ ہونے سے محفوظ رکھا - دوسری ریاستون نے بہی اوسکی پیروی
کی پس دوسرے خودمختار ریاستین بہی جو ایام غدر مین ہمارے

ارہین اونکا ممنون نہونا انصاف سے بعید ہے یہہ اوس ہی کی جرات تہی اور
اوس ہی نے جو نظام کی ریاست کے انتظام مین نظیر قایم کی اوسہی کا سبب تہا
کہ خالصہ کر لینے کا طریقہ ترک کیا گیا اور دیسی ریاستونکی حکومت و
خودمختاری قایم ہوئی۔ تاہمس۔

ہندوستانیونمین صرف سالار جنگ ہی ایسا شخص مشہور تہا کہ جسکو
یہان کے لوگ جانتے ہین کوئی نہین کہہ سکتا ہے وہ محب وطن نہتا۔ ہی
سرکار انگریزی کا خیرخواہ اور اوس سے دوسرے درجہ پر اوسکی ذاتی وفاداری
اپنے آقا کے ساتہ مشہور ہے اور صدق دل سے چاہتا تہا کہ کاروبار
ریاست بہ آئین بہتر انجام پاوین۔ تمام ہند مین حیدرآباد مین بڑے
درجہ کی طوایف الملوکی تہی یہانتک کہ اودہ سے بہی زیادہ مگر اوسنے
اوسکو مثل انگریزی علاقہ کے منتظم اور مرفہ الحال کیا۔ اوسکی دارالسلطنت
مین ریل اور تار برقی دونون موجود ہین۔ ہر سمت مین عمدہ عمدہ سڑکین
اور مرحوم کا رجحان ایسے امور مین اس احتیاط و تردد سے معلوم ہوتا۔ کہ
جس سے اوس نے گولکنڈہ بیدر اور اورنگ آباد قدیم شہرون کو دکن کے
محفوظ رکہا۔ اوسکے دل کی بڑی آرزو پوری نہونے پائی یعنے برار کا

والیس ملنا جو اوسکے وزارت کے تین مہینے پہلے سرکار انگریزی کی تفویض کیا
گیا تہا اس مقدمہ کے عیب وصواب سے ہمین اسوقت کچھہ بحث نہین ہے۔
ہمین اس امید سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ سر سالار جنگ کی زیست کی
طرز اور اوسکے کام نمونہ ہون - اور دوسرے اوسکے ہم مذہب اور ہم قوم
وزرار کے واسطے کہ عنقریب مصر کا انتظام کرنے والے ہین نظیر ہون - ڈیلی نیوز
سر سالار جنگ کا بوقت مرنا صرف ۵۴ سال کی عمر مین حضور نظام
کے واسطے کہ قریب تخت نشین ہونیوالے ہین ہوجب وقت ہوگا -
اور نیز اس بڑی مسلمانونکی ریاست کے واسطے - مرحوم مسلمان وزیرون مین
اول درجہ کا شخص تہا - کہ جس سے نہ صرف مادہ کا وجود بلکہ فراست و
اعلی خیال جو ہندوستانی عمدہ منتظمون کو حاصل ہے ثابت ہوتی ہے -
فارسی و عربی اور انگریزی گفتگو مین ایسی مہارت رکہتا تہا کہ جیسے اردو مین
اور مغربی علوم کی تحقیقات جدیدہ سے ہمیشہ مطلع رہتا تہا - اگر ایسا شخص
۱۸۵۷ء مین دہلی کے باغیونکی مدد کرتا تو ہمکو فتح پانا آسان نہوتا -
انگلستان کو ضرور ہے کہ اس ماتم مین شامل ہو جو حیدرآباد دکن اس قسم
سندین اور نیز لف مسلمان کے قبر پر ظاہر کیا ہوگا - ڈیلی ٹیلیگراف -

سر سالار جنگ کی احتیاط و ہوشیاری سے ریاست کو بہت ترقی ہوئی اور خزانہ کی حالت کی تہیری ہو گو نکی بہبودی کی علامت ہے۔

حیدرآباد کے ملکی معاملات ایسے پیچیدہ ہین کہ چند الفاظ مین بیان نہین ہوسکتی مگر جنکو دیکھنے اور رائے دینے کا موقع ملتا رہا ہے بیان کرتے ہین کہ تبدیلی مدار المہام کے سفر رہونے مرحوم کی کسیقدر خفت تو تبہی ہی تہی بلکہ ریاست کی بدنظمی و بدعنوانی بہی کم نہوئی۔ سرکار انگریزی کو صرف اپنی وفادار دوست کے مرجانے کا رنج ہی نہین ہے بلکہ ایسے تدابیر بہی سوچنے پڑینگے کہ جس سے اس خوف و خطر کا تدارک ہو جو اوسکے انتقال سے متصور ہے اسٹانڈرڈ گو سر سالار جنگ کی خیر خواہی صرف اس عقیدہ پر مبنی تہی کہ ہمارے قیام حکومت پر اوسکے آقا کے خاندانکی سلامتی منحصر ہے تاہم انگریز اوسکو یاد کرینگے۔ زبان انگریزی مین مہارت کامل۔ مغربی خیالات سے واقفیت بلکہ شرقی نظر سے فارغ التحصیل۔ اور اپنے مذہبی روایات اور احادیث پر مرتے دم تک ثابت قدم۔ بنظر تربیت جنگ بہادر سے بالکل مختلف مگر بنظر محدود ہونے تجربہ کے بالکل مشابہ۔ کیونکہ ایک مدت تک وہ وزیر رہ چکا تہا قبل اسکے کہ حیدرآباد سے قدم باہر رکہا ہو۔ انگلستان

سفر سے اوسنے اور کچھہ نہ سیکہا سواے اسکے کہ انگریزی سوسایٹی
مین تشخیص کا شوق اور سرکاری کام مین خیال کا مرتبہ - اور نہ اوسکی نظر مین
طریقہ کارروائی کی کہ جسپر آگے کا مدار ہے وقعت بڑہی مگر اسقدر تو اوسکو
معلوم ہوا ہوگا کہ انگریز شکر گذاری بہی جانتے ہین - باوجود اسکے
اوسکا عہد بہمہ وجوہ سراپا پر خوف تہا - ابتدائے زمانہ فتنہ و فساد کے فرو کرنے
اور ریاست کی بدنظمی دور کرنے مین گزرا - اور اس سعی مین امرا ء سے
ہر روز ایک نیا مقابلہ اور اپنے آقائے نامدار سے کہ جسکا وہ نہایت
وفادار تہا اکثر زک اوٹہانے پڑتی تہی - جب یہہ مہم پوری ہوئی اور
معلوم ہوا کہ سرکار صدر مین اپنی اعتقاد مین کسقدر فرق آگیا مگر فکر و
تردد جو اوسکے وفات سے لاحق ہوگا اوسکی لیاقت کا عمدہ ثبوت
ہوگا - سنٹ جیمس گزٹ -

تمت تمام شد



